عرضِ مؤلف

الحمد لله الذی جعل لکل أمة شرعة ومنهاجا وقدر نشأتنا فی أمة نبیه الأکرم صلی الله علیه وسلم إمتنانا و إبهاجا وزاد الإحسان والإمتنان حیث أخرجنا لسائر الناس إخراجا وأکمل الصلاة وأحسنها علی محمدن المصطفی الذی علی رأس الساعة مبعوث وبإمامة الأنبیاء والأسوة الحسنة والنطق بوحی یوحیٰ منعوت ورضوان الله جل شانه علی آله وأزواجه وأصحابه الذین هم قدوة الأنام وکانوا أنصار الإسلام حین کان غریبا حتی فی بیت الله الحرام وعلی الذین اتبعوهم بإحسان ولما یلحقوا بهم.

أما بعد؛

خالق ارض وسماء جل جلالہ عم نوالہ کے انعامات کا شمار ممکن نہیں۔اس منعم حقیقی کا سب سے بڑا فضل اوراحسان جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کی صورت میں کائنات رنگ وبو کو ودیعت ہوا۔آنجناب علیہ الصلوۃ والسلام کو کتاب رشد وہدایت عطا فرمائی گئی جو قیامت تک آنے والے انسانوں کی دنیوی اوراخروی فلاح کی ضامن ہے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اقوال وافعال سے قرآن مجید فرقان حمید کی تفسیر و توضیح کا فریضہ سرانجام دیا۔نزول وحی اور تکمیل دین کے عینی گواہان اور فیض صحبت نبوت سے منور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس مقدس امانت کو آقا علیہ الصلوۃ والسلام سے لیا اور تقوی وعدالت کے اعلی ترین معیار پر پورا اترتے ہوئے اسے آگے منتقل کر دیا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس بار امانت کو تابعین نے اٹھایا اور پوری ذمہ داری اور دیانت سے اسلام کی اس

تیسری مبارک روحانی نسل کے سپرد کر دیا جسے اتباع تابعین کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ان تینوں مقدس ادوار کو زبان نبوت سے قیامت تک آنے والے تمام ازمنہ پر فوقیت اور اقتداء کی سند **خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم** کے الفاظ سے مل چکی ہے۔

دین متین کو اس کی اصلی شکل وصورت میں آنے والی نسلوں تک پہنچانے کی ذمہ داری اور تعلیم وتعلم کی شاہراہ پر یہ سفر جاری ہے اور قیامت تک رہے گا۔ ہر دور میں علماء حسب فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم **یحمل ھذا العلم من کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین ودعوی الجاھلین** اس ذمہ داری کو نباہتے رہیں گے اور دین اسلام کے چشمۂ صافی کو گدلا کرنے کی ناپاک سازشوں کے سامنے سینہ سپر رہیں گے۔ قرون اولیٰ کے فقہاء کرام رحمہم اللہ نے قرآن وسنت سے مستنبط اصول وقواعد کی روشنی میں شریعت مطہرہ کی فروع وجزئیات کو مدون ومنضبط شکل میں امت کے سامنے پیش کیا۔ ان فقہاء کی امانت ودیانت، ان کا علم وفضل، ان کی قوت استدلال و استنباط اور نباضی ہر قسم کے شک وشبہ سے بالا ہے۔ یہ وہ حبل اللہ المتین ہیں جن کے دامن سے وابستگی میں ہی ایمان واسلام کی بقا ہے۔

لیکن تکوینی طور پر ایسا انتظام ہوا اور اس قافلۂ حق کے سالاروں اور پاسبانوں میں سے چند ایک کو بارگاہ ایزدی سے خصوصی انعام کے طور پر یہ شرف حاصل ہوا کہ ان کے مستنبط شدہ اور مقرر کردہ اصول وقواعد اور اجتہادات کے ذریعے مدون ومرتب مذاہب فقہیہ کو باقی رکھا گیا۔ دیگر مجتہدین کے مذاہب کا سلسلہ آگے نہ چل سکا اور اب وہ صرف کتابوں میں ہی ملتے ہیں۔ ان منعم علیہم ائمہ میں امام اعظم امام ابوحنیفہ، امام انس بن مالک، امام محمد بن ادریس الشافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ شامل ہیں۔

بارہ سو سال سے امت نے اپنے تمام تر مسائل کے حل کے لیے ان فقہاء اربعہ پر ہی اعتماد کیا ہے۔ اھل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک حق ان چار مذاہب میں بند ہے اور ان سے خروج گمراہی اور ضلالت ہے۔ پوری امت ان چار ائمہ کی تقلید کرتی اور اسے اپنی نجات کا ذریعہ گردانتی ہے۔

ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

برصغیر کی غالب مسلم آبادی ہمیشہ سے حنفی مسلک پر کاربند رہی ہے اور اس خطہ کے علماء احناف کی ہمہ جہتی دینی خدمات اظہر من الشّمس ہیں۔ جب انگریز کے منحوس قدم یہاں پڑے تو انہوں نے اسلام کو کمزور کرنے اور مٹانے کی جہاں اور بہت سی کوششیں کیں وہاں ایک کام یہ بھی کیا کہ امت میں تفرقہ پھیلانے والوں کی حوصلہ افزائی کی۔ اس دور ابتلاء میں ایک طرف جہاں علماء احناف نے مسلمانوں کے اسلام و ایمان اور اعمال کی حفاظت کی خاطر ہر ممکن کوششیں کیں اور ہر میدان میں قربانیاں دے کر دین متین کی شمع کو بجھنے نہ دیا وہاں دوسری طرف یہ ستم ہوا کہ چند لوگ اٹھے اور انہوں نے انگریز کی وفاداری کو سرمایۂ جان تسلیم کر کے فقہ اور فقہاء کے خلاف بے بنیاد باتیں شروع کر دیں۔ ان لوگوں نے قید مذہب سے چھٹکارہ حاصل کرنے اور خواہش نفس کی پیروی میں تقلید ائمہ اور اجماع امت کا انکار کیا اور خصوصاً احناف کے خلاف یہ پروپیگنڈہ شروع کیا کہ معاذ اللہ فقہ حنفی قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ ستم بالائے ستم یہ کہ ان ظالموں نے اپنا نام اہل حدیث رکھ کر یہ سب فریب کاریاں قرآن وحدیث کے نام پر کیں۔

گذشتہ چند برسوں میں فرقہ اہل حدیث کے پروپیگنڈہ میں بہت تیزی آئی ہے اور بہت سے لوگ ان کے دام پر فریب میں پھنس کر جادۂ حق سے اتر گئے ہیں۔ عوام کو اس فرقۂ جدیدہ کی حقیقت سے آگاہ کرنے اور ان کے بظاہر خوشنما مگر حقیقت میں انتہائی مکروہ

دام تزویر سے بچانے کی خاطر یہ کتاب تالیف کی گئی ہے۔فرقہ اہل حدیث پاک وہند کی تاریخ،ان کے عقائدونظریات،اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم ،فقہاء ومحدثین اور سلف صالحین رحمہم اللہ سے ان کے بغض اور ان کی تحریفات وتلبیسات کے باحوالہ ثبوت سامنے رکھ دیے گئے ہیں۔اب یہ قاری کی ذمہ داری ہے کہ وہ خود فیصلہ کرے کہ تمام اھل السنۃ والجماعۃ کو گمراہ کہنے اور ائمہ مجتہدین پر عدم اعتماد کی فضا پیدا کر کے بزعم خویش مجتہد بننے والوں کا حدیث سے کتنا تعلق ہے اور صراط مستقیم سے یہ لوگ کس قدر ہٹے ہوئے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالی سے دعا ہے کہ اس کتاب کے ذریعے اھل السنۃ والجماعۃ عوام کو اپنے عقائدونظریات پر پختگی عطا فرمائیں اور ہر قسم کی گمراہی سے ان کی حفاظت فرمائیں۔

آمین

فہرست

باب اول

فرقہ اہل حدیث (پاک وہند) کی تاریخ

باب دوم
انگریز سے اہل حدیث نام کی رجسٹریشن

باب سوم
فرقہ اہل حدیث (پاک وہند) کے 'عمل بالحدیث' کی کہانی خود انہی کی زبانی

باب چہارم

فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کے عقائد ونظریات

باب پنجم

فرقہ اہل حدیث (پاک وہند) کے عمل بالحدیث کی حقیقت

باب ششم

فرقہ اہل حدیث (پاک وہند) کا مقصد: احیاءِ سنت یا افتراق امت

باب ہفتم

فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کے مسائل

اپنی مزنیہ سے پیدا ہونے والی بچی سے، خواہ وہ اپنے نطفہ سے ہو، نکاح جائز ہے 194

متعہ کرنا جائز ہے

مشت زنی جائز بلکہ واجب ہے

ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا، عورتوں کے ساتھ غیر فطری عمل، شطرنج کھیلنا، گانا بجانا اور مجلس میلاد جائز ہے

مذہبی آزادی

آدمی بیک وقت چار سے زیادہ بیویاں رکھ سکتا ہے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال وافعال حجت نہیں

جو روزہ رکھنے پر قادر نہ ہو اس کو روزہ کا فدیہ دینا واجب نہیں

نماز جمعہ واجب نہیں

مال تجارت میں زکوٰۃ نہیں

رات کے وقت مردہ دفن نہیں کرنا چاہیے

بغیر وضو کے طواف

بغیر گواہوں کے نکاح جائز

اذان میں حی علی خیر العمل کہنا جائز ہے

وضو میں ڈاڑھی کا خلال کرنا درست نہیں

وضو میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنا فرض ہے

حالت احرام میں بیوی سے ہمبستری کرلے تو حج فاسد نہیں ہوتا

پورے گھر والوں کی طرف سے ایک ہی قربانی کافی

خون اور قے سے وضو نہیں ٹوٹتا

باب ہشتم

فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کے 'الہامات و کرامات' اور عملیات وتعویذات

باب نہم

فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کی چند مشہور شخصیات

باب دہم

فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کے علماء کی تحریفات، تضادات اور کذب بیانیاں

ضمیمہ

علماء اہل السنۃ والجماعۃ کی طرف سے فتنۂ غیر مقلدیت کے رد میں لکھی جانے والی بعض کتب کی فہرست

باب اول

فرقہ اہل حدیث (پاک وہند) کی تاریخ

سرزمین ہند کی تاریخی حیثیت

بعض تاریخی روایات سے اشارات ملتے ہیں کہ ابوالبشر حضرت سیدنا آدمؑ کو جب جنت سے زمین پر اتارا گیا تو ان کا نزول سرزمین ہند میں ہوا۔(۱)

جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرزمین ہند اپنے اسی نام وعنوان سے عہد قدیم سے متعارف ہے۔حضرت سیدنا سلیمانؑ کے واقعات اور آنخضرتﷺ کے عہد میں بھی اس کا تذکرہ موجود ہے۔مثلاً

ایک ہندوستانی راجہ کا حضورﷺ کی خدمت میں تحفہ

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ہندوستان کے ایک راجہ نے آنخضرتﷺ کی خدمت میں ایک زنجبیل (تازہ ادرک یا خشک سونٹھ) کا تحفہ بھیجا۔ جسے آنخضرتﷺ نے پسند فرمایا اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے صحابہ کرامؓ میں تقسیم فرمایا اور خود بھی تناول فرمایا۔(۲)

تاریخی روایات کے مطابق سرزمین عرب کے اندر ہندوستانی اشیاء مشک، کافور، زنجبیل، لونگ، مرچ، عود ہندی، ساگوان کی لکڑی، ہندی تلوار اور ہندی کپڑے وغیرہ بکثرت استعمال ہوتے تھے۔اور آنخضرتﷺ اور صحابہ کرامؓ بھی یہ چیزیں استعمال فرماتے تھے۔

غزوۂ ہند کی نبوی پیشین گوئی

”عن ثوبان مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عصابتان من امتی حرر ھما اللہ من النار عصابة تغزوا الھند وعصابة تکون مع

(۱)فتح الباری ج۶ص۴۰۹،الفردوس بمأثور الخطاب ج۴ص۱۷۲رقم الحدیث ۶۷۹۸ (۲)مستدرک حاکم ج۴،ص۳۵

عیسی بن مریم.''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ نارِ جہنم سے محفوظ رکھے گا۔ ایک وہ گروہ جو ہندوستان سے جہاد کرے گا اور دوسرا وہ گروہ جو حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ رہے گا۔(۱)

سراندیپ کا وفد مدینہ میں

ہندوستانی تاجر عرب کی تجارتی منڈیوں میں اور عرب تاجر ہندوستان کی تجارتی منڈیوں میں تجارت کے لیے آتے جاتے تھے۔ بعض تاجروں کے ذریعہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کی خبر ہندوستان میں بھی پہنچ چکی تھی، چنانچہ جنوبی ہند کے علاقہ سراندیپ کے اہل علم حلقوں نے ایک وفد معلومات حاصل کرنے کے لیے عرب میں بھیجا، تاکہ وہ آنحضرت ﷺ کے عقائد ونظریات کے بارے میں معلومات حاصل کرے۔ یہ وفد بعض رکاوٹوں کی وجہ سے اس وقت مدینہ منورہ پہنچا جب آنحضرت ﷺ اور حضرت امام ابوبکر صدیقؓ اس دنیا سے رحلت فرما چکے تھے۔ اور حضرت عمرؓ کا دورِ خلافت تھا۔(۲)

اسلامی تاریخ کے مسلمہ مورخین اس بات کی شہادت بھی دیتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے مکی و مدنی دور میں سرزمین عرب کے اندر ہندوستانی افراد بکثرت موجود تھے۔ جنہیں عرب کی زبان میں زط کہا جاتا تھا۔ غالبًا یہ اردو زبان میں مستعمل لفظ جٹ کا عربی تلفظ ہے۔ وہ ہندوستانی افراد لباس اور بود و باش کے لحاظ سے اپنی ایک مخصوص ہئیت رکھتے تھے جو ان کی علاقائی شناخت تھی۔ مثلاً

ا......حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک رات آنحضرت ﷺ مجھے

(۱) نسائی، کتاب الجھاد، غزوۃ الھند ج۲ ص۵۲ (۲) الہند ص۱۵۷ بحوالہ خلافت راشدہ اور ہندوستان از مولانا قاضی اطہر مبارک پوری ص۳۱

ساتھ لے کر بطحائے مکہ کی طرف تشریف لے گئے اور مجھے ایک جگہ بٹھا کر میرے چاروں طرف چھڑی کے ساتھ دائرہ نما خط کھینچ دیا اور فرمایا تمہارے قریب کچھ لوگ (یعنی جنات) آئیں گے۔تم نہ ان سے کلام کرنا اور نہ اس دائرے سے باہر نکلنا۔اور خود آنحضرت ﷺ کچھ دور تشریف لے گئے۔تھوڑی دیر کے بعد میرے قریب کچھ لوگ آئے ''**کانهم الزط اشعارهم واجسامهم**'' جو جسم اور بالوں کے اعتبار سے جاٹوں کی طرح تھے۔وہ میری سمت آئے ،لیکن دائرہ کے اندر داخل نہ ہو سکے۔(۱)

۲......حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عیسیٰؑ کو دیکھا، وہ سرخ رنگ اور کشادہ سینہ والے تھے۔اور میں نے حضرت موسیٰؑ کو دیکھا وہ گندمی رنگ کے قوی الجسم آدمی تھے۔''**کانه من رجال الزط**'' جیسے وہ جاٹوں میں سے ہوں۔(۲)

۳......حضرت خالد بن ولیدؓ کے ساتھ ۱۰ ہجری میں نجران سے بنو حارث کا ایک وفد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ ﷺ نے اس وفد کے افراد کو دیکھ کر فرمایا:''**من هؤلاء الذين كانهم رجال الهند**'' یہ کون لوگ ہیں ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے یہ ہندوستان کے آدمی ہوں۔(۳)

عہدِ خلافت راشدہ میں ہندوستان کے اندر مسلمانوں کی آمد

تاریخی روایات میں جماعت صحابہؓ کے اندر بعض ہندی مسلمانوں کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔مثلاً حضرت بیرزطن ہندیؓ (۴) اور حضرت باذان ملک الہندؓ (۵) وغیرہ۔لیکن

(۱) جامع ترمذی، کتاب الامثال باب ماجآء فی مثل اللہ لعبادہ ج ۲ ص ۱۱۳ (۲) بخاری، باب واذکر فی الکتاب مریم الخ ج ۱ ص ۴۸۹ (۳) سیرتِ ابن ہشام ج ۵ ص ۲۹۳، تاریخ طبری ج ۲ ص ۱۹۵ (۴) الاصابہ ج ۱ ص ۱۷۸

(۵) تجرید اسماء الصحابہ از علامہ ذہبی ج ۱ ص ۴۵

ہندوستان کے اندر مسلمانوں کی با قاعدہ آمد کا سلسلہ عہد فاروقی میں شروع ہوا۔ تقریباً ۲۵ صحابہ کرامؓ اور بیسیوں تابعین کا سرزمین ہند میں تشریف لانا تاریخی روایات سے ثابت ہے۔ مکران و بلوچستان کے علاوہ سندھ کے بعض سرحدی علاقوں تک عہدِ صحابہؓ میں ہی مسلمان غلبہ حاصل کر چکے تھے۔ لیکن سندھ پر با قاعدہ فوجی یلغار پہلی صدی ہجری کے آخر میں محمد بن قاسمؒ (المتوفی ۹۶ھ) نے اس وقت کی جب سندھ کے حاکم راجہ داہر نے مسلمانوں کے تجارتی قافلے لوٹ کر انہیں جبراً قیدی بنانا شروع کر دیا تھا۔ اس وقت محمد بن قاسمؒ سرزمین سندھ پر اسلامی پرچم لہراتا ہوا جب ملتان تک پہنچا تو عین اسی وقت دربار خلافت سے خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کی طرف سے اس کی معزولی کے احکامات آ گئے اور واپس بلا کر قید کر دیا گیا، جہاں قید خانہ میں ہی اسے شہید کر دیا گیا۔

ہندوستان میں حنفی مذہب کی آمد

چوتھی صدی ہجری تک کے حالات

محمد بن قاسمؒ کی فتوحات کے تقریباً تین سو سال بعد تک مسلمانوں کی اس خطے کے اندر آمد و رفت جاری رہی، اور یہاں کی ایک کثیر مقامی تعداد بھی حلقہ بگوش اسلام ہوگئی۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ کا فقہی مذہب دوسری صدی ہجری میں ہی رواج پا چکا تھا اور ہندوستان میں تیسری صدی ہجری کے آغاز میں حنفی مذہب کی آمد کا ثبوت پایا جاتا ہے۔ چنانچہ

ا...... ۲۲۸ھ میں جب خلیفہ واثق باللہ العباسی نے سد سکندری کا حال دریافت کرنے کے لیے کچھ لوگ بھیجے تو انہوں نے وہاں کے لوگوں کو حنفی مذہب پر پایا۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحب ریاض المرتاض ص ۲۱۶ میں بحوالہ مسالک الممالک لکھتے

(۱)(۲)(۳)(۴)

ہیں کہ سدسکندری کے محافظ (باشندے) بھی مسلمان اور حنفی المذہب تھے۔ اور عربی وفارسی زبان بولتے تھے۔ مگر سلطنت عباسی سے بے خبر تھے۔(۱)

۲......شیخ محمد اکرام مرحوم علامہ مقدسی کی احسن التقاسیم فی معرفة الاقالیم کے حوالہ سے فرماتے ہیں:

''(۳۷۵ھ کے قریب) علاقہ ملتان میں امام ابوحنیفہؒ کے مقلد بکثرت تھے۔''(۲)

۳......تاریخ برصغیر کے نامور مؤرخ ملا محمد قاسم فرشتہ فرماتے ہیں:

''۱۴۷۴ عیسوی میں احمد آباد کے حاکم سلطان محمود بیگرا (المتوفی ۲ رمضان ۹۱۶ھ) نے سندھ پر حملہ کیا تو کئی سندھی مسلمان صرف برائے نام مسلمان تھے چنانچہ بادشاہ ان کے کئی سرداروں کو جونا گڑھ لے گیا اور انہیں مسلمانوں کے سپرد کیا تا کہ وہ انہیں مذہب حنفی کے مطابق سنتِ نبوی ﷺ کا طریقہ سکھائیں۔''(۳)

اور ہندوستان کے اندر اسلام کی آمد و اشاعت میں تصوف کے سلاسل اربعہ میں سے نقشبندی سلسلہ کا بھی بہت نمایاں کردار ہے۔ اور اس سلسلہ کے اکثر اکابر حنفی المذہب تھے۔ جیسا کہ شہزادہ داراشکوہؒ اپنی معروف کتاب سفینة الاولیاء میں حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ کے تذکرہ میں فرماتے ہیں:

''اس سلسلہ کے اکثر مشائخ حنفی المذہب گزرے ہیں۔''(۴)

ان مستند تاریخی حوالہ جات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ برصغیر پاک و ہند کے اندر حنفی مذہب تیسری صدی ہجری کے آغاز میں داخل ہو چکا تھا۔ اور علماء احناف ان علاقوں میں اسلام کی اشاعت اور دینی خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ اور اس کے بعد

(۱) بحوالہ الکلام المفید فی اثبات التقلید از مولانا محمد سرفراز خان صفدر ص ۱۰۷ (۲) آب کوثر ص ۴۸ (۳) تاریخ فرشتہ اردو حصہ چہارم ص ۴۱۳ (۴) سفینة الاولیاء ص ۱۱

ان علاقوں میں اسلام کی اشاعت کرنے والے تقریباً تمام علماء مذہب حنفی سے ہی تعلق رکھنے والے تھے۔ آیئے اس کا مختصر تذکرہ بھی ملاحظہ فرمالیجیے۔

﴿پانچویں صدی ہجری﴾

برصغیر پاک وہند......کے......علماء وسلاطین

پانچویں صدی ہجری میں قدرت نے ہندوستان کے اندر اشاعت وحفاظت اسلام کا ایک غیبی سامان فراہم کر دیا اور وسط ایشیا وافغانستان سے نکل کر ہندوستان میں داخل ہونے والے اہل السنۃ والجماعۃ کے دو طبقے سرگرم عمل ہو گئے۔

طبقہ اولیٰ

ان میں پہلا طبقہ ☆شیخ فخر الدین حسین زنجانی لاہوریؒ، جو خراسان سے لاہور تشریف لائے تھے۔ (المتوفیٰ ۴۳۱ھ)...... ☆شیخ محمد اسماعیل محدث لاہوریؒ (المتوفیٰ ۴۴۸ھ) ...... ☆اور حضرت علی ہجویری جو غزنی سے لاہور تشریف لائے تھے (ولادت ۴۰۰ھ تقریباً، وفات ۱۵ صفر ۴۶۴ھ) جیسے اہل السنۃ صوفیاء کرام کا تھا۔ جنہوں نے دعوت وارشاد کے ذریعہ لاکھوں غیر مسلموں کو حلقہ بگوش اسلام کر کے اشاعت اسلام کی خدمت سرانجام دی۔

طبقہ ثانیہ

اور دوسرا طبقہ...... ☆سلطان ناصر الدین سبکتگین غزنویؒ (المتوفیٰ ۳۸۷ھ) جو شمالی ہندوستان کے فوجی نظام اور اس کی متحدہ قوت کو شکست دے کر پشاور کا علاقہ اسلامی سلطنت میں شامل کر کے جنوبی ہند کے لیے فتوحات کا دروازہ کھول چکے تھے...... ☆سلطان

محمود غزنویؒ (ولادت ۳۶۰ھ، وفات ۲۳ ربیع الثانی ۴۲۲ھ)...... ☆اور ان کے جانشین سلاطین وفاتحین کا تھا۔ جنہوں نے راجہ جے پال اور اس کے بیٹے راجہ انند پال کو شکست دے کر پشاور، لاہور اور سومنات تک اسلامی فتوحات کا پرچم لہرا دیا تھا۔ ۴۱۵ھ میں محمود غزنویؒ نے سومنات پر فتح حاصل کی اور وہ بت شکن کے تاریخی لقب سے پہچانے گئے۔

اور یہ تاریخ کی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام کی اشاعت اور حفاظت کا فریضہ سرانجام دینے والے یہ دونوں طبقے اہل السنۃ والجماعۃ حنفی تھے۔

چھٹی صدی ہجری

علماء............و...........سلاطین

پانچویں صدی ہجری کے آخر میں جب ہندوستان کے سیاسی حالات پر مسلمان کی گرفت کمزور ہونے لگی، تو قدرت نے پھر اس خطے کے اندر دو ایسے طبقوں کو خدمت دین کے لیے منتخب کیا جنہوں نے چھٹی صدی ہجری میں ہندوستان کے اندر اشاعت وحفاظت اسلام کا فریضہ سرانجام دیا۔

طبقہ اولیٰ

ان میں پہلا طبقہ ...... ☆شیخ ابوالحسن بختیار بن عبداللہ ہندیؒ (المتوفی ۵۴۳ھ)...... ☆شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے خلیفہ حضرت شیخ قاضی حمید الدین ناگوریؒ (ولادت ۵۱۵ھ، وفات ۶۲۵ھ)...... ☆حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے خلیفہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ (ولادت ۵۲۷ھ، وفات ۶ رجب ۶۳۳ھ)...... ☆اور شیخ ابوالحسن علی بن عمر محدث لاہوریؒ جیسے اہل السنۃ علماء وصوفیاء کا تھا، جنہوں نے اشاعت اسلام کی خدمت سرانجام دی۔

طبقہ ثانیہ

اور دوسرا طبقہ...... ☆سلطان شہاب الدین محمد غوری شہیدؒ (المتوفٰی ۶۰۲ھ)......
☆اور سلطان قطب الدین ایبکؒ (المتوفٰی ۶۰۷ھ، ۱۲۱۰ء) جیسے فاتحین و سلاطین کا تھا، جنہوں نے اسلامی سلطنت کے استحکام کا فریضہ سرانجام دیا۔

اور یہ تاریخ کی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام کی اشاعت اور حفاظت کا فریضہ سرانجام دینے والے یہ دونوں طبقے اہل السنۃ والجماعۃ حنفی تھے۔

پرتھوی اور غوری میزائل

خواجہ اجمیریؒ کو خواب میں آنحضرت ﷺ نے غزنی سے ہندوستان جانے کا حکم فرمایا تو انہوں نے ہندوستان آ کر اجمیر میں ڈیرے ڈال دیئے، اجمیر کے ہندو راجہ پرتھوی راج نے مذہبی تعصب کی بنا پر انہیں پریشان کرنا شروع کیا تو انہوں نے غزنی کے حکمران شہاب الدین محمد غوریؒ کو اجمیر پر حملہ کی دعوت دی۔ چنانچہ متعدد حملوں کے بعد ۵۸۷ھ میں اجمیر فتح ہوا۔ اور پرتھوی راج گرفتار ہو کر قتل ہوا۔ تاریخی روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ اس لڑائی میں سلطان غوریؒ کے ساتھ باقاعدہ ایک سپاہی کی حیثیت سے شامل تھے۔ اور انہوں نے اس جہاد میں عملاً حصہ لیا۔ آج ہندوستان کا پرتھوی میزائل اور پاکستان کا غوری میزائل انہی نسبتوں کی نشاندہی کر رہے ہیں۔

آزادیٔ مسجدِ اقصیٰ

چھٹی صدی ہجری میں ایک طرف سلطان غوریؒ بت کدۂ ہند میں اسلام کی اذانیں بلند کر رہے تھے اور دوسری طرف سلطان نورالدین محمود زنگیؒ (المتوفٰی ۵۶۹ھ) مسجدِ اقصیٰ کی آزادی کے لیے صلیبیوں سے فیصلہ کن پنجہ آزمائی شروع کر چکے تھے۔ چنانچہ

۵۸۷ھ میں غوریؒ نے اجمیر فتح کیا اور ۵۸۸ھ میں زنگیؒ کے جانشین سلطان صلاح الدین ایوبیؒ (المتوفٰی ۵۸۹ھ) نے مسجدِ اقصٰی آزاد کرالی۔

سلطان زنگیؒ اہل السنۃ والجماعۃ حنفی تھے، جیسا کہ حافظ ابن کثیرؒ نے البدایہ والنہایہ ج ۱۲ ص ۵۰۵ میں اس کی صراحت کی ہے۔ اور سلطان صلاح الدین ایوبیؒ اہل السنۃ والجماعۃ شافعی تھے۔ گویا مسجدِ اقصٰی کی آزادی اور اجمیر کی فتح کے لیے بھی قدرت نے حنفی و شافعی مقلدین کو منتخب کیا۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء.

ساتویں صدی ہجری

علماء..................و..................سلاطین

ساتویں صدی ہجری میں بھی برصغیر میں اسلام کی اشاعت وحفاظت کے لیے دو طبقے سرگرم رہے۔

طبقہ اولٰی

ان میں سے پہلا طبقہ...... ☆حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کے خلیفہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ (ولادت ۵۰۵ھ، وفات ۱۴ ربیع الاول ۶۳۳ھ) ...... ☆خواجہ بختیار کاکیؒ کے خلیفہ، حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ (ولادت ۶۰۶ھ، وفات ۵ محرم ۶۶۴ھ)...... ☆خواجہ بختیار کاکیؒ کے دوسرے خلیفہ، شیخ بدر الدین غزنویؒ (المتوفٰی ۶۵۷ھ) ...... ☆شیخ معین الدین اجمیریؒ کے خلیفہ، شیخ حمید الدین ناگوریؒ (ولادت ۵۷۰ھ، وفات ۶۷۷ھ) ...... ☆بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے خلیفہ، خواجہ علاؤ الدین علی احمد صابر کلیریؒ (المتوفٰی ۶۹۰ھ)...... ☆شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے خلیفہ، شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ (ولادت ۵۶۰ھ، وفات ۷ صفر ۶۶۶ھ) ...... ☆شیخ رضی الدین

حسن صنعانی لاہوریؒ (ولادت ۵۷۷ھ، وفات ۶۵۰ھ)...... ☆شیخ جلال الدین تبریزیؒ (المتوفٰی ۶۴۲ھ، ۱۲۴۴ء)...... ☆اور شیخ برہان الدین بلخیؒ (المتوفٰی ۶۸۷ھ) جیسے اہل السنۃ علماء ومشائخ کا تھا، جو برصغیر میں اشاعتِ اسلام کا نور پھیلا رہے تھے۔

طبقہ ثانیہ

اور دوسرا طبقہ...... ☆سلطان ناصر الدین قباچہؒ (المتوفٰی ۶۲۲ھ)...... ☆سلطان شمس الدین التمشؒ (المتوفٰی ۶۳۳ھ)...... ☆سلطان غیاث الدین بلبنؒ (المتوفٰی ۶۸۵ھ) ...... ☆اور سلطان جلال الدین خلجیؒ (المتوفٰی ۶۹۵ھ) جیسے سلاطین کا تھا جو اسلامی سلطنت کی توسیع وترقی کے لیے برسرِ پیکار تھے۔

اور یہ تاریخ کی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام کی اشاعت اور حفاظت کا فریضہ سرانجام دینے والے یہ دونوں طبقے اہل السنۃ والجماعۃ حنفی تھے۔

آٹھویں صدی ہجری

علماء......................و......................سلاطین

آٹھویں صدی ہجری میں بھی برصغیر میں اسلام کی اشاعت وحفاظت کے لیے دو طبقے سرگرمِ عمل رہے۔

طبقہ اولیٰ

ان میں سے پہلا طبقہ ...... ☆حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتیؒ (ولادت ۶۵۲ھ، وفات ۱۳ رمضان ۷۲۴ھ) ...... ☆بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے خلیفہ، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ (ولادت ۶۳۱ھ، وفات ۱۸ ربیع الآخر ۷۲۵ھ)...... ☆شیخ نظام الدین اولیاءؒ کے خلیفہ حضرت خواجہ امیر خسروؒ (ولادت ۶۲۵ھ، وفات ۷۲۵ھ)......

☆ شیخ نظام الدین اولیاءؒ کے خلیفہ، حضرت خواجہ برہان الدین غریب نوازؒ (ولادت ۶۹۲ھ، وفات ۷۴۱ھ) …… ☆حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلویؒ (المتوفی ۱۸، رمضان ۷۵۷ھ) …… ☆حضرت شیخ علامہ کمال الدین دہلویؒ (المتوفی ۷۵۶ھ) …… ☆اور حضرت شیخ مخدوم جہانیاں جہاں گشت (المتوفی ۱۳۸۴ء) جیسے اہل السنۃ علماء وصوفیاء کرام کا تھا جو اشاعتِ اسلام کا فریضہ سرانجام دے رہے تھے۔

طبقہ ثانیہ

اور دوسرا طبقہ…… ☆سلطان علاؤالدین خلجیؒ (المتوفی ۷۱۶ھ)…… ☆سلطان غیاث الدین تغلقؒ (المتوفی (۷۲۵ھ) …… ☆سلطان محمد تغلقؒ (المتوفی ۷۵۲ھ) …… ☆اور سلطان فیروز شاہ تغلقؒ (المتوفی ۷۹۹ھ) جیسے سلاطین کا تھا، جو اسلامی مملکت کے استحکام کی خدمت سرانجام دے رہے تھے۔

اور یہ تاریخ کی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام کی اشاعت اور حفاظت کا فریضہ سرانجام دینے والے یہ دونوں طبقے اہل السنۃ والجماعۃ حنفی تھے۔

کشمیر میں اشاعتِ اسلام

کشمیر کے اندر مسلمانوں کی آمد کا سلسلہ تو ساتویں صدی ہجری میں شروع ہو چکا تھا۔ جب ایک مسلمان بزرگ شاہ مرزا خراسانی کشمیر میں آئے اور حکومت کشمیر کے ملازم ہوئے اور بعد میں شمس الدین شاہ کے نام سے تخت کشمیر پر جلوہ گر ہوئے۔ ان کے خاندان کی حکومت ۹۹۵ھ تک قائم رہی۔ اسی دوران سہروردی سلسلہ کے ایک بزرگ حضرت سید شرف الدین بلبل شاہؒ (المتوفی ۷۲۷ھ) کشمیر آئے، تو دس ہزار کشمیریوں کے حاکم کمشیر ہرنجن شاہ نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اسی طرح ایک اور سہروردی بزرگ امیر کبیر

سید علی ہمدانیؒ (ولادت ۱۲ رجب ۷۱۴ھ، وفات ۷۸۶ھ) ۷۰۰ سادات کے ساتھ ۷۸۱ھ میں کشمیر آئے تو ان کی دعوت پر ۳۷، ہزار کشمیری حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ وہ اپنی واپسی پر شیخ جمال الدین کشمیری کو اشاعتِ اسلام کے لیے کشمیر چھوڑ گئے۔ سید ہمدانیؒ کی وفات کے بعد ان کے بیٹے میر محمد ہمدانیؒ کئی سو ساتھیوں سمیت کشمیر میں آئے اور ۲۲ سال تک خدمت اسلام کا فریضہ سرانجام دیا۔ ۷۹۹ھ میں وہ حج کے لیے تشریف لے گئے تو راستہ میں ترکستان میں ان کی وفات ہوگئی۔ ان کے علاوہ شیخ رضی الدین کشمیریؒ (المتوفٰی ۹۵۶ھ) اور مفتی فیروز کشمیریؒ (المتوفٰی ۹۷۷ھ) وغیرہ بزرگوں نے کشمیر کے اندر اشاعتِ اسلام کا فریضہ سرانجام دیا۔ اور یہ سب بزرگ بھی اہل السنۃ والجماعۃ حنفی تھے۔ چنانچہ تاریخ برصغیر کے نامور مؤرخ ملا محمد قاسم فرشتہ لکھتے ہیں:

''ملک کشمیر کی ساری رعایا حنفی مذہب رکھتی ہے۔''(۱)

اس کے بعد ۱۴۸۷ء میں عراق سے میر نوربخش کا ایک مرید شمس الدین کشمیر آیا جس نے نوربخشی مذہب کی یہاں بنیاد رکھی۔ رفتہ رفتہ کشمیر کے اندر یہ مذہب ترقی پاتا گیا اور اہل السنۃ والجماعۃ کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا جانے لگا تو اس وقت سنی مسلمانوں کی درخواست پر سلطان جلال الدین اکبر نے ۱۵۸۶ء میں کشمیر پر حملہ کر کے اس کو اقتدار دہلی کے زیرِ نگیں کرلیا۔ اس نوربخشی مذہب کی کشمیر میں آمد پر تبصرہ کرتے ہوئے ملا قاسم فرشتہ لکھتے ہیں:

''کشمیری باشندے مذہباً حنفی مسلمان تھے۔ فتح شاہ کے زمانے میں عراق سے شمس الدین نامی ایک شخص آیا اور اس نے خود کو میر نور محمد بخش سے منسوب کر کے ایک غیر معروف مذہب کی اشاعت کرنی شروع کی۔ اور اس مذہب کا نام نوربخشی مذہب رکھا۔ اس مذہب کے ماننے والے حضرت عائشہ صدیقہؓ اور خلفائے ثلاثہؓ (حضرت ابوبکر صدیقؓ،

(۱) تاریخ فرشتہ جلد ۴ ص ۶۹۱

حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ) کی شان میں بے ادبی کرتے تھے۔ اور میر نور بخش کو مہدی موعود سمجھتے تھے۔''(۱)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ کشمیر کے اندر اسلام کی آمد اور اشاعت اہل السنۃ والجماعۃ احناف کے بزرگوں کے ذریعہ ہوئی۔ البتہ روافض نے اپنی عادت وفطرت کے مطابق اسلامی قوت کو کمزور کرنے کے لیے انتشار اور تفریق کی فضا پیدا کر دی۔ یہاں یہ بات پوری طرح واضح ہے کہ کشمیر کے اندر اسلام کی آمد اور اس کی اشاعت کی جدو جہد میں کسی بھی غیر مقلد کا نشان تک نہیں ملتا۔

نویں صدی ہجری

علماء..................و..................سلاطین

نویں صدی ہجری میں بھی برصغیر میں اسلام کی اشاعت وحفاظت کے لیے دو طبقے سرگرم ہوئے۔

طبقہ اولیٰ:

ان میں سے پہلا طبقہ...... ☆شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلویؒ کے خلیفہ شیخ محمد یوسف حسینی دہلوی المعروف خواجہ سید محمد گیسو درازؒ (المتوفی ذیقعدہ ۸۲۵ھ)...... ☆احمد تھانیسریؒ (ولادت ۷۵۶ھ، وفات ۲۳ ذی الحجہ ۸۲۲ھ)...... ☆قاضی شہاب الدین دولت آبادیؒ (المتوفیٰ ۸۴۸ھ)...... ☆شیخ صفی الدین رودلویؒ (المتوفی ۱۳ ذیقعدہ ۸۱۹ھ)...... ☆اور علامہ فضل اللہ شیرازیؒ (المتوفیٰ ۸۲۰ھ) جیسے اہل السنۃ علماء ومشائخ کا

(۱) تاریخ فرشتہ ج ۴ ص ۶۹۰

تھا جو اشاعتِ اسلام میں مصروف تھے۔

طبقہ ثانیہ

اور دوسری طرف...... ☆امیر تیمور لنگؒ (المتوفٰی ۸۰۷ھ) اپنی تمام تر کمزوریوں کے باوجود محرم ۸۰۱ھ میں دریائے جہلم کے راستہ ہندوستان میں داخل ہو کر خانہ جنگی کے شکار اقتدار دہلی کو کنٹرول کر کے سلطنتِ اسلامیہ کو مستحکم کر رہا تھا، اور اس کے بعد...... ☆سلطان بہلول لودھیؒ (المتوفٰی ۸۹۴ھ) یہ ذمہ داری نبھا رہا تھا۔

اور یہ تاریخ کی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام کی اشاعت اور حفاظت کا فریضہ سرانجام دینے والے یہ دونوں طبقے اہل السنۃ والجماعۃ حنفی تھے۔

دسویں صدی ہجری

علماء..................و..................سلاطین

دسویں صدی ہجری میں بھی برصغیر میں اسلام کی اشاعت وحفاظت کے دو طبقے سرگرم عمل ہوئے۔

طبقہ اولیٰ

ان میں سے پہلا طبقہ...... ☆شیخ علی متقی جونپوریؒ (ولادت ۸۹۷ھ، وفات ۲ جمادی الاولیٰ ۹۷۵ھ)...... ☆شیخ محمد طاہر پٹنی گجراتیؒ (ولادت ۹۱۴ھ، وفات ۹۸۶ھ)...... ☆حضرت مجدد الف ثانیؒ کے شیخ و مرشد حضرت خواجہ باقی باللہؒ (ولادت ۵ ذی الحجہ ۹۷۲ھ، وفات ۲۶ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ)...... ☆شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ (المتوفٰی ۹۴۵ھ)...... ☆شیخ جلال الدین تھانیسریؒ (المتوفٰی ۹۸۳ھ)...... ☆اور شیخ عبداللہ انصاری سلطان پوریؒ (المتوفٰی ۹۹۰ھ) جیسے اہل السنۃ علماء وصوفیاء کا تھا، جو اشاعتِ اسلام

کا فریضہ سرانجام دے رہے تھے۔

طبقہ ثانیہ

اور دوسرا طبقہ ...... ☆سلطان سکندر لودھیؒ (المتوفٰی ۱۷ ذیقعدہ ۹۲۳ھ) ...... ☆سلطان ابراہیم لودھیؒ (المتوفٰی جمادی الثانی ۹۳۲ھ) ...... ☆سلطان ظہیر الدین بابرؒ (المتوفٰی ۵ جمادی الاولیٰ ۹۳۷ھ) ...... ☆سلطان نصیر الدین محمد ہمایوںؒ (المتوفٰی ۱۵ ربیع الاول ۹۲۳ھ) ...... ☆اور سلطان شیر شاہ سوریؒ (المتوفٰی ۱۲ ربیع الاول ۹۵۲ھ) جیسے سلاطین کا تھا، جو اسلام کا سیاسی غلبہ برقرار رکھے ہوئے تھے۔

اور یہ تاریخ کی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام کی اشاعت اور حفاظت کا فریضہ سرانجام دینے والے یہ دونوں طبقے اہل السنۃ والجماعۃ حنفی تھے۔

﴿گیارھویں صدی ہجری﴾

علماء..................و..................سلاطین

گیارہویں صدی ہجری میں بھی برصغیر کے اندر اشاعت وحفاظت اسلام کے لیے دو طبقے سرگرم تھے۔

طبقہ اولیٰ:

ان میں سے پہلا طبقہ...... ☆حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ (ولادت ۱۴ شوال ۹۷۱ھ، وفات ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ) ...... ☆شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (ولادت محرم ۹۵۸ھ، وفات ۲۱ ربیع الاول ۱۰۵۲ھ) ...... ☆ملا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ (ولادت ۱۰۱۷ھ، وفات ۱۰۶۷ھ) ...... ☆اور حضرت شاہ دولہ دریائیؒ (المتوفٰی ۱۰۷۵ھ) ...... ☆حضرت

خواجہ محمد معصوم بن حضرت مجدد الف ثانیؒ (ولادت ۱۰ شوال ۱۰۰۷ھ، وفات ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ) جیسے اہل السنۃ علماء وصوفیاء کرام کا تھا، جو دعوت وتبلیغ کے ذریعہ مسلمانوں کے ایمان وایقان کے تحفظ کا سامان فراہم کررہے تھے۔

طبقہ ثانیہ

اور دوسرا طبقہ...... ☆ سلطان نورالدین محمد جہانگیرؒ (المتوفٰی ۲۸ صفر ۱۰۳۷ھ) ...... ☆ سلطان شہاب الدین محمد شاہ جہاںؒ (المتوفٰی ۲۶ رجب ۱۰۷۶ھ) ...... ☆ اور سلطان اورنگزیب عالمگیرؒ (المتوفٰی ۱۱۱۸ھ) جیسے سلاطین کا تھا جو اسلامی سیاست وشوکت کا تحفظ کیے ہوئے تھے۔

اور یہ تاریخ کی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام کی اشاعت اور حفاظت کا فریضہ سرانجام دینے والے یہ دونوں طبقے اہل السنۃ والجماعۃ حنفی تھے۔

فتنہ ترک تقلید......اور......مجدد الف ثانیؒ

دسویں صدی ہجری کے آخر میں برصغیر کے اندر ایک عظیم حادثہ رونما ہوگیا۔ جس نے مسلمانوں کی نظریاتی بنیادیں متزلزل کرکے رکھ دیں۔ سلطان ہمایوں کے بعد اس کا بیٹا جلال الدین اکبر (المتوفٰی جمادی الاولٰی ۱۰۱۴ھ) تخت نشین ہوا تو بدقسمتی سے اسے ملا مبارک اور اس کے بیٹوں، ملا ابوالفضل اور ملا فیضی جیسے دشمنانِ تقلید کی مشاورت میسر آ گئی۔ جنہوں نے اکبر کو حنفی تقلید سے نکال کر نا اہل مجتہد بنا ڈالا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اکبر نے اسلام کے مقابل دین الٰہی کے نام سے ایک نئے دین کی بنیاد رکھ دی، جس کا کلمہ تھا۔

لا الٰه الا الله اکبر خلیفة الله

جس میں روزہ، زکوٰۃ جیسی عبادت پر پابندی تھی اور یہ ترک تقلید کا پہلا خوفناک

حملہ تھا۔ جس نے برصغیر کے مسلمانوں کی ملی و اسلامی وحدت پارہ پارہ کر کے رکھ دی۔ گیارہویں صدی میں اکبر کا جانشین سلطان جہانگیر دین اکبری کا ترجمان بنا تو حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کی کاوشوں سے وہ دینِ اکبری سے تائب ہو کر حضرت مجددؒ کے دامن سے وابستہ ہو گیا اور اکبر کا غیر مقلدانہ دین اس کے اپنے بیٹے کے ہاتھوں دم توڑ گیا۔ شیخ احمد سرہندیؒ کی انہی خدمات کی بنا پر انہیں بالاتفاق مجدد الف ثانی یعنی دوسرے ہزار سال کا مجدد تسلیم کیا گیا ہے۔

﴿بارہویں صدی ہجری﴾

علماء..................و..................سلاطین

بارہویں صدی ہجری میں ایک طرف اگرچہ......☆ شاہ کلیم اللہ دہلویؒ (ولادت ۲۴ جمادی الثانی ۱۰۶۰ھ، وفات ۲۴ ربیع الاول ۱۱۴۲ھ) ...... ☆ خواجہ نور محمد مہارویؒ (المتوفی ۱۲۰۵ھ) ...... ☆ شیخ احمد صدیقی امیٹھوی المعروف ملا جیونؒ (المتوفی ۹ ذیقعدہ ۱۱۳۰ھ) ...... ☆ شاہ عبدالرحیم دہلویؒ (المتوفی ۱۲ صفر ۱۱۳۱ھ) ......☆ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ (المتوفی ۱۱۷۶ھ) ...... ☆ مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ (المتوفی ۱۱۹۵ھ) ......☆ قاضی محبّ اللہ بہاریؒ، صاحب مسلّم الثبوت (المتوفی ۱۱۱۹ھ) ...... ☆ اور شیخ محمد ہاشم سندھیؒ (المتوفی ۱۱۷۴ھ) ...... ☆ شیخ نظام الدین اورنگ آبادیؒ (المتوفی ۱۲ ذیقعدہ ۱۱۴۲ھ)......☆ شاہ فخر الدین دہلویؒ (المتوفی ۲۷ جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ) ......☆ شیخ محمد عابد سندھیؒ (المتوفی ۱۱۶۰ھ)......☆ شاہ اہل اللہ دہلویؒ (المتوفی ۱۱۸۷ھ) جیسے اہل السنۃ علماء وصوفیاء اشاعت اسلام کے لیے سرگرم عمل تھے جو سارے کے سارے اہل السنۃ والجماعۃ حنفی تھے۔

لیکن دوسری طرف بدقسمتی سے سلطان عالمگیر کے بعد اقتدار دہلی خانہ جنگی کی نذر ہوکر رہ گیا۔ جس سے اسلام کی سیاسی قوت کے لیے خطرات پیدا ہو گئے۔

﴿تیرہویں صدی ہجری﴾

علماء.................و.................سلاطین

تیرہویں صدی ہجری میں خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ، شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ، شاہ رفیع الدین دہلویؒ، شاہ عبدالقادر دہلویؒ، قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ، شاہ محمد اسحاق دہلویؒ، مولانا احمد الدین بگویؒ، مولانا احمد علی سہارنپوریؒ اور شاہ عبدالغنی مجددیؒ جیسے اہل السنۃ اشاعت اسلام کے لیے سرگرم عمل تھے اور یہ تمام حضرات بھی اہل السنۃ والجماعۃ حنفی تھے۔ لیکن بدقسمتی سے دوسری طرف برصغیر کے سیاسی اقتدار پر مسلمانوں کی گرفت تقریباً ختم ہو چکی تھی۔ بظاہر اقتدار مغل شہزادوں کے پاس تھا، لیکن فرنگی سامراج کے اس اعلان کے بعد کہ:

زمین خدا کی حکومت بادشاہ کی
اور حکم ایسٹ انڈیا کمپنی بہادر کا

تمام حکومتی اختیارات انگریزوں کو منتقل ہو چکے تھے۔ اسی اعلان کے بعد شاہ عبدالعزیز دہلویؒ نے یہ فتویٰ جاری کیا تھا کہ "ہندوستان دارالحرب ہے" چنانچہ اس فتویٰ کی بنیاد پر فرنگی اقتدار کے خلاف جو انقلابی جدوجہد شروع کی گئی اس کے دو (۲) دور تھے۔

پہلا دور تحریک بالاکوٹ

پہلے دور میں برصغیر کے اندر دو بڑی طاقتیں برسر اقتدار تھیں اور یہ دونوں طاقتیں

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اپنی توانائیاں صَرف کر رہی تھیں، ان میں سے پہلی طاقت انگریزوں کی تھی جو اقتدار دہلی پر قابض تھی اور دوسری طاقت سکھوں کی تھی، جو دربار لاہور پر مسلّط تھی، اور یہ خالصہ حکومت درۂ خیبر تک پھیلی ہوئی تھی۔ تحریکِ حریت کے انقلابی قائدین مولانا سید احمد بریلویؒ، مولانا شاہ اسماعیل دہلویؒ اور مولانا عبدالحئیؒ بڈھانویؒ نے پنجاب سے اپنی انقلابی جدوجہد شروع کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ انگریزوں کے خلاف ایک مضبوط انقلابی ہیڈکوارٹر بھی حاصل کیا جا سکے اور قبائلی علاقوں سے فوجی بھرتی کے ذریعہ عسکری طاقت میں اضافہ بھی کیا جا سکے۔

چنانچہ اسی پروگرام کے تحت انہوں نے نوشہرہ صدر، اکوڑہ خٹک، پشاور، چارسدہ اور ہزارہ وغیرہ علاقوں پر قبضہ کر کے اسلامی خلافت کی بنیاد رکھ دی، جو تقریباً تین ماہ تک قائم رہی، لیکن بدقسمتی سے یہاں بھی میر جعفر جیسے غدار موجود تھے، جنہوں نے فرنگی سازش کے تحت اندرونِ خانہ انقلابی تحریک کے خلاف خفیہ سرگرمیاں شروع کر دیں۔ ایک طرف وہابیت کے عنوان سے انہیں بدنام کرنے کی پروپیگنڈہ مشینری حرکت میں تھی، اور دوسری طرف سکھوں سے ساز باز کا سلسلہ جاری تھا۔ چونکہ انگریز کسی صورت بھی اس انقلابی تحریک کا استحکام گوارا نہیں کر سکتا تھا لہٰذا عین اس وقت کہ جب انقلابی تحریک کے قائدین انگریزوں پر ضرب کاری لگانے کے لیے کشمیر میں داخلہ کی منصوبہ سازی مکمل کر چکے تھے بعض غداروں نے خالصہ فوج کو بالاکوٹ کے خفیہ راستوں کی نشاندہی کر دی۔ انہی خفیہ راستوں سے راجہ رنجیت سنگھ کا بیٹا شیر سنگھ اپنی فوج لے کر بالاکوٹ میں داخل ہوا۔ اگرچہ اس اچانک اور غیر متوقع حملہ سے مجاہدین بے خبر تھے، لیکن پھر بھی انہوں نے سرتوڑ مقابلہ کیا، اس مقابلہ میں سید احمد بریلویؒ اور شاہ اسماعیل دہلویؒ اپنے سینکڑوں ساتھیوں سمیت شہید ہو گئے، سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ دونوں حنفی تھے۔

چونکہ اس انقلابی تحریک کا اصل ہدف فرنگی اقتدار کا خاتمہ تھا اور اس کے خلاف سازش کے پس منظر میں فرنگی دانشوروں کی سیاسی ڈپلومیسی کام کر رہی تھی، اس لیے باقی ماندہ مجاہدین نے با قاعدہ پلاننگ کے تحت انگریزی حکومت کے خلاف گوریلا جدوجہد شروع کر دی، جس کے لیے قبائلی علاقوں کو انقلابی ہیڈ کوارٹر بنایا گیا۔ یہ گوریلا جدوجہد معرکہ بالاکوٹ ۱۸۳۱ء کے تقریباً ۳۵ سال بعد تک جاری رہی اور اس میں علماء لدھیانہ، علماء صادق پور، اور علماء پٹنہ کی خدمات بطورِ خاص قابل ذکر ہیں جنہیں موت، قید اور عبور دریائے شور (کالا پانی) کی سنگین سزائیں سنائی گئیں۔ فرنگی اقتدار نے اس انقلابی تحریک کو وہابی تحریک کے نام سے بدنام کیا۔

فرائضی تحریک

ادھر بنگال میں نواب سراج الدولہ شہیدؒ کی شہادت کے بعد مسلسل ایک جمود طاری تھا۔ جو تیرہویں صدی ہجری کے تیسرے عشرہ میں عظیم انقلابی راہ نما حاجی شریعت اللہؒ اور ان کے بیٹے و جانشین حاجی محسن المعروف دودھو میاںؒ نے توڑا اور فرائضی تحریک کے نام سے انقلابی جدوجہد شروع کی۔ جو ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی تک مسلسل جاری رہی۔ اسی دوران سید احمد شہیدؒ کی تحریک جہاد کے سرگرم رکن میر نثار علی عرف تیتو میرؒ نے علمِ جہاد بلند کیا' جسے ۱۸۳۱ء کے ایک معرکہ میں شہید کر دیا گیا اور بنگال کے یہ تمام انقلابی بھی اہل السنۃ والجماعۃ حنفی تھے۔

دوسرا دور ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی

انقلابی جدوجہد کے دوسرے دور میں ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کا معرکہ پیش آیا جس میں سید احمد شہیدؒ کے ایک خلیفہ مولانا سرفراز علیؒ امیر المجاہدین تھے اور متحدہ انقلابی سپاہ

کی قیادت ان کے مرید جنرل بخت خانؒ کے پاس تھی جنہوں نے اس وقت کے جید علماء کے فتوؤں کی بنیاد پر اس جنگِ آزادی کی داغ بیل ڈالی اور بادشاہ بہادر شاہ ظفرؒ سے مل کر دہلی کا مکمل کنٹرول حاصل کر لیا، اور اس کے ساتھ ہی حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، مولانا قاسم نانوتویؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ اور حافظ ضامن شہیدؒ جیسے علماء بھی میدانِ جہاد میں کود پڑے۔ لیکن یہاں بھی بدقسمتی سے ایسے غدار موجود تھے جنہوں نے اپنے منافقانہ کردار کے ذریعہ اس تحریک آزادی کو کچل کر رکھ دیا اور انگریز دوبارہ دہلی پر قابض ہو گئے۔ پھر ظلم و بربریت کا وہ بازار گرم ہوا کہ جس نے چنگیزی مظالم کی یاد تازہ کر دی۔ ۱۷ ہزار سے زائد علماء کو پھانسی دی گئی، ہزاروں علماء و مجاہدین کو دیگر سنگین قسم کی سزائیں دی گئیں اور یہ تمام علماء و مجاہدین بھی اہل السنۃ والجماعۃ حنفی تھے۔

تیرہویں صدی کے آخر میں غیر مقلدانہ مذہب فرقۂ اہل حدیث اپنانے والوں کے اساتذہ و مشائخ اہل السنۃ والجماعۃ حنفی تھے۔ مثلاً مولوی عبدالحق بنارسی کے اساتذہ میں شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ اور مولانا عبدالحئی بڈھانویؒ وغیرہ حضرات کا نام لیا جاتا ہے اور وہ حنفی مذہب تھے۔ نواب صدیق حسن خان، مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ سے بیعت تھے اور وہ حنفی تھے۔ مولانا سید میاں نذیر حسین دہلوی کے اساتذہ میں شاہ محمد اسحاق دہلویؒ کا نام لیا جاتا ہے اور وہ بھی حنفی تھے۔ مولانا عبداللہ غزنوی، ملا حبیب اللہ قندھاریؒ کے شاگرد و مرید تھے اور وہ بھی حنفی تھے۔ نواب وحید الزماں خان، مولانا سلامت اللہ کانپوری اور مولانا عبدالحئی فرنگی محلی کے شاگرد اور مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ کے مرید تھے، اور یہ سب بھی حنفی تھے۔ ’’یخرج المیّت من الحیّ‘‘ کی یہ عمدہ مثال ہے غیر مقلدین کا انتہائی سلسلہ اپنے انہی پانچ بزرگوں تک پہنچتا ہے۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس فرقہ اور مذہب کی تاریخ کتنی مختصر ہے۔ لیکن اتنی مختصر تاریخ میں بھی یہ فرقہ نیچریت، قادیانیت،

خاکساریت، چکڑالویت، پرویزیت اور جماعت المسلمین جیسے بیسیوں فتنوں کو جنم دے کر عالمی ریکارڈ قائم کر چکا ہے۔

کیا خاندان ولی اللّٰہی غیر مقلد تھا؟

بعض غیر مقلد یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا خاندان غیر مقلد تھا حالانکہ ان کا حنفی المذہب ہونا ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے۔جیسا کہ نواب صدیق حسن خان اتحاف النبلاء ص ۲۹۷ اور الحطہ فی ذکر الصحاح الستہ ص ۷۱ میں اور مولانا محمد اسماعیل سلفی غیر مقلد مسئلہ حیاۃ النبی ﷺ ص ۱۱ میں فرماتے ہیں کہ شاہ ولی اللہؒ اور ان کا سارا خاندان حنفی تھا۔نیز مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۲۴ میں مولانا اشرف علی تھانویؒ ارواح ثلاثہ ص ۷۹ میں اور مولانا قاری عبدالرحمٰن پانی پتیؒ کشف الحجاب ص ۲۴ میں فرماتے ہیں کہ شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ حنفی تھے۔اس سے صاف ظاہر ہے کہ غیر مقلدین کا پروپیگنڈہ سراسر خلافِ حقیقت ہے۔

غیر مقلدین کا حضرت شاہ ولی اللہؒ، شاہ اسماعیل شہیدؒ اور سید احمد شہیدؒ سے اعلان برأت

آج تک تو یہ بات دلائل سے ثابت کرنی پڑتی تھی کہ غیر مقلدین کا اسلاف سے کوئی تعلق نہیں، لیکن اب معاملہ بدل چکا ہے اور غیر مقلدین خود ہی کھل کر کہنے لگے ہیں کہ ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں۔حال ہی میں ایک پمفلٹ ''اہل توحید کے لیے لمحہ فکریہ'' کے نام سے غیر مقلدین نے شائع کر کے مفت تقسیم کیا ہے۔اس پمفلٹ کے مصنف ڈاکٹر شفیق الرحمٰن زیدی ہیں جو مشہور غیر مقلد پروفیسر طالب الرحمٰن کے بھائی ہیں۔اس پمفلٹ میں ڈاکٹر صاحب نے حضرت شاہ ولی اللہؒ، شاہ اسماعیل شہیدؒ اور سید احمد شہیدؒ سے کھل کر برأت و

بیزاری کا اظہار کیا ہے۔اس پمفلٹ سے چند حوالے نذرِ قارئین کیے جاتے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالرحیمؒ اور حضرت شاہ ولی اللہؒ کو اہلِ حدیث کہنا ظلم ہے

ڈاکٹر شفیق الرحمٰن صاحب اپنے ہم مسلک عالم اشرف سندھو صاحب (جنہوں نے انفاس العارفین کی ایک عبارت کے پیش نظر شاہ ولی اللہ صاحب کو اہل حدیث قرار دیا تھا) کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''شاہ عبدالرحیم صاحب کے اس قول کی بناء پر انہیں اور شاہ ولی اللہ صاحب کو بھی اہل حدیث قرار دیتے ہوئے یہ بات اشرف سندھو صاحب بھول گئے ہیں کہ اسی انفاس العارفین میں لکھا ہے............ ایسے نظریات والے کو صرف اس لیے اہل حدیث کہنا کہ انہوں نے فقہ حنفی کی مخالفت کی ظلم ہے''۔(۱)

ڈاکٹر صاحب کی اس تحریر سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ اہل حدیث نہیں ہیں، ان کا اہل حدیث ہونا تو در کنار ان کو اہل حدیث کہنا بھی ظلم ہے۔البتہ ڈاکٹر صاحب کا یہ فرمانا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے فقہ حنفی کی مخالفت کی ہے، یہ ڈاکٹر صاحب کی خام خیالی اور جہالت ہے۔حضرت شاہ صاحبؒ فقہ حنفی کے ہرگز مخالف نہیں تھے۔ بلکہ وہ ہندوستان (جو حضرت شاہ صاحبؒ کے زمانہ میں افغانستان تک پھیلا ہوا تھا) اور اس سے آگے ماوراء النہر کے علاقہ میں دوسرے مذاہب نہ ہونے کی بناء پر فقہ حنفی کی اتباع کو ضروری اور اس سے خروج کو حرام قرار دیتے ہیں۔چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ رقم طراز ہیں:

(۱) اہلِ توحید کے لیے لمحہ فکریہ ص ۱٦

”فاذا کان انسان جاهل فی بلاد الهند وبلاد ما وراء النهر ولیس هناک عالم شافعی ولا مالکی ولا حنبلی ولا کتاب من کتب هذه المذاهب وجب علیه ان یقلد لمذهب ابی حنیفة ویحرم علیه ان یخرج من مذهبه لانه حینئذ یخلع من عنقه ربقة الشریعة ویبقی سدی مهملا“ (۱)

جب مسائل سے ناواقف آدمی ہندوستان اور ماوراء النہر کے شہروں میں ہوتو چونکہ وہاں نہ کوئی عالم شافعی، مالکی یا حنبلی ہے اور نہ ان مذہبوں کی کوئی کتاب اس لیے اس پر امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کی تقلید واجب ہے اور اس سے خروج حرام ہے کیونکہ ایسی صورت میں وہ اپنی گردن سے شریعت کا پھندا اتار کر بے کار و مہمل رہ جائے گا۔

ایک اور مقام پر حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ مذہب حنفی کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں

”عرفنی رسول اللہ ﷺ ان فی المذهب الحنفی طریقة انیقة هی اوفق الطرق بالسنة المعروفة التی جمعت ونقحت فی زمان البخاری واصحابه“ (۲)

(دورانِ مکاشفہ) مجھے رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ (تشریح کتاب وسنت اور استنباط مسائل کے سلسلہ میں) مذہب حنفی کا طریقہ تمام طریقوں میں سب سے زیادہ سنتِ معروفہ (احادیثِ مبارکہ) کے موافق ہے جس کو امام بخاری وغیرہ کے زمانہ میں منقح کیا گیا اور جمع کیا گیا۔

یہ جو حضرت شاہ صاحب کو بتلایا گیا ہے کہ سنت کی تشریح اور مسائل کے استنباط میں حنفی طریقہ سنت کے زیادہ موافق ہے اس کی متعدد وجوہ ہوسکتی ہیں۔

(۱) الانصاف ص ۷۰ (۲) فیوض الحرمین ص ۴۸

پہلی وجہ یہ ہے

کہ احناف نے استنباط مسائل میں حتی الوسع قرآن وسنت کو سامنے رکھا ہے اور مسئلہ کے صراحتاً قرآن وسنت میں ہوتے ہوئے قیاس واجتہاد نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے حدیث مرفوع کے ساتھ ساتھ حدیثِ موقوف اور مرسل حدیث کو بھی حجت مانا اور خبرِ واحد کے ساتھ ساتھ ضعیف حدیث کو بھی اجتہاد وقیاس پر مقدم رکھا اور اس کے ہوتے ہوئے قیاس نہیں کیا، چنانچہ علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

"واصحاب أبی حنیفةؒ مجمعون علی ان مذهب ابی حنیفة ان ضعیف الحدیث عنده اولی من القیاس والرأی وعلی ذلک بنی مذهبه" (۱)

حضرت امام ابوحنیفہؒ کے اصحاب کا اس بات پر اجماع ہے کہ امام صاحب کا مذہب یہ ہے کہ ان کے نزدیک ضعیف حدیث بھی قیاس اور رائے سے اولیٰ وبہتر ہے اور اسی پر انہوں نے اپنے مذہب کی بنیاد رکھی ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے

کہ احناف نے حتی المقدور مختلف احادیث کے درمیان تطبیق اور جمع بین الاحادیث کی کوشش کی ہے دوسرے لوگوں کی طرح ایسا نہیں کیا کہ ایک حدیث کو لے کر باقی کو چھوڑ دیا۔ اس سلسلہ میں ایک مثال پیش کی جاتی ہے باقی کو اسی پر قیاس کر لیں۔ تکبیرِ تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں، اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے متعلق احادیث مختلف آئی ہیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ دونوں ہاتھ "فروع الاذنین" دونوں

(۱) اعلام الموقعین، ج ۱، ص ۶۱

کانوں کے اوپر کے حصے تک لے جاتے تھے۔(۱)

دوسری حدیث میں آتا ہے کہ "شحمة الاذنين" دونوں کانوں کی لَو تک لے جاتے تھے۔(۲)

تیسری حدیث میں آتا ہے کہ "منكبين" کندھوں تک لے جاتے تھے۔(۳)

احناف نے ان تینوں احادیث پر عمل کیا اور کسی حدیث کو بھی ترک نہیں کیا۔ چنانچہ رفع یدین کا طریقہ یہ بتلایا کہ نمازی اپنے دونوں ہاتھ اس طرح سے اٹھائے کہ اس کی دونوں ہتھیلیوں کا نچلا حصہ کندھوں کے برابر ہو جائے اور انگوٹھے کانوں کی لَو کے برابر ہو جائیں اور انگلیوں کے اوپر کے پورے کانوں کے اوپر کے حصے کے برابر ہو جائیں۔ اس طرح تینوں احادیث پر عمل ہو جائے گا۔

تیسری وجہ یہ ہے

کہ احناف نے مختلف فیہ مسائل میں ممکن حد تک دوسرے مذاہب کی رعایت کرتے ہوئے اختلاف سے بچنے کی کوشش کی ہے بلکہ اختلاف سے بچنے کو مستحب قرار دیا ہے۔

چنانچہ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:

"يستحب في مذهبنا الخروج من الخلاف فانه احتياط في الدين"(۴)

ہمارے مذہب میں اختلاف سے بچنا مستحب ہے کیوں کہ اختلاف سے بچنے ہی میں دین کے اندر احتیاط ہے۔

چنانچہ اس کی بھی چند مثالیں ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) صحیح مسلم، ج۱، ص۱۶۸ (۲) نسائی، ج۱، ص۱۰۲ (۳) صحیح مسلم، ج۱، ص۱۶۸ (۴) مرقاة المفاتيح، ج۲، ص۲۰

(۱) عورت کو چھونے اور شرم گاہ پر ہاتھ لگنے سے احناف کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹتا، لیکن دیگر ائمہ کے نزدیک ٹوٹ جاتا ہے۔ اس لیے فقہائے احناف نے فرمایا کہ جو شخص عورت کو چھوئے یا شرم گاہ کو ہاتھ لگائے اسے وضو کر لینا مستحب ہے۔(۱)

(۲) اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد احناف وضو کرنے کے قائل نہیں لیکن حضرت امام احمد بن حنبلؒ قائل ہیں۔ اس لیے فقہائے احناف نے فرمایا کہ اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد بھی وضو کر لینا مستحب ہے۔(۲)

(۳) احناف کے نزدیک ظہر کا وقت دو مثل تک باقی رہتا ہے اور عصر کا وقت دو مثل کے بعد شروع ہوتا ہے لیکن دیگر ائمہ کے نزدیک ظہر کا وقت ایک مثل پر ختم ہو جاتا ہے اور عصر کا وقت ایک مثل کے بعد شروع ہو جاتا ہے اس لیے فقہائے احناف نے فرمایا کہ احتیاط یہ ہے کہ ظہر ایک مثل سے پہلے پہلے پڑھ لی جائے اور عصر دو مثل کے بعد تاکہ نماز سب کے نزدیک صحیح وقت پر پڑھی جائے۔

(۴) جس شخص نے خود اپنا حج نہ کیا ہو وہ مذہب حنفی میں دوسرے کی طرف سے حج بدل کر سکتا ہے مگر چونکہ دوسرے بعض مذاہب میں یہ جائز نہیں اس لیے صرف دوسرے مذہب کی رعایت کی خاطر فقہ حنفی میں ایسے شخص کا حج بدل کے لیے جانا مکروہ قرار دیا گیا ہے۔(۳)

(۵) اگر طواف کرنے والا بیت اللہ سے اتنا قریب چلے کہ اس کا بایاں پاؤں بیت اللہ کی بنیاد پر سے گزر رہا ہو تو مذہب حنفی میں اس کا طواف صحیح ہو جائے گا مگر محض دوسرے مذاہب کی مراعات کے پیشِ نظر اس کو (فقہاء) مکروہ فرماتے ہیں۔(۴)

(۱) نورالایضاح، ص۳۵ (۲) نورالایضاح مع شرح مراقی الفلاح، ص۴۷ (۳) احسن الفتاویٰ، ج۳، ص۱۰۹
(۴) احسن الفتاویٰ، ج۳، ص۱۰۹

ان تصریحات کی موجودگی میں ڈاکٹر صاحب اوران کی جماعت کا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کوفقہ حنفی کا مخالف بتانا سینہ زوری اور ہٹ دھرمی کے سوا اور کچھ نہیں، باقی رہیں شاہ صاحب کی بعض وہ عبارات جن کو غیر مقلد حضرات اپنے موقف کی حمایت میں پیش کرتے ہیں تو ان کا تفصیلی جواب حفظ الرحمٰن لمذہب النعمان اور فقہ ولی اللہی یعنی امام ولی اللہ کا فقہی مسلک و مذہب میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کو اہلِ حدیث کہنا ایمانی موت ہے

ڈاکٹر صاحب اپنے ہم مسلک ایک دوسرے عالم عبدالمجید سوہدری (جنہوں نے سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کو اہلِ حدیث قرار دیا تھا) کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''یہاں یہ بحث نہیں کہ صراطِ مستقیم کتاب کس کی ہے بلکہ عبدالمجید صاحب جیسے جید عالم اہلِ حدیث صراطِ مستقیم کے مضامین ہی کو مواعظِ حسنہ قرار دے رہے ہیں، کیا ایسی کتب کے حوالے سے سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل صاحب شہیدؒ کو اہلِ حدیث ثابت کرنا ایمانی موت نہیں؟''(۱)

صراطِ مستقیم چھاپنا گناہ ہے

مولوی عبدالعزیز صاحب نورستانی اپنے ایک مکتوب میں شاہ اسماعیل شہیدؒ کی کتاب ''صراطِ مستقیم'' کے ناشر مکتبہ سلفیہ لاہور کے متعلق لکھتے ہیں:

''ان کتابوں کو جن لوگوں نے طبع فرمایا اور اس قسم کے شرکیہ کلام جو مسلک

(۱) اہلِ توحید کے لمحۂ فکریہ، ص ۱۵

اہلِ حدیث کے سراسر خلاف ہے، کو بلا تعلیق وتردید چھپوا کر شائع کرنا قابلِ مذمت ہے' ان کو اس گناہ سے توبہ کر کے اپنی توبہ کا اعلان کرنا چاہیئے''۔(۱)

یاد رہے کہ اس پمفلٹ پر غیر مقلدین کے جماعتی آرگن ہفت روزہ ''الاعتصام'' میں مدیر کے قلم سے تبصرہ بھی شائع ہوا ہے جو خود اس پمفلٹ کی دوسری اشاعت میں درج ہے۔ اس میں تبصرہ نگار نے درجِ ذیل الفاظ میں اس کی تائید کی ہے اور اس کے مطالعہ کی دعوت دی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

کتابچہ نہایت دلچسپ اور معلومات افزا ہے ہمارے طالب علموں اور علمائے کرام کو بھی اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔(۲)

لہٰذا اب ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ جماعت غیر مقلدین اپنے ڈاکٹر صاحب کے ان نظریات سے متفق ہے اور بزبانِ حال کہہ رہی ہے کہ واقعی ہمارا ان اسلاف سے کوئی تعلق نہیں اور تعلق ہو بھی کیوں، کہ یہ اسلاف تو دشمن انگریز تھے جبکہ ان غیر مقلدین حضرات کا وجود انگریز کی دی ہوئی ذہنی وفکری آزادی کا مرہونِ منت ہے۔ اسی ذہنی وفکری آزادی کے سبب ان کا ظہور ہوا ہے۔

غیر مقلدین کے جدِ امجد

مولوی عبدالحق بنارسی

بنارس اور اس کے مضافات میں ترکِ تقلید کا شیوع آپ ہی کی بدولت ہوا اگر آپ کو غیر مقلدین کا جدِ امجد کہا جائے تو بجا ہے۔ انکارِ تقلید کے نتیجہ میں آپ کے افکار و نظریات کیا ہو گئے تھے اور آپ نے کیا طرزِ عمل اپنا لیا تھا یہ آپ کے ہم عصر علماء کی زبانی

(۱) اہلِ توحید کے لمحۂ فکریہ' ص ۲۰ (۲) اہلِ توحید کے لیے لمحہ فکریہ' ص ۸ بحوالہ الاعتصام ۹ ستمبر ۱۹۸۸ء

ملاحظہ فرمایئے:

میاں نذیر حسین دہلوی کے استاذ اور خسر مولانا عبدالخالق صاحب فرماتے ہیں:

''سو بانی مبانی اس طریقہ نو احداث (غیر مقلدیت) کا عبدالحق ہے جو چند روز سے بنارس میں رہتا ہے اور حضرت امیر المؤمنین (سید احمد شہیدؒ) نے حرکات ناشائستہ کے باعث اپنی جماعت سے اس کو نکال دیا اور علماء حرمین معظمین نے اس کے قتل کا فتویٰ لکھا۔ مگر کسی طرح بھاگ کر وہاں سے بچ نکلا پھر اسی کے شاگردِ خاص اور پیرو بااخلاص دوسرے شہروں میں مثل عظیم آباد کلکتہ وغیرہ میں پھیل گئے اور وہاں کئی حاکم شرع اور علماء صاحب ورع کا کچھ خوف (کیا) تو یہاں اپنے تئیں خلیفہ امیر المؤمنین مشہور کر کے لوگوں کو اپنے عقائد سے بتدریج مطلع کیا اور جاہلوں کو گمراہ بنایا۔ جب یہ معاملہ علماء دین اور حضرت کے سچے خلیفوں پر ظاہر ہوا اور اس کے سبب سے بڑا فتنہ وفساد مسلمانوں میں پڑ گیا۔ یہاں تک کہ باپ بیٹے کا اور بھائی بھائی کا اور خاوند جورو کا اور نوکر آقا کا مخالف بنا اور آپس میں ان کے ایسی پھوٹ ہوئی کہ وہ کام جو دین کا سب پر مقدم تھا اس میں بھی خلل آ گیا لوگ متفرق ہوئے اور ایک ایک کا مخالف بن گیا''۔(۱)

قاری عبدالرحمٰن پانی پتی مرحوم شاگردِ حضرت شاہ اسحاق صاحب لکھتے ہیں:

''مولوی عبدالحق صاحب بنارسی نے ہزارہا بنی آدم کو یا آدمیوں کو عمل بالحدیث کے پردہ میں قیدِ مذہب سے نکالا اور مولوی صاحب نے ہمارے سامنے کہا کہ عائشہؓ حضرت علیؓ سے لڑ کر مرتد ہوئی اگر بے توبہ مری تو کافر مری (والعیاذ باللہ) اور صحابہ سے ہمارا علم بڑا ہے، صحابہ کا علم کم تھا، بعد تھوڑے عرصہ کے مولوی عبدالحق صاحب، مولوی گلشن علی صاحب (جو مذہباً شیعہ تھے) کے پاس جو دیوان راجہ بنارس کے تھے، گئے اور یہ کہا کہ میں اب ظاہراً

(۱) تنبیہ الضالین برحاشیہ توفیر الحق ص ۱۷

شیعہ ہوں اور میں نے عمل بالحدیث کے پردہ میں وہ کام کیا کہ عبداللہ بن سبا سے نہ بنا تھا، ہزار ہا اہلِ سنت کو قیدِ مذہب سے نکال دیا اب ان کا شیعہ ہونا بہت آسان ہے چنانچہ مولوی گلشن علی صاحب نے تیس روپے ماہوار پر ان کی نوکری کروادی''۔(۱)

چنانچہ متعصب غیر مقلد جناب محمد اسحاق بھٹی بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ عبدالحق بنارسی کو پہلی دفعہ حج کے موقع پر بعض فقہی مسائل میں بے جا بحث وشدت اختیار کرنے کی بنا پر حکومت سعودیہ نے گرفتار کیا اور بعد میں رہا کر دیا، دوسری مرتبہ وہ سید احمد شہیدؒ کے قافلۂ جہاد کے ساتھ حج پر گیا تو پھر وہ بحثیں شروع کر دیں لیکن اس دفعہ وہاں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہوگیا۔(۲)

غیر مقلدین خارجیت کے نقشِ قدم پر

عبدالحق بنارسی مدینہ منورہ سے بھاگ کر جب یمن گیا تو وہاں پر اس نے امام شوکانی، جو کہ زیدی شیعہ تھے (جیسا کہ خود غیر مقلدین کے مشہور مصنف پروفیسر غلام احمد حریری نے اپنی کتاب تاریخ تفسیر ومفسرین کے صفحہ ۴۹۳ پر نقل کیا ہے) اور سبل السلام شرح بلوغ المرام کے مصنف امیر یمانی کے پوتے سے استفادہ کیا ان دونوں نے ابو یعلیٰ وغیرہ سلفی حضرات کا مذہب قبول کیا تھا اور ابو یعلیٰ قاضی وغیرہ نے مسلکِ خوارج کو اپنا دین ٹھہرایا تھا۔ اور اسی عبدالحق بنارسی کو موجودہ دور کے غیر مقلدین اپنا پیشوا سمجھتے ہیں اور اپنے اکابر میں شمار کرتے ہیں۔(۳)

(۱) کشف الحجاب، ص ۲۱ (۲) فقہاء ہند ج ۹، ص ۴۰) (۳) دیکھیے ماہنامہ الحدیث، مارچ ۲۰۰۹ء

خوارج کا مختصر تعارف اور خارجیت

ارشادات نبوی ﷺ کے آئینہ میں

حدیث نمبرا:

"سمعت رسول اللہ ﷺ باذنی و رأیته بعینی اتی رسول اللہ ﷺ بمال فقسمه فاعطٰی من عن یمینه و من عن شماله ولم یعط من ورائه شیء فقام رجل من ورائه فقال یا محمد ما عدلت فی القسمة، رجل اسود مطموم الشعر وعلیه ثوبان ابیضان فغضب رسول اللہ ﷺ غضبا شدیدا. قال واللہ لا تجدون بعدی رجلا هو اعدل منی ثم قال یخرج فی آخر الزمان قوم کان هٰذا منهم یقرؤن القرآن لا تجاوز تراقیهم یمرقون من الاسلام کما یمرق السهم من الرمیة سیماهم التحلیق لا یزالون یخرجون حتی یخرج اٰخرهم مع المسیح الدجال فاذا لقیتموهم شر الخلق و الخلیقه". (۱)

سنا میں (ابو برزہ اسلمیؓ) نے اپنے کانوں سے اور دیکھا میں نے اپنی آنکھوں سے کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں کچھ مال حاضر کیا گیا۔ آپ ﷺ نے تقسیم فرمایا۔ دائیں اور بائیں طرف والوں کو عطا فرمایا اور پیچھے والوں کو نہ دیا۔ تو پیچھے والوں میں سے ایک آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا: اے محمد ﷺ! آپ نے تقسیم میں انصاف نہیں کیا۔ وہ آدمی سیاہ رنگ اور منڈے ہوئے سر والا تھا۔ اس نے بالکل سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور ارشاد فرمایا: خدا کی قسم! میرے بعد تم مجھ سے زیادہ انصاف کرنے والا کسی کو نہ پاؤ گے۔ مزید فرمایا: آخری زمانے میں ایک قوم نکلے گی، گویا یہ بھی اسی

(۱) نسائی شریف ج۲ ص۱۷۳، مشکوۃ باب قتل اہل الردۃ (۲) (۳) (۴)

قوم کا ایک فرد ہے، وہ قرآن بہت پڑھیں گے لیکن قرآن کا اثر ان کے دلوں کی طرف نہیں جائے گا۔ اسلام سے وہ ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے۔ سر منڈانا ان لوگوں کی نشانی ہوگی۔ وہ ہر دور میں ظاہر ہوتے رہیں گے، یہاں تک کہ ان کی آخری جماعت دجال کی ساتھی ہوگی۔ جب تم ان لوگوں کو پاؤ تو سمجھ لینا کہ وہ بدترین مخلوق ہیں۔

حدیث نمبر۲:

"عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال بینما نحن عند رسول الله ﷺ ویقسم قسما اتاه ذوالخویصرة وهو رجل من بنی تمیم فقال یا رسول الله اعدل فقال ویلک فمن یعدل اذ لم اعدل قد خبت و خسرت ان لم اکن اعدل فقال عمر ائذن لی اضرب عنقه فقال دعه فان له اصحابا یحقر احدکم صلاته مع صلاتهم وصیامه مع صیامهم یقرؤن القرآن لایجاوز تراقیهم یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیة". (۱)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول خدا ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر تھے اور آپ ﷺ اس وقت مال تقسیم فرما رہے تھے۔ اسی اثناء میں ذوالخویصرہ (حرقوص بن زہیر) آیا جو بنی تمیم سے تھا اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! انصاف کرو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کم بخت! اگر میں انصاف نہیں کرتا تو اور کون انصاف کرے گا؟ تیرے اس گمان کی وجہ سے کہ میں بھی عدل نہیں کرتا تو صریح زیاں کار ہوگیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اجازت دیجیے میں اس کی گردن اڑادوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے جانے دو اس کے ساتھی ایسے لوگ ہوں گے کہ تم اپنی نمازوں کو ان کی

(۱) مشکوٰۃ باب المعجزات، بخاری شریف ج ا ص ۵۰۹ باب علامات النبوۃ، صحیح مسلم ج ا ص ۳۴۱ باب اعطاء المولفۃ ومن یخاف علی ایمانہ

نمازوں کے مقابلے میں اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابلے میں حقیر جانو گے۔ یہ قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ (ادعائے اسلام کے باوجود) یہ لوگ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔

یہ واقعہ دوسری روایت میں یوں مذکور ہوا ہے:

"اقبل رجل غائر العينين فاتي الجبهة كث اللحيه، مشرف الوجنتين محلوق الرأس فقال يا محمد اتق الله فقال فمن يطع الله اذا عصيته فيامنني الله على اهل الارض ولا تامنونى فسأل رجل قتله فمنعه فلما ولى قال عن من فيضيئ هٰذا قوم يقرؤن القرآن ولا يجاوز حناجرهم يمرقون عن الاسلام مروق السهم من الرمية فيقتلون اهل الاسلام ويدعون اهل الاوثان، لئن ادركتهم لاقتلنهم قتل عاد". (۱)

ایک شخص آیا جس کی آنکھیں دھنسی ہوئی، پیشانی اٹھی ہوئی، داڑھی گھنی، رخسار اونچے اور سر منڈا ہوا تھا، وہ کہنے لگا: اے محمد! اللہ سے ڈرو، حضورؐ نے فرمایا: اگر بقول تمہارے میں بھی خدا کی نافرمانی کرتا ہوں تو کون ہے جو اس کے احکام کی اطاعت کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے مجھے اہلِ زمین پر امین بنایا ہے اور تم مجھے امین نہیں مانتے۔ ایک مرد نے اس کو قتل کرنے کی اجازت مانگی لیکن اسے منع کر دیا گیا۔ جب وہ گستاخ واپس لوٹ گیا تو سرکار نے ارشاد فرمایا: اس کی اصل سے ایک قوم ہوگی، وہ لوگ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے نرخروں سے نیچے نہ اترے گا۔ جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے وہ اس طرح اسلام سے نکل جائیں گے۔ وہ بت پرستوں کو چھوڑ کر مسلمانوں کو قتل کریں گے۔ اگر میں اس قوم کو پاتا تو انہیں اس طرح ہلاک کر دیتا جیسے قومِ عاد ہلاک کی گئی۔

(۱) بخاری ج ۱ ص ۵۰۹' نسائی ج ۲ ص ۱۷۳' مسلم ج ۲ ص ۳۴۰ و ۳۴۱' مشکوۃ: باب المعجزات ص ۵۳۵

خوارج باقاعدہ جماعتی شکل میں

خوارج باقاعدہ جماعتی شکل میں امیر المؤمنین حضرت علیؓ کے زمانہ میں جنگِ صفین کے بعد ظاہر ہوئے۔قبل ازیں یہ آپ کے ساتھی اور متبع تھے لیکن مسئلہ تحکیم کی آڑ میں بگڑے اور اپنا اصلی رنگ روپ ظاہر کرنے لگے۔ پروفیسر ابوزہرہ مصری لکھتے ہیں:

''عجیب بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے حضرت علی کو تحکیم کے قبول کرنے پر مجبور کیا اور پھر ایک خاص حَکم مقرر کرنے پر تُل گئے، جلد ہی اپنے خیالات سے منحرف ہو گئے اور تحکیم کو ایک جرم قرار دینے لگے۔حضرت علیؓ کے سامنے یہ مطالبہ پیش کیا کہ جس طرح ہم نے تحکیم کو قبول کر کے ارتکابِ کفر کیا تھا اور پھر اس سے تائب ہوئے آپ بھی اپنے کفر کا اقرار کر کے توبہ کا اعلان کریں۔عرب کے بدّو بھی ان کی ہاں میں ہاں ملانے لگے۔''لاَ حُکْمَ اِلاَّ لله'' کے نعرہ کو اپنا شعار بنایا اور حضرت علیؓ کے خلاف لڑائی کا آغاز کر دیا۔(۱)

خوارج کے گروہ کی روزِ اول سے یہی فطرت ہے کہ جو حضرات اسلام کا مکمل نمونہ پیش کر رہے تھے، جو بابِ مدینۃ العلم تھے اور جن حضرات، قدسی صفات سے بہتر اسلام کی مکمل عملی تفسیریں چشمِ فلک کہن نے بھی آج تک غیر انبیاء کے گروہوں میں نہیں دیکھی تھیں، خوارج نے ان حضرات کو بھی اسلام سے خارج ٹھہرانے اور کافر بتانے بلکہ ان کے ساتھ برسرِ پیکار رہنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کی تھی۔ان لوگوں کی اکابر دشمنی پر مزید تبصرہ کرتے ہوئے پروفیسر ابوزہرہ مصری مزید یوں وضاحت کرتے ہیں:

''لاَ حُکْمَ اِلاَّ لله'' کے الفاظ ہر آن ان کے پیشِ نظر رہتے۔یہی ان کا دین تھا، جس سے مخالفین پر آوازیں کستے اور ہر بات کو ختم کر کے رکھ دیتے۔ جب حضرت علیؓ کو مصروفِ گفتگو دیکھتے تو یہ نعرہ لگاتے۔حضرت عثمانؓ وعلیؓ اور ظالم حکام سے اظہار

(۱)اسلامی مذاہب، مطبوعہ لاہور، بار دوم، ۱۹۷۰ء، ص ۸۴ (۲)(۳)(۴)

بیزاری کا خیال ان پر حاوی رہتا تھا۔ یہ چیز ان کے قلب و دماغ پر چھا گئی۔ان کے لیے حق تک رسائی حاصل کرنے کے سب دروازے بند کر دیئے گئے تھے۔عثمانؓ،علیؓ،طلحہؓ،زبیرؓ اور ظالمین بنی امیہ سے برأت کا اظہار کرنے والے کو اپنے زمرہ میں شامل کر لیتے تھے اور بعض دوسرے اصول و مبادی میں نسبتاً اس سے نرم سلوک کرتے، حالانکہ وہ مسائل ان سے اہم ہوتے اور ان میں مخالفت کا ارتکاب کرنے سے وہ ان سے زیادہ دور جا پڑتے، مگر اظہارِ برأت کی مخالفت میں یہ خطرہ نہ تھا...... برأت کا خیال ان کے اعصاب پر بری طرح سوار تھا اور جمہور مسلمانوں کی جماعت میں داخل ہونے سے مانع تھا''۔(۱)

جس طرح یہود کی خواہ گردن اڑا دی جائے لیکن وہ موت کی تمنا نہیں کریں گے اسی طرح خارجیوں کی خواہ جان جاتی رہے لیکن مسلمانوں اور ان کے اکابر کو مشرک اور خارج عن الاسلام کہنے سے نہ کبھی باز آئے اور نہ تا قیامت باز آئیں گے۔ یہی سلوک ان بدبختوں نے اپنے اولین زمانہ میں حضرت علیؓ اور آپ کو مسلمان شمار کرنے والوں کے ساتھ روا رکھا تھا۔حضرت حیدرِ کرارؓ اور آپ کے دیگر ساتھیوں نے اپنے عمل سے پوری امتِ محمدیہؐ کو دکھا دیا تھا کہ خوارج ان کے نزدیک واجب القتل ہیں کیونکہ خود ارشادات نبوی اس پر شاہد ہیں۔اس سلسلے میں فاضل ابوزہرہ مصری لکھتے ہیں:

''یہ حال خوارج کا تھا، بے محابا علیؓ کو ان کے خطبوں بلکہ نماز میں تنگ کرتے تھے، یہ حضرت عثمانؓ و علیؓ کی پیروی کی وجہ سے مسلمانوں کو چیلنج کرتے اور انہیں مشرک قرار دیتے تھے۔ان لوگوں نے جب عبداللہ بن خباب الارتؓ کو قتل کیا اور ان کی لونڈی کا پیٹ پھاڑ ڈالا تو حضرت علیؓ نے ان سے کہا:''عبداللہ بن خباب کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کر دو''۔خوارج نے جواب دیا:''عبداللہ بن خباب کو ہم سب نے قتل کیا ہے''۔آخر حضرت

(۱)اسلامی مذاہب،ص ۸۵

علیؓ کو ان سے لڑنا پڑا۔ یہاں تک کہ ان تمام کا تقریباً قلع قمع ہی کر دیا تاہم جو بچ نکلے وہ ایک لمحہ کے لیے بھی اپنے طریقہ سے ہٹے نہیں بلکہ پوری دیدہ دلیری اور ہٹ دھرمی کے ساتھ اپنی دعوت میں مصروف رہے''۔(۱)

خارجی حضرات اپنے روزِ اول سے ہی نرالا تدیّن و اخلاص پیش کرتے آئے ہیں لیکن یہ ہمیشہ دوسروں کی آنکھوں میں تنکے ہی دیکھتے رہتے ہیں اپنی آنکھوں کے شہتیروں کو دیکھنے کی یہ حضرات کبھی ضرورت ہی محسوس نہیں کیا کرتے۔ خوارج کی اولین جماعت نے اپنی اس مخصوص فطرت کا ایک یہ ثبوت بھی پیش کیا تھا:

''فہم دین کی کوتاہی نے اخلاص کے باوجود انہیں گمراہ کر دیا اور اسلام کے جوہر اور روح کو پامال کرنے لگے۔ انہوں نے عبداللہ بن خبابؓ کو محض اس لیے قتل کر دیا تھا کہ وہ حضرت علیؓ کو مشرک تصور نہیں کرتے تھے مگر قیمت ادا کیے بغیر ایک عیسائی کی کھجوریں لینے سے انکار کر دیا تھا''۔(۲)

مولانا بدر عالم میرٹھی نے خوارج کے بارے میں لکھا ہے:

''ان (خوارج) کے اقوال و عقائد دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ نہایت موٹی عقل اور سطحی علم کے مالک تھے۔ درکِ مقاصد، فہم معانی، استنباط و استخراج کا ان میں کوئی ملکہ نہ تھا۔ قرآن شریف پڑھنے کا انہیں شوق ضرور تھا۔ مگر اس کے معانی کی ان کے ہاں کوئی اہمیت نہ تھی۔ طوطے کی طرح قرآن ان کی زبانوں پر تھا مگر ان کے قلوب اس کی صحیح ہدایات اور لطیف مضامین سے قطعاً خالی تھے۔ ان کی اس علمی بے مائیگی کی طرف حدیث کے الفاظِ ذیل میں اشارہ کیا گیا ہے۔''**یقرؤن القراٰن لا یجاوز حناجرھم**''.

یعنی وہ قرآن تو بہت تلاوت کریں گے مگر قرآن صرف ان کی زبانوں پر ہوگا، ان کے قلوب

(۱) اسلامی مذاہب' ص ۸۶ (۲) اسلامی مذاہب' ص ۸۶، ۸۷

میں علم وفہم کا کوئی ذرہ نہ ہوگا۔ موجودہ دور میں فرقہ اہل حدیث پاک و ہند کے عوام وخواص اس کی عمدہ مثال ہیں جن کا ہر آدمی حدیث حدیث کی رٹ لگائے ہوئے ہے مگر فہم وفراست اور استنباط واستخراج کی صلاحیت قریب سے بھی نہیں گذری۔

دوسری علامت ان کے علم نما جہل کی یہ بتائی گئی ہے کہ **"یقتلون اھل الاسلام و یدعون اھل الاوثان"**. بت پرستوں کو چھوڑ کر اہل اسلام کو قتل کریں گے۔ کچھ یہ تجربہ بھی ہے کہ سطحی علم کے ساتھ مزاج میں شدت اور نفس میں تقشّف پیدا ہونا لازم ہے۔ حضرت ابن عباسؓ جب ان سے مناظرہ کے لیے پہنچے ہیں تو جو پہلا فقرہ انہوں نے فرمایا ہے' وہ یہ تھا' میں ایسی جماعت کے پاس سے آ رہا ہوں جس میں یہ قرآن اترا ہے اور جو براہِ راست آنخضرت ﷺ کو دیکھنے والی ہے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ تم قرآن خواں ضرور ہو مگر قرآن داں نہیں۔ اگر انصاف کرتے تو یہ فیصلہ آسان تھا کہ قرآن کی صحیح مراد وہ لوگ زیادہ جانتے تھے جن میں سب سے پہلے قرآن اترا اور جنہوں نے براہِ راست صاحبِ کتاب سے اس کی مرادیں سمجھیں اور اپنی آنکھوں سے اس پر عمل کا طریقہ دیکھا"۔(۱)

خوارج کی ہمیشہ ہی یہ کیفیت رہی ہے کہ تصویر کا جو رخ ان کے سامنے ہوتا اسی کو دیکھتے اور دوسری طرف نظر دوڑانا بھی معیوب سمجھتے تھے۔ اپنے نظریات کو غلطی سے قطعاً مبّرا اور دوسروں کے عقائد کو سراسر غلط ماننا گویا خارجیت کی اولین شرط ہے اور اس سے ذرا ادھر ادھر ہٹ جانا ان کے نزدیک دین سے نکل جانے اور جہنم میں گر جانے کے مترادف رہا ہے۔ پروفیسر ابوزہرہ مصری اس حقیقت کو یوں بیان کرتے ہیں:

"یہ حقیقت ہے کہ خوارج کے مناظرات ومناقشات پر تعصب کا رنگ نمایاں ہوتا ہے، وہ کبھی نہ خصم کی دلیل کو تسلیم کرتے ہیں نہ اس کے نظریات کی صحت کا اعتراف کرتے

(۱) ترجمان السنہ جلد اول ص ۴۳

ہیں، وہ حق سے کسی قدر بھی قریب کیوں نہ ہوں۔ مخالف جس قدر زیادہ قوی دلیل پیش کرتا اسی قدر یہ اپنے عقیدے پر زیادہ راسخ ہو جاتے اور اپنی تائید میں دلیلیں دیتے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے افکار ان کے نفوس پر چھائے رہتے تھے اور ان کے نظریات و معتقدات ان کے قلوب کی گہرائی تک جاگزیں ہو چکے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی قوتِ فکر و نظر کی تمام راہیں مسدود ہو کر رہ گئیں اور ان کے ادراکات و احساسات میں قبولِ حق کی کوئی صلاحیت باقی نہ رہی۔ بایں ہمہ خوارج میں شدتِ نزع و خصومت کا جذبہ کارفرما رہتا تھا...... یہ اسباب تھے جن کی بنا پر خوارج کے افکار میں بڑی تنگ نظری پیدا ہو گئی تھی۔ وہ ان کی جانب صرف ایک ہی آنکھ سے دیکھا کرتے تھے اور دوسروں کے نظریات کو خاطر میں نہ لاتے تھے''۔(۱)

خوارج قرآن کریم کے مفہوم و مطالب کو جس طرح اخذ کیا کرتے تھے اس کے بارے میں موصوف یوں تصریح کرتے ہیں:

''خوارج ظواہر قرآن سے تمسک کرتے تھے اور اس کے معانی و مفہوم کی گہرائی میں اترنے کی کوشش نہ کرتے۔ نصوص پر سطحی قسم کی نگاہ ڈالنے سے جو سرسری مفہوم ذہن میں بیٹھ جاتا بس اسی کے ہو رہتے اور اس سے ایک انچ بھی ادھر ادھر سرکنا گوارا نہ کرتے''۔(۲)

خوارج میں موصوف کے نزدیک وضعِ احادیث کا مرض بھی سرایت کیے ہوئے تھا۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

''مذہب و مسلک کی اندھا دھند تائید کا جذبہ بعض اوقات خوارج کو آنحضرت ﷺ پر دروغ گوئی کرنے پر مجبور کر دیتا۔ ایک خارجی جس نے اس عقیدہ سے توبہ کر لی تھی۔ علماء سے کہا کرتا تھا کہ احادیثِ نبویہ کی اچھی طرح چھان بین کریں کیونکہ خوارج کو جب کوئی دلیل نہ ملتی تو وہ خود ساختہ کلام کو نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کر دیتے تھے'' (۳)

(۱) اسلامی مذاہب، ص ۹۹، ۱۰۰ (۲) اسلامی مذاہب، ص ۱۰۰ (۳) اسلامی مذاہب، ص ۱۰۰

خوارج کے نظریات وعقائد چونکہ تعصب، تنگ نظری اور کج فہمی پر مبنی تھے یہی وجہ ہے کہ طبائع کے اختلاف کی بنا پر مختلف فرقوں میں بٹ گئے لیکن ازاقہ کہلانے والے خارجی سب سے تعداد میں زیادہ اور مضبوط تھے۔ پروفیسر ابوزہرہ مصری نے دیگر خوارج سے چھ امتیازی عقائد کا ذکر کیا ہے، جن میں سے چار یہ ہیں:

(الف) یہ اپنے مخالفین کو صرف خارج از ایمان ہی قرار نہیں دیتے بلکہ ان کو مشرک اور دائمی جہنمی تصور کرتے ہیں۔ ان کا قتل وقتال بھی ان کے نزدیک روا ہے۔

(ب) ان کے نزدیک غیر خوارج مسلمانوں کا ملک دارالحرب ہوتا ہے اور وہاں پر ہر وہ کام مباح ہے جو دارالحرب میں مباح ہوتا ہے مخالفین کے بچوں اور عورتوں کو قتل کرنا اور انہیں لونڈی غلام بنانا جائز ہے۔ جنگ سے جی چرانے والوں (قتلِ مسلم سے پرہیز کرنے والے خارجیوں) کو قتل کرنا جائز ہے۔

(ج) مخالفین کے بچے بھی مشرک ہیں اور ابدی جہنمی ہیں۔ اس سے ان کا مقصود یہ تھا کہ مخالفین کا کفر صرف ان کی ذات تک محدود نہیں رہے گا۔ بلکہ ان کے بچوں تک بھی پہنچ جائے گا۔ باوجودیکہ انہوں نے اس جرم کا ارتکاب نہیں کیا۔ خوارج کا یہ نقطۂ نظر ایک عظیم فکری انحراف کی آئینہ داری کرتا ہے۔

(د) گناہِ صغیرہ یا کبیرہ کا ارتکاب انبیاء سے بھی ہوسکتا ہے''۔(۱)

فرقہ خوارج کے موخرالذکر عقیدے کے بارے میں موصوف نے اپنے تاثرات کا یوں اظہار کیا ہے:

''اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خوارج کے اقوال میں تناقض پایا جاتا ہے۔ ایک طرف تو وہ کبائر کا ارتکاب کرنے والوں کو کافر قرار دیتے ہیں اور دوسری جانب انبیاء سے

(۱) اسلامی مذاہب' ص ۱۰۳

بھی ان کا صدور جائز سمجھتے ہیں۔ گویا ان کے خیال میں انبیاء کفر کا ارتکاب کر کے توبہ کر لیا کرتے ہیں''۔(۱)

خوارج کے بارے میں بحیثیت مجموعی پروفیسر صاحب مذکور اپنے خیالات یوں ظاہر کرتے ہیں:

''دراصل خارجی مذہب کی بنیاد تشدد اور غلو پر ہے۔ دین اور فہمِ دین کے معاملہ میں یہ لوگ بہت زیادہ غالی اور متشدد تھے۔ اسی چیز نے انہیں گمراہی کے راستے پر لا ڈالا تھا اور عامۃ المسلمین کو بھی گمراہ کرنے کے درپے رہتے تھے''۔(۲)

اس زمانے کے خارجی حضرات بھی باوجود اتمامِ حجت کے اور دلائل کے میدان میں عاجز رہ جانے پر بھی اپنے عقائد و نظریات سے ایک انچ بھی اِدھر سے اُدھر نہیں ہوتے لیکن یہ حیرت اس وقت دور ہو جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ ان حضرات کی اولین جماعت پر خود امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یوں اتمامِ حجت فرمائی:

''ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے اپنے ہم عصر خوارج کے مزعومات کے دندان شکن اور مدلل جواب دیے۔ ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''اگر تمہارا خیال یہ ہے کہ میں خطاوار ہوں اور گمراہ ہوں تو میری گمراہی اور غلطی کی سزا امتِ محمد ﷺ کو کیوں دیتے ہو؟ تم نے اپنے کندھوں پر تلواریں لٹکا رکھی ہیں اور انہیں موقع بے موقع بے نیام کر لیتے ہو۔ تم یہ نہیں دیکھتے کہ گناہ گار کون ہے اور بے گناہ کون؟ دونوں کو تم نے ایک ساتھ ملا رکھا ہے۔

تم اچھی طرح جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے شادی شدہ زانی کو سنگسار کیا، پھر اس کی نمازِ جنازہ بھی پڑھائی، اس کے اہلِ خانہ کو اس کا وارث بھی تسلیم کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے قاتل کو جرمِ قتل میں قتل کیا لیکن اس کے اہل کو اس کی میراث سے محروم نہیں کیا۔

(۱) اسلامی مذاہب، ص ۱۰۳ (۲) اسلامی مذاہب، ص ۱۰۸

رسول اللہ ﷺ نے چور کے ہاتھ کاٹے اور غیر شادی شدہ زانی کو درے مارے لیکن دونوں کو مالِ غنیمت میں سے حصہ بھی دیا۔ آپ ﷺ نے گناہ گاروں کے مابین اللہ تعالیٰ کا حکم قائم کیا، لیکن اسلام نے مسلمانوں کو جو حصہ دیا تھا اس سے ان گناہ گاروں کو محروم نہیں کیا، نہ ان کا نام دائرہِ اسلام سے خارج کیا''۔(۱)

حضرت علیؓ کے اس اتمامِ حجت کے بارے میں پروفیسر ابوزہرہ مصری نے یوں لکھا ہے:

''حضرت علیؓ کی اس مدلل اور عمدہ تقریر کا خوارج کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ حضرت علیؓ نے اس موقع پر کتابِ الٰہی سے دلیل لانے کے بجائے عملِ رسول ﷺ سے دلیل پیش کی، کیونکہ عمل کی تاویل نہیں ہوسکتی، اس کو درست طریقے سے سمجھا جاسکتا ہے اور جس میں خوارج کے سطحی نظریات اور فکرِ خام کے لیے کوئی گنجائش نہ نکل سکتی تھی سطحی فکر والا تصویر کا ایک ہی رخ دیکھتا ہے۔ اس کی نظر ایک جزیئے پر ہوتی ہے اور فہمِ عبادات واسالیب میں جزئی میلان سے گمراہی تو حاصل ہوسکتی ہے، مقصد تک پہنچنا مشکل ہے۔ امورِ کلیہ پر نظر رکھنے سے حق کا ادراک کیا جاسکتا ہے اور درست فیصلہ تک پہنچا جاسکتا ہے۔ نظر بریں حضرت علیؓ نے آنحضرت ﷺ کا عمل پیش کیا تاکہ ان پر تاویل کے دروازے بند کردیئے جائیں، بغیر اس کے کہ ان کی تلبیسات فاسدہ کے لیے حیرت واضطراب کا کوئی رخنہ باقی نہ رہنے دیا جائے''۔(۲)

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خوارج کو راہِ راست کی طرف بلانے اور اتمامِ حجت کی غرض سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو ان کے پاس بھیجا۔ آپ کی خوارج سے جو گفتگو ہوئی اسے حافظ ابن عبدالبر (المتوفی ۴۶۳ھ) کے حوالے سے مولانا بدر عالم میرٹھی

(۱) اسلامی مذاہب، ص۹۴ (۲) اسلامی مذاہب، ص۱۹۵

نے یوں بیان کیا ہے:

''جب خوارج حضرت علیؓ پر چڑھائی کر کے آئے تو لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے امیر المؤمنین! دیکھیے یہ جاہل لوگ آپ کے مقابلے میں آمادہ پیکار کھڑے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ پہلے انہیں جنگ کر لینے دو۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے عرض کیا کہ آج ذرا تاخیر سے نماز ادا کیجیے، میں ان لوگوں (خوارج) سے گفتگو کرلوں۔ وہاں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بھیڑ لگ رہی ہے۔ شب بیداری کی وجہ سے ان کے چہرے سیاہی مائل ہیں۔ سجدوں کے نشان پیشانیوں پر ہیں اور کہنیوں میں اونٹ کے گھٹنوں کی طرح ٹھیکیں پڑ گئی ہیں۔ دھلی ہوئی قمیض پہنے ہوئے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ کو دیکھا تو بولے: ابن عباس! کیسے آئے اور یہ حلہ کیسا پہن رکھا ہے؟ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں' میں نے جواب دیا: تمہیں اس حلّہ پر کیا اعتراض ہے؟ میں نے خود آنحضرت ﷺ کے جسم پر اچھے اچھے یمنی کپڑے دیکھے ہیں۔ اس کے بعد قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کی ''**قل من حرم زینة اللہ التی اخرج لعبادہٖ والطیبات من الرزق**'' آپ کہہ دیجیے کہ یہ زینت اور اچھی اچھی غذائیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے بنائی ہیں، کس نے حرام کیں؟ پھر انہوں نے دریافت کیا کہو کیوں آئے ہو؟ میں نے جواب دیا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا ہے اور جن میں قرآن نازل ہوا تھا اور تم میں کوئی شخص ایسا نہیں جس نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا ہو۔ میری آمد کا مقصد یہ ہے کہ ان کی باتیں تم تک اور تمہاری باتیں ان تک پہنچا دوں۔ انہوں نے آپس میں کہا: ان سے بات مت کرو کیونکہ یہ قریشی ہیں اور ان کے حق میں قرآن کہتا ہے:

''**بل ھم قوم خصمون**'' بلکہ یہ لوگ جھگڑالو ہیں۔

بعض نے کہا کہ ہم ضرور گفتگو کریں گے۔ اس کے بعد ان میں سے دو تین شخص

سامنے آئے میں نے پوچھا حضرت علیؓ پر تمہیں کیا اعتراض ہے؟ انہوں نے کہا: تین اعتراض ہیں۔ میں نے کہا: بتاؤ! انہوں نے کہا: پہلی بات تو یہ ہے کہ انہوں نے دین کے معاملہ میں انسانوں کو حکم بنایا ہے حالانکہ قرآن کریم میں ہے "**ان الحکم الا للہ**" فیصلہ صرف خدا کا ہے۔ میں نے کہا: چلو ایک بات ہوئی اور بولو۔ کہنے لگے: حضرت علیؓ نے حضرت عائشہؓ سے جنگ کی، پھر نہ کسی کو قید کیا اور نہ مالِ غنیمت لوٹا۔ اب اگر ان کی جماعت مسلمان تھی تو ان سے جنگ کیوں کی اور اگر کافر تھی تو جس طرح ان کے ساتھ جنگ درست تھی، قید کرنا بھی درست تھا۔ میں نے کہا: اچھا اور کچھ! بولے: تیسری بات یہ ہے کہ انہوں نے (امیر المؤمنین حضرت علیؓ) نے اپنے نام سے امیر المومنین کا لاحقہ کیوں مٹایا؟ اس لیے اگر وہ مومنین کے امیر نہیں تو یقیناً کافروں کے امیر ہوئے۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

میں نے کہا اگر میں ان سب باتوں کا تمہیں خود قرآن وسنت سے ہی جواب دے دوں تو کیا واپس چلے جاؤ گے؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، اس پر میں نے کہا: اچھا تو سنو۔ پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ خود قرآن ہی میں دوسروں کو حَکَم مقرر کرنے کا حُکم موجود ہے چنانچہ حالتِ احرام میں کوئی شخص شکار کرے تو اللہ تعالیٰ نے اس پر جزا مقرر کی ہے اور اس کا فیصلہ دو منصف مسلمانوں پر رکھا ہے جو وہ کہہ دیں گے وہی قابلِ تسلیم ہو جائے گا۔ اسی طرح خلع میں طرفین کے دو شخص بلا کر فیصلہ ان کی رائے پر رکھ دیا ہے۔ اب تم ہی انصاف کرو کہ جب جانوروں اور عورتوں تک کے معاملات میں مسلمانوں کا فیصلہ قابلِ تسلیم سمجھا گیا ہے تو مسلمانوں کے جانی معاملات میں کیوں تسلیم نہیں ہوگا؟ اب بتاؤ تمہارا اعتراض جاتا رہا یا نہیں؟ کہنے لگے: جی ہاں!

دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ بتاؤ حضرت عائشہؓ تمہاری ماں تھیں یا نہیں؟ اگر انکار کرتے ہو تو کافر ہوتے ہو اور اگر اقرار کرتے ہو تو کیا قید کرنے کے بعد ان کے ساتھ وہ

سب معاملات درست رکھو گے جو دوسرے قیدیوں کے ساتھ جائز ہوتے ہیں؟ اگر اس کا اقرار کرتے ہوتو بھی کافر ہو، کہو اس پر تمہارا کیا جواب ہے؟ وہ لا جواب ہو گئے۔

میں نے کہا: اب تیسری بات کا جواب سنو۔ صلح حدیبیہ میں ابوسفیان و سہیل کے اصرار پر کیا آنحضرت ﷺ نے اپنے نام سے رسول اللہ کا لفظ محو کرنے کا امر نہیں فرمایا تھا؟ پھر اگر حضرت علیؓ نے اپنا نام امارت سے علیحدہ کر دیا تو کیا ہوا؟ سوال و جواب کے بعد ان میں دو ہزار اشخاص تو واپس ہو گئے اور جو رہ گئے وہ قتل کر دیے گئے''۔(۱)

مذکورہ بالا طویل حوالہ ہم نے اس غرض سے نقل کیا ہے تا کہ خوارج کے عقائد، ذہنیت اور ان کے ساتھ صحابہ کرامؓ کا سلوک وغیرہ بہت سے گوشے قارئین کرام کے سامنے آ جائیں۔

احادیث میں ان کی جو نشانیاں مذکور ہوئیں وہی مشاہدہ میں آئیں مثلاً:

۱۔ حضرت علیؓ جیسی ہستی کو توحید کا مخالف ٹھہرانا اور ہر اس مسلمان کو کافر و مشرک قرار دینا جو حضرت امیر المؤمنین کو مشرک نہ کہے اور ان سے اپنی برأت کا اظہار نہ کرے۔

۲۔ صحابہ کرامؓ کے نزدیک خوارج کا عقیدۂ توحید (جیسا کہ انہوں نے اپنی خواہشات کے مطابق حدود متعین کی ہوئی تھیں) قرآن و سنت کے خلاف اور اسلامی توحید کے منافی تھا۔

۳۔ بات بات میں قرآن سے استدلال کرنا خوارج کا طرۂ امتیاز تھا لیکن قصورِ فہم کے باعث قرآنی آیات کو اپنے مخصوص عقائد و نظریات کا تابع رکھنے کے عادی تھے۔

۴۔ عبادت گزاری اور شب بیداری میں یہ مسلمانوں سے ممتاز نظر آتے تھے۔

۵۔ اپنے فیصلے کے روبرو خدا اور رسول (جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے فیصلے

(۱) ترجمان السنۃ، جلد اول، مطبوعہ دہلی، ص ۴۲

کی پرواہ بھی نہیں کرتے تھے۔حضرت علیؓ کی فضیلت اوران کا جنتی ہونا خودقرآن کریم سے ثابت ہے، حضوراکرمﷺ نے عشرہ مبشرہ میں شامل فرمایاہے۔اہلِ بیت میں ٹھہرایا اور آپ کے ایسے ایسے فضائل وخصائص بتائے جن میں آپ منفرد بھی ہیں اوراپنے گونا گوں فضائل وکمالات کی بنا پر امتِ محمدیہؐ میں آپ کو ہمیشہ انتہائی عقیدت اوراحترام کی نگاہوں سے دیکھا گیا۔اسی طرح دیگرصحابہ کرامؓ کے فضائل قرآن وسنت سے ثابت ہیں لیکن خوارج نے اپنی خودساختہ توحید کا ان حضرات کودشمن ٹھہرایا، باری تعالیٰ شانہٗ اوراس کے محبوبﷺ کے فیصلے کواپنے توحیدی جوش میں پسِ پشت پھینک کر،اسلام کےعلم برداروں اورامتِ مرحومہ کے سرداروں کوبھی مشرک قرار دینے میں کوئی جھجک محسوس نہ کی۔موجودہ زمانے کےخوارج بھی اپنی خودساختہ توحید کی ایسی ہی حدود متعین کیے ہوئے ہیں،جن کے پیشِ نظرامتِ مرحومہ کا کوئی فردموحد ثابت نہیں کیا جاسکتا۔بلکہ ان کی اصطلاح میں مشرک ہی قرار پاتا ہے اوراس طرح یہ امتِ مرحومہ گویامشرکوں کا ایک گروہ یا امتِ ملعونہ بن کررہ جاتی ہے۔(نعوذ باللہ من شرورہم)

۶۔ جوخارجی اپنی خودساختہ توحید سے تائب ہوکرحقیقی اسلام کے پیروکارنہ بنے وہ صحابہ کرامؓ کےنزدیک واجب القتل تھےجیسا کہ خوارج کا حشرامیرالمؤمنین حضرت علیؓ نے کیا۔

۷۔ خارجی صرف خودکواسلام کا صحیح متبع مانتے ہیں،اس کے علاوہ کسی بڑی سے بڑی ہستی پرتنقید کرنے، اس کی شان میں کیڑے نکالنے، اسے خوفِ خدا سے عاری یا سنتِ رسولﷺ کا مخالف کہتے ہوئے انہیں کوئی جھجک محسوس نہیں ہوتی، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے حُلّے پراعتراض کیا تھا۔

اس کے علاوہ اور جتنے گوشے ہیں وہ مذکورہ بالا عبارت سے خودہی واضح ہیں۔

جب خوارج کا تشدد حد سے بڑھا تو حیدر کی تلوار نیام سے باہر نکل آئی۔ مسلمانوں نے خوارج کا زور توڑ کر رکھ دیا۔ چُن چُن کر انہیں قتل کیا۔ بہت تھوڑے بچ سکے ورنہ سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ نہ انہیں کلمہ گوشمار کیا نہ اہلِ قبلہ، نہ صحابہ کرامؓ وتابعین حضراتؒ نے ان کے جُبوں قبوں کو دیکھا اور نہ ان کے ظاہری دین داری کو، نہ ان کا مثالی قاری ہونا انہیں مسلمان ثابت کر سکا اور نہ پیشانیوں پر پڑے ہوئے سجدوں کے نشان ان کے اہلِ اسلام ہونے کی دلیل بن سکے، نہ شب بیداری نے انہیں کفریہ عقائد سے بیزار کیا اور نہ خانہ ساز توحید نے، وہ صحابہ کرامؓ وتابعینِ عظامؒ کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ نہ صرف محاربین کو ان اکابر نے تہِ تیغ کیا بلکہ اس ناپاک گروہ کو بیخ وبُن سے اکھاڑ پھینکنے کی خاطر، اس خودساختہ توحید کے علم برداروں کو چن چن کر ذبح کیا اور ملکِ عدم کی سیر کرائی۔ **کذلک العذاب ولعذاب الأخرة اکبر لو کانوا یعلمون**☆

فائدہ: خوارج کے بارے میں مزید معلومات کیلئے دیکھئے: ضحیٰ الاسلام/احمد امین ج ۳ ص ۲۳۷۔ الادیان والفرق والمذاہب المعاصرۃ ص ۸۰۔ تاریخ اسلام نجیب اکبر آبادی ج ا ص ۴۲۶)

خوارج کے غیر اسلامی عقائد ونظریات کا ذکر کرتے ہوئے مولانا بدر عالم میرٹھی لکھتے ہیں:

''خوارج کا نقطۂ ضلالت یہی تھا کہ جو آیات کفار کی شان میں نازل ہوئی تھیں انہیں وہ مسلمانوں کے حق میں سمجھ کر انہیں کافر قرار دیتے، پھر اس جاہلانہ بنیاد پر ان سے آمادۂ جنگ ہوجاتے تھے''۔(۱)

خوارج کا ذکر کرتے ہوئے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ لکھتے ہیں:

''وقد وصفھم النبی ﷺ بانھم یمرقون من الدین کما یمرق

(۱) ترجمان السنۃ، جلد اول، ص ۴۴

السهم من الرمية ثم لا يعودون فيه فهم الذين مرقوا من الدين والإسلام وفارقوا الملة و شردوا عنها وعن الجماعة وضلوا عن سواء الهدى والسبيل وخرجوا عن السلطان وسلوا السيف على الائمة واستحلوا دمائهم و اموالهم و كفروا من خالفهم يشمتون اصحاب رسول اللہ ﷺ واصهاره و يتبرون منهم و يرمونهم بالكفر والعظائم و يرمون خلافهم و لا يؤمنون بعذاب القبر ولا الحوض ولا الشفاعة ولا يخرجون احدا من النار و يقولون من كذب كذبة او اتى صغيرة او كبيرة من الذنوب فمات من غير توبة فهو كافر و فى النار مخلده". (ا)

رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے، اور پھر دین میں واپس نہیں آئیں گے۔ پس یہ وہی لوگ ہیں کہ دینِ اسلام سے خارج ہو گئے۔ ملتِ اسلامیہ میں تفریق کی اور اس سے بھاگے اور مسلمانوں کی جماعت سے کٹ کر رہ گئے۔ ہدایت کے سیدھے راستے سے بھٹک گئے، سلطانِ وقت کے باغی ہوئے اور ائمہ مطہرین پر تلوار اٹھائی اور ان حضرات کا خون بہایا اور مال لوٹنا حلال ٹھہرایا۔ اپنے مخالفوں کو کافر کہتے، رسول اللہ ﷺ کے اصحاب اور خسروں کو گالیاں دیتے، ان پر تبرا بازی کرتے اور ان حضرات پر کفر اور کبیرہ گناہوں کی تہمت لگاتے اور غیر خوارج کو متہم کرتے۔ یہ عذابِ قبر، حوضِ کوثر، شفاعت اور دوزخ سے کسی کے نکالے جانے کا انکار کیا کرتے تھے۔ کہتے تھے جس نے ایک دفعہ جھوٹ بولا یا گناہِ صغیرہ یا کبیرہ کیا اور بغیر توبہ کے مرگیا تو ایسا آدمی کافر ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

حضرت غوث صمدانی، محبوب سبحانی، سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ (المتوفی ۵۶۱ھ) نے

(ا) غنیۃ الطالبین، مکتبہ سعودیہ کراچی، ص ۳۱۰، ۳۱۱

آگے خوارج کے پندرہ (۱۵) فرقے، ان کے بانیوں کے نام اور ہر فرقے کے مخصوص عقائد کا ذکر کر کے آخر میں جملہ خوارج کی قدر مشترک یعنی ایسے دو غیر اسلامی معتقدات تحریر فرماتے ہیں، جن پر نجدات کے سوا سب خارجیوں کا اتفاق ہے۔ فرماتے ہیں:

''واتفقت جمیع الخوارج علی کفر علیؓ لاجل التحکیم وعلیٰ کفر مرتکب الکبیرۃ الا النجدات فانھا لم یوفقھم علیٰ ذٰلک''. (۱)

خوارج کے تمام فرقوں کا بوجۂ مسئلۂ تحکیم حضرت علیؓ کے کفر اور کبیرہ گناہ کے مرتکب کو کافر سمجھنے پر اتفاق ہے، ماسوائے نجدات فرقے کے کیونکہ اس بارے میں وہ دیگر خوارج سے متفق نہیں ہے۔

امام ائمہ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہؒ (المتوفٰی ۱۵۰ھ) نے جو بلاشبہ امام المسلمین ہیں، صحابہ کرامؓ کے بارے میں اپنا اور جمہور مسلمین کا عقیدہ نیز مرتکب کبائر کا شرعی حکم یوں بیان فرمایا ہے:

''افضل الناس بعد النبیین علیھم الصلوٰۃ والسلام ابو بکر الصدیقؓ ثم عمر بن الخطاب الفاروقؓ ثم عثمان بن عفان ذو النورینؓ ثم علی ابن ابی طالب المرتضیٰؓ عابدین علی الحق و مع الحق نولیھم جمیعا ولا نذکر احدا من اصحاب رسول اللہ ﷺ الا بخیر و لا نکفر مسلما بذنب من الذنوب وان کان کبیرۃ اذا لم تستحلھا و لا نزیل عنہ اسم الایمان و نسمیہ مؤمنا حقیقۃ''. (۲)

جملہ انبیاء کرامؑ کے بعد تمام انسانوں میں افضل ترین حضرت ابو بکر صدیقؓ، ان کے بعد حضرت عمر فاروقؓ، پھر ان کے بعد حضرت عثمان بن عفان ذو النورینؓ پھر ان کے

(۱) غنیۃ الطالبین، مکتبہ سعودیہ کراچی، ص ۳۱۵، ۳۱۶ (۲) الفقہ الاکبر، مطبوعہ اشرف پریس لاہور، ص ۳۴، ۳۵

بعد حضرت علی المرتضیٰؓ ہیں۔ یہ سب عبادت گذار، حق پہ گامزن اور حق کے ساتھ تھے۔ ہم ان سب سے محبت رکھتے ہیں اور ہم رسول اللہ ﷺ کے تمام اصحاب (صحابۂ کرامؓ) کو بھلائی کے ساتھ ہی یاد کرتے ہیں اور ہم کسی مسلمان کو کسی بھی گناہ کی وجہ سے اگرچہ وہ کبیرہ ہی کیوں نہ ہو کافر نہیں کہتے، جب تک کہ وہ اس کو حلال نہ سمجھے اور ہم اس کو ایمان کے وصف سے نہیں نکالتے بلکہ بلحاظِ حقیقت اسے مومن ہی گردانتے ہیں۔

یہ تھی فتنہ خارجیت کی مختصر تاریخ اور ان کے عقائد و نظریات کا جائزہ اور اب ذرا ان خارجیوں کے خوشہ چینوں کی کچھ خبر لیں جنہوں نے اطراف و اقالیم میں پھیلی ہوئی کروڑوں مسلم آبادی کو جو تمام تر اختلافِ فکر و نظر کے باوجود چوتھی صدی ہجری میں چار ائمہ کی تقلید پر مجتمع ہو چکی تھی اور باہم انتہائی شیر و شکر تھی، ان ظالموں نے قرآن وحدیث کا مقدس لبادہ اوڑھ کر ترکِ تقلید کا ایسا صور پھونکا کہ ہر کس و ناکس دعوائے اجتہاد کرنے لگا۔ اور اپنی رائے کو حرف آخر جانتے ہوئے اسلافِ امت پر تبرا بازی کرنے لگا جس کے نتیجے میں کانهم بنيان مرصوص کا مصداق امت حباء منثورا ہوگئی۔ آیئے ذرا اس فرقہ اہل حدیث کے شیخ الکل فی الکل کا پس منظر، پیش منظر اور تہہ منظر ملاحظہ کیجیے تا کہ مسلمانوں پر واضح ہو جائے کہ ان شعبدہ بازوں کی حقیقت کیا ہے۔

بابائے غیر مقلدیت' میاں نذیر حسین دہلوی

میاں صاحب ۱۲۲۰ھ/ ۱۸۰۵ء میں بہار کے ایک گاؤں سورج گڑھ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء میں دہلی میں فوت ہوئے۔(۱)

طویل عمر پائی۔ تلامذہ کی بڑی تعداد بطور یادگار چھوڑی، فرقہ اہل حدیث میں شیخ الکل کے لقب سے مشہور ہوئے۔ برٹش گورنمنٹ کی طرف سے شمس العلماء کا خطاب ملا۔

(۱) نزہتہ الخواطر، نور محمد کراچی، ج ۸ ص ۴۹۷۔۵۰۱ (۲)(۳)(۴)

پہلا دور

میاں صاحب کے استاد اور خسر مولانا عبدالخالق دہلوی اور دوسرے استاد شاہ محمد اسحاق دہلوی حنفی تھے اور غیر مقلدین کے طرزِ عمل کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ نواب محمد قطب الدین نے ۱۲۸۵ھ میں ایک کتاب تحفۃ العرب والعجم کے نام سے لکھی اس میں لکھتے ہیں:

''اس وقت جناب مولانا محمد اسحاق صاحب مرحوم اور مولوی محبوب علی صاحب مرحوم اور مولوی عبدالخالق صاحب مرحوم دہلی میں موجود تھے اور یہ حضرات ایسے لوگوں (غیر مقلدین) سے بہت ہی ناراض رہتے تھے اور ان کے کلمات سن کر چہرۂ مبارک سرخ ہوجاتا تھا اور فرماتے تھے کہ پھر یہ لوگ ضال (گمراہ) ہیں اور مولوی محبوب العلی صاحب ایسے لوگوں (کو) بہتّر (72) فرقوں کا ملغوبہ فرماتے تھے اور قلع قمع ان لوگوں کا بطریق احسن کرتے تھے......اور مولوی عبدالخالق صاحب ان کا رد بطریق احسن فرماتے تھے اور خوب ان کی گت بناتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ لوگ چھوٹے رافضی ہیں''۔(۱)

اس وقت میاں صاحب بھی حنفی تھے اور غیر مقلدین کے رد میں بہت کوشش فرماتے تھے۔

نواب صاحب لکھتے ہیں:

''من جملہ ان کے سید نذیر حسین صاحب نے بھی اس فتنے کے دفع کرنے میں بہت سعی کی کہ مولوی حقی اور عبدالمجید پوربی سے اس باب میں بہت گفتگو کرکے ان کو ساکت کیا' بلکہ ان کے شکوک کے جوابات میں ایک رسالہ لکھا اور اس میں امام صاحب

(۱) تحفۃ العرب والعجم، مطبع حسنی' دہلی، ص۳۔۴

کی تعریفیں اور اپنے مذہب حنفی کی حقیقت اور مخالفین کے جوابات اور غیر کی مرجوحیت بیان کی اور مذہب حنفی کے خلاف متمسکہ احادیث کے رواۃ پر احسن طریقے سے جرح کی اور ان کو ضعیف ثابت کیا اور بارہا اپنی زبان مبارک سے ان لامذہبوں کو رافضیوں کا بھائی کہا''۔(۱)

ایک وقت تھا کہ میاں صاحب دل و جان سے احناف کا ساتھ دیتے تھے اور غیر مقلدین کا زبانی اور قلمی رد کرتے تھے۔نواب صاحب لکھتے ہیں:

''اس بلا کے دفع میں سید نذیر حسین صاحب بجان و دل ہمارے ساتھ رہے، حتی کہ ''تنویر العینین'' کے مضامین کے رد میں جس کو لوگ مولانا شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ مدلل ایک رسالہ عربی میں لکھا اور امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھنے کے بارے میں ایک رسالہ لکھا اور اخفاء آمین اور عدم رفع یدین وغیرہ میں بھی خوب خوب عبارتیں اور روایتیں لکھیں اور لکھا کہ عدم رفع یدین نماز میں احق ہے اور رفع منسوخ اور مذہب حنفی کی بہت سی تعریفیں لکھیں، چنانچہ وہ اب تک میرے ایک دوست کے پاس موجود ہیں''۔(۲)

اس وقت میاں صاحب دعویٰ سے کہتے تھے کہ مذہبِ حنفی قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔نواب قطب الدین لکھتے ہیں:

''اور چونکہ سید صاحب اس فقیر سے نہایت محبت رکھتے تھے۔ ہر جمعہ کو میرے ہاں آتے اور بارہا فرماتے کہ ہم اور تو کچھ جانتے نہیں، ہم کو کوئی بتادے کہ فلاں مسئلہ حنفیہ کا قرآن یا حدیث کے خلاف ہے۔ دیکھو پھر ہم کیسے قرآن و حدیث سے ثابت کرتے ہیں''۔(۳)

(۱) تحفۃ العرب والعجم ص۳۔۴ (۲) تحفۃ العرب والعجم ص۵ (۳) تحفۃ العرب والعجم ص۵۔۶

دوسرا دور

طالب علمی کے دور میں ہی میاں صاحب کے مزاج میں آزادروی کے آثار پائے جاتے تھے، اسی لیے ایک موقع پر شاہ محمد اسحاق نے کہا تھا: ''اس لڑکے سے وہابیت کی جھلک آتی ہے''۔(۱)

پچاس سال کی عمر تک حنفی رہنے کے بعد اس وقت رنگ بدلا جب جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء کے بعد انگریز ہندوستان میں اپنے قدم جما چکا تھا، ابتداءً غیر مقلدین کی نشست میاں صاحب کے ہاں رہتی تھی، ان کے ہاں حلقہ جمتا تھا۔ بعد غدر کے لامذہبوں نے یہ پیرایہ اختیار کیا کہ سید نذیر حسین صاحب کے پاس حلقہ باندھ باندھ کر بیٹھنا شروع کیا۔ کیا مسجد میں، کیا ان کے مکان پر، اور جب کوئی لامذہبی بات منہ سے نکالے یا کوئی عمل کرے اور حوالہ سید صاحب کا دے، ہم لوگ ان کو جھٹلاویں کہ تم جھوٹے ہو، وہ ایسے ہرگز نہیں ہیں۔ اور جو کوئی صاحب، سید صاحب سے ان کا مقولہ کہے کہ وہ آپ کا حوالہ دیتے ہیں۔ تو سید صاحب یہی فرماویں کہ وہ جاہل ہیں ان کا کیا اعتبار؟ آخر نوبت بایں جار سید کہ اماموں پر اوران کے اتباع پر کھلم کھلا تبرے ہونے لگے اور 'اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ' کے مصداق ٹھہرانے لگے''۔(۲)

میاں صاحب کا ایک طرف احترامِ اساتذہ ملاحظہ ہو

''بیانِ مسائل میں بھی انہی بزرگوں کے اقوال سے سند لاتے اور فرماتے ''ہمارے حضرات یوں فرماتے ہیں'' اس پر کوئی آزادطبع طالب علم اگر کہہ دیتا کہ حضرات کا کہنا سند نہیں ہوسکتا، جب تک قرآن وحدیث سے سند نہ دی جائے تو بہت خفا ہو کر فرماتے

(۱) الحیاۃ بعد المماۃ، مکتبہ شعیب، کراچی ص ۵۷ (۲) تحفۃ العرب والعجم، ص ۶

''مردود! کیا یہ حضرات گھاس کاٹتے تھے، ایسے ہی اڑان گھاٹی اڑاتے تھے؟''(۱)

بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے!!!

میاں صاحب کی ائمہ مجتہدین سے بے اعتنائی

''آپ جب کوئی حدیث فرماتے اور کوئی شخص اس کے معارض کسی ائمہ مذہب کا قول پیش کر دیتا تو برہم ہو کر فرماتے۔ سنو! یہ بزرگ ہم سے بڑے، میرے باپ سے بڑے، دادا سے بڑے، مگر رسولِ خدا سے بڑے نہیں''۔ (۲)

اس کا مطلب سوائے اس کے کیا ہے کہ ائمہ مجتہدین ساری عمر گھاس کاٹتے رہے تھے، اسی لیے رسول خدا ﷺ کے فرمان کے خلاف احکام بیان کر دیتے تھے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ واضح رہے کہ میاں صاحب کے اساتذہ شاہ محمد اسحاق اور مولانا عبدالخالق وغیرہ امام اعظمؒ کے مقلد اور حنفی تھے۔

پھر تو میاں صاحب نے کھل کر تقلید ائمہ کا لبادہ اتار دیا اور غیر مقلدین کے امام کہلائے۔ نواب محمد قطب الدین لکھتے ہیں:

''لا مذہبوں نے نہ مانا اور لا مذہبی میں زیادہ مصر ہوئے اور نشست و برخاست سید صاحب (کے) پاس زیادہ رکھنے لگے اور سید صاحب کو ایسا ورغلایا اور اپنے ساتھ سانٹھا کہ سید بھی ان کی ممنونی و مشکوری میں لٹو بن کر ان کی حمایت کرنے لگے اور کہنے لگے کہ میں تو بیس بائیس برس سے ایسا ہی تھا پر کسی کو معلوم نہ تھا اور میں کیا کروں مجھ کو تو یونہی سوجھتی ہے''۔(۳)

(۱) الحیات بعد الممات، ص۲۰۳ (۲) الحیاۃ بعد المماۃ، ص ۲۸۵ (۳) تحفۃ العرب والعجم ص۶۔۷

ناشرِ غیر مقلدیت

میاں نذیر حسین دہلوی کو وہابیت اور ترکِ تقلید کی راہ پر لگانے میں سر سید کا بھی ہاتھ تھا۔ پروفیسر محمد ایوب قادری لکھتے ہیں:

''سر سید احمد خاں ایک ممتاز اہلِ حدیث عالم مولانا محمد ابراہیم آروی کو اپنے ایک مکتوب مؤرخہ ۱۰ فروری ۱۸۹۵ء میں لکھتے ہیں:

جناب سید نذیر حسین دہلوی صاحب کو میں نے ''نیم چڑھا وہابی'' بنایا ہے۔ وہ نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ مگر اس کو سنتِ ہدیٰ جانتے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ نہایت افسوس ہے کہ جس بات کو آپ نیک جانتے ہیں، لوگوں کے خیال سے اس کو نہیں کرتے۔ جناب ممدوح میرے پاس تشریف لائے تھے۔ جب یہ گفتگو ہوئی تو میں نے سنا کہ میرے پاس سے اٹھ کر وہ جامع مسجد میں عصر کی نماز پڑھنے گئے اور اس وقت سے رفع یدین کرنے لگے''۔(۱)

نواب محمد قطب الدین نے تنویر الحق اور توقیر الحق کے نام سے دو رسالے لکھے جن میں مذہب حنفی کو قرآن وحدیث اور اجماع کے دلائل سے ثابت کیا اور امام معین کی تقلید کی ضرورت کو واضح کیا۔ میاں صاحب نے ان کے جواب میں معیار الحق نامی کتاب لکھی:

''سو تنویر الحق کے جواب میں رسالہ ''معیار'' لکھا کہ اس سے تمام مقلدین کیا اولیاء اور کبارِ علماء وصلحاء متقدمین ومتاخرین مشرک وبدعتی ٹھہرے سید صاحب کی ذات سے بعید ہے کہ ایسے واہیات لکھیں اگرچہ اس کام سے وہ امصار و دیار میں ایسے بدنام وخوار ہوئے ہیں کہ حاجت بیان کی نہیں پر اس کو بھی انہوں نے اپنا نام ونمود سمجھا۔(۲)

(۱) برگِ گل، سر سید نمبر، نقش ثانی، اردو کالج، کراچی ص ۲۸۵-۲۸۶ (۲) تحفۃ العرب والعجم ص ۷

نواب صاحب ائمہ مجتہدین کی راہ سے برگشتہ لوگوں کی حالت پر افسوس کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''افسوس صد افسوس! ان لوگوں سے کہ مذہب مجتہدین خیر القرون کا چھوڑ کر تابع داری غیر مجتہد نافہم اس زمانہ فساد انگیز کی کرتے ہیں اور زبان طعن کی اکابر دین پر دن رات جاری رکھتے ہیں بیت

چوں کہ خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکان زند(۱)

معیار الحق کے رد میں لکھی گئی کتب

(۱) مدار الحق محمد شاہ پنجابی اس کا آج تک کوئی جواب شائع نہیں ہوا۔

(۲) انتصار الحق مولانا ارشاد حسین رام پوری اس کے جواب میں چھوٹے چھوٹے تین پمفلٹ غیر مقلدین کی طرف شائع ہوئے تھے مگر ہم ہر انصاف پسند آدمی کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ انتصار الحق کا بھی مطالعہ کر لے اور اس کا جواب بھی ملاحظہ کر لے مگر انصاف شرط ہے۔

(۳) تنقید فی بیان التقلید، مولانا سعید الدین دہلوی بن مولانا رشید الدین دہلوی، اس کا بھی کوئی جواب شائع نہیں ہوا۔

شاہ محمد اسحاق محدث دہلویؒ کے شاگرد ہونے کی حقیقت

حضرت شاہ اسحاق صاحبؒ کے تلمیذ اجل اور حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی مجالس وعظ کے حاضر باش قاری عبدالرحمٰن پانی پتیؒ لکھتے ہیں:

(۱) تحفۃ العرب والعجم ص ۱۱

''سید نذیر حسین صاحب نے کس روز میاں صاحب سے پڑھا فقط ہجرت کے ایام میں بطمع اغوائے خلق کے ایک ایک حدیث اوائل چند کتب کی سنا کر ایک پرچہ سند کا لکھوالیا وعظ میں بھی کبھی جانا نصیب ہوا ہے۔ کبھی کبھی تعطیل میں مسئلہ پوچھنے کو جاتے تھے اور حفیظ اللہ خان صاحب وعظ میں جاتے تھے کبھی کوئی حرف جلالین کا پوچھنے کو آتے تھے اور جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے زمانہ میں تو ان دونوں کا وجود بھی دہلی میں نہ تھا کبھی ان کو ہم نے بڑے شاہ صاحب کے زمانہ میں نہیں دیکھا۔ دونوں میاں صاحب اہلِ سنت و حنفی تھے اور یہ متقی (تقیہ کرنے والے ناقل) غیر مقلد دشمنانِ اہل سنت ہیں پھر کس طرح عوام ان کو جناب میاں صاحب کے تلمذ کے وسیلے سے ان کو مانتے ہیں اور اپنا دین برباد کرتے ہیں''۔(۱)

حکیم عبدالحئی صاحب لکھنوی اپنے سفر نامہ ''دہلی اور اس کے اطراف'' میں لکھتے ہیں:

''روز شنبہ ۱۷ رجب اس وقت بھی موسم ابر بار ہے اور راستہ بالکل خراب ہے لیکن میں مولانا ممدوح کے پاس جانے کو بالکل تیار ہوں۔ ۷ بجے مولوی صاحب کی درس گاہ جو میری درس گاہ سے بالکل قریب ہے گیا۔ راستہ ایسا خراب ہے کہ دو چار قدم چلنا مشکل معلوم ہوتا ہے وہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ بخاری شریف کا سبق شروع ہو گیا ہے اس میں شریک ہو گیا اس کے بعد مقدمہ صحیح مسلم ہوا بالکل سادہ سادہ سا درس ہے مالہٗ و ماعلیہ (یعنی بغیر سوال و جواب) سے بحث نہیں ہوتی اس کے بعد بیضاوی کا سبق شروع ہوا مولوی صاحب کے بھتیجے مولوی عبدالحفیظ پڑھتے ہیں اس کا سبق بالکل خراب ہوتا ہے پڑھنے والے قطعاً نہیں سمجھتے عبارت بالکل غلط پڑھتے ہیں جس سے سننے والا بھی صحیح مطلب نہیں سمجھ سکتا مولوی صاحب بوڑھے اور مریض بدگمان ہونے کی وجہ سے خود ہی صحیح مطلب نہیں سمجھ

(۱) کشف الحجاب، ص ۱۳

سکتے۔شواہد میں اعشیٰ (شاعر کا نام ہے) کا ایک شعر آ گیا۔اس میں دیر تک قاری و سامع متوجہ رہے مگر پھر بھی ناکامیاب رہے مولوی صاحب نے فرمایا حل الابیات (شعر کو سمجھانے کا فن) ہمارے پاس ہے اس میں خوب حل کر دیا ہے میرے دل میں بار بار آتا تھا کہ میں کچھ بولوں مگر مولوی صاحب کی خفگی کی وجہ سے نہیں بولا وہ بہت جلد خفا ہو جاتے ہیں اور طالب علموں کو الفاظ سخت و ناز یبا کہتے ہیں...... یہ مصرع بہت پڑھتے ہیں۔ ع

عیسیٰؑ کے اصطبل میں کوئی گدھا بھی چاہیے

اور طالب علم ان کا سننا بھی فخر و سعادت سمجھتے ہیں یہ روسیاہ ان باتوں کے سننے کو بسبب اجنبیت کے گوارہ نہیں کر سکتا۔افسوس ہے کہ بیضاوی صرف نام ہی کے واسطے پڑھی جاتی ہے کاش اس کی جگہ پر حدیث کا سبق ہوتا تو گو وہ نہ سمجھیں لیکن الفاظ نبوی کے ادا ہونے سے ثواب میں داخل ہوتے۔مولوی صاحب نے سبق کے درمیان میں بیضاوی کی نسبت بھی الفاظ نامناسب کہے کہ وہ فلسفی تھا کچھ نہیں سمجھتا آیات بینات کو اپنی قابلیت جتانے کے واسطے مشکل کر دیا ہے شاہ ولی اللہ صاحب کبھی اس کو نہیں دیکھتے تھے ان کو اس کی طرف بالکل توجہ وضرورت نہ تھی الیٰ آخرہ اس کے بعد اور سبق بھی ہوتے رہے۔میں خاموشی سے سنتا رہا طالب علم اکثر سمجھ دار بھی ہیں لیکن متعصب اور بے باک حنفیہ کے اقوال کی طرف بالکل اعتناء نہیں کرتے بلکہ کبھی کبھی نام آتے ہی ناک بھوں چڑھاتے ہیں''۔(۱)

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ میاں صاحب پہلے پہل حنفی ہونے کا دم بھرتے تھے۔اس لیے پہلے آپ رفع یدین بھی نہیں کرتے تھے لیکن جب آپ تارک تقلید ہوئے تو فرقہ نیچریہ کے بانی سر سید احمد کے کہنے پر آپ نے رفع یدین کرنا شروع کر دیا مشہور مؤرخ شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں:

(۱) دہلی اور اس کے اطراف،ص ۲۶،۲۷،۲۸

''سر سید ۱۸۹۵ء کے ایک خط میں یعنی اپنی وفات سے تین سال پہلے لکھتے ہیں:

میں نے وہابیوں کی تین قسمیں قرار دی ہیں۔ ایک وہابی، دوسرے وہابی کریلا، تیسرے وہابی کریلا نیم چڑھا۔ میں اپنے تئیں تیسری قسم میں قرار دیتا ہوں.......... جناب مولوی سید نذیر حسین صاحب دہلوی کو میں نے ہی نیم چڑھا وہابی بنایا ہے وہ نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے مگر اس کو سنتِ ہدیٰ جانتے تھے میں نے عرض کیا نہایت افسوس ہے کہ جس بات کو آپ نیک جانتے ہیں لوگوں کے خیال سے اس کو نہیں کرتے جناب ممدوح میرے پاس تشریف لائے تھے جب یہ گفتگو ہوئی میں نے سنا کہ میرے پاس سے اٹھ کر وہ جامع مسجد میں عصر کی نماز پڑھنے گئے اور اس وقت سے رفع یدین کرنے لگے''۔(۱)

میاں صاحب جب تارکِ تقلید ہوئے تو آپ نے افعالِ صحابہ کی حجیت کا بھی انکار کر دیا۔ آپ فرماتے ہیں:

''افعال الصحابةؓ لا تنتهض للاحتجاج بها''

صحابہ کے افعال سے حجت شرعیہ قائم نہیں ہو سکتی۔(۲)

نیز آپ کو فقہائے کرام بالخصوص حضرت امام اعظمؒ اور ان کی فقہ سے کد ہو گئی انتہا یہ کہ مطاعنِ امام ابوحنیفہؒ کی جستجو میں شیعوں سے استمداد کرنے سے بھی گریز نہیں کیا۔ قاری عبدالرحمٰن پانی پتی مرحوم لکھتے ہیں:

مولوی نذیر حسین صاحب نے سید محمد مجتہد شیعہ سے بذریعہ خطوط مطاعن ابوحنیفہ کے طلب کیے اور ہمت آپ کی بالکل طرف مطاعن ائمہ فقہا اور تجہیلات صحابہ کے مصروف ہے اور مدار قول ابوحنیفہ کا جو قرآن یا حدیث صحیح ہے اس سے بالکل چشم پوشی ہے سب عبادات اور دینیات کو چھوڑ کر فقط مطاعن صحابہ اور فقہاء کو عبادات اور جہاد قرار دے کر مسلمانوں کو آپس

(۱) موجِ کوثر ص ۶۹، ۷۰ (۲) مظالم روپڑی ص ۵۸، بحوالہ فتاویٰ نذیریہ جلد اول ص ۱۹۶

میں لڑانے کو عبادتِ عظمیٰ قرار دیا اور اپنی نافہمی سے احادیث کو یا اپنی جہالت سے موضوعات کو حدیث قرار دے کر مخالفت ابوحنیفہ کی طرف نسبت کی ہے لہٰذا مولوی نذیر حسین کے شیعہ ہونے میں شبہ نہیں ہے''۔(۱)

غیر مقلدیت کی ترویج اور حنفیت کی تردید کے سلسلہ میں میاں صاحب کی مساعی بالآخر رنگ لائیں اور میاں صاحب کے شاگردوں اور متعلقین نے احناف کے ساتھ جو سلوک کیا تاریخ اسے کبھی فراموش نہیں کر سکتی کھلے عام احناف پر تبرا بازی کی جاتی تھی ان کی عورتوں کو بغیر طلاق کے حلال اور خود ان کو مستحل الدم قرار دینے سے بھی گریز نہیں کیا جاتا تھا ان واقعات کو تحریر کرتے ہوئے قلم تھراتا اور دل لرزتا ہے بادل نخواستہ ہم صرف دو واقعات ذکر کرتے ہیں انہی پر آپ باقی حالات کو قیاس کر لیجیے!

حکیم عبدالحیٔ لکھنوی لکھتے ہیں:

''روز جمعہ ۲۷ رجب (۱۳۱۲ھ) آج صبح سے دوپہر تک قیام گاہ میں رہا، دوپہر کو کھانا کھا کر جامع مسجد نماز کے واسطے گیا۔ نماز کے بعد چار جگہ وعظ ہونے لگا منبر پر مولوی محمد اکبر وعظ کہتے ہیں یہ بزرگ حنفیوں کا خوب خاکہ اڑاتے' دل کھول کر تبرا کرتے ہیں اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ ہدایہ پڑھانے سے توبہ کی ہے فرماتے تھے کہ ''آج کون ہے کہ جس نے ہدایہ پڑھانے سے توبہ کر کے کلام مجید کی تعلیم شروع کی ہو سب جہنم میں جائیں گے'' اور وعظ میں ہر ہر بات پر اپنی بڑائی بیان کرتے ہیں ہر آیت کو اہلِ دہلی اور اپنے اوپر اتارتے ہیں اہلِ دہلی کو ظالمین اور مشرکین سے ملاتے ہیں اور اپنے تئیں آنحضرت ﷺ سے عیاذاً باللہ دوسرے صاحب میذنہ کے پاس بھی اسی طور پر حنفیہ کا خاکہ اڑا رہے تھے لیکن کف لسان کے ساتھ تیسرے صاحب دوسری جانب میذنہ کے محدثین و متبعین سب کی خبر

(۱) کشف الحجاب' ص ۹

لے رہے تھے انحنا وقیام تعظیمی کے منع کرنے پر سخت سست کہہ رہے تھے، چوتھے صاحب حوض پر کچھ مناجاتیں اور نعتیہ غزلیں پڑھ کر لوگوں کو اپنی طرف راغب کر رہے تھے الغرض ایک ہڑبونگ تھا۔ اس ہڑبونگے پن کو دیکھ کر نہایت افسوس ہوا خدا کی مرضی میں کسی کو دخل نہیں۔ جب سلطنت اسلام جاتی رہی تو جس کا جو جی چاہے کرے''۔(۱)

ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

''یہ بھی قصہ مولوی عبدالحئی صاحب نے بیان کیا کہ سبزی منڈی یہاں سے بہت قریب ہے اس محلّہ میں ایک مولوی صاحب آ کر رہتے تھے، وہ غیر مقلد تھے۔ دن کو میاں صاحب کے مدرسہ میں رہتے تھے اور رات کو وہاں کرایہ سے مکان تھا اس میں ایک بی بی صاحبہ بھی تھیں اسی محلّہ میں ایک بڑی عمر کے میاں جی رہتے تھے۔ وہ پابند اوقات تھے، محلّہ کے لوگ ان کی تعظیم کرتے تھے ایک دن ایک بڑھیا نے ان سے آ کر کہا کہ مولوی صاحب کی بی بی نے آپ کو بلایا ہے، کھڑے کھڑے ذرا ان کی بات سن جایئے، میاں صاحب گئے پردہ کے پاس بیوی صاحبہ نے آ کر کہا کہ آپ باخدا آدمی ہیں مجھ کو للّٰہ اس ظالم کے پنجہ سے چھڑایئے، انہوں نے کہا خیر ہے؟ اس نے کہا خیر کہاں شر ہے، یہ میرا پیر ہے میں اس کی مرید، میرے خاوند موجود ہیں، دھوکہ سے مجھے نکال لایا ہے، میاں جی صاحب کو سن کر نہایت ہی تعجب ہوا اور واقعی تعجب کی بات ہے میں نے یہاں تک جب قصہ سنا تو مجھ کو عجیب حیرت ہوئی مولوی صاحب فرمانے لگے کہ میاں صاحب اس کی تسلی وتشفی کئے بغیر چلے آئے ۔لیکن موقعہ کے منتظر رہے، ایک دن مولوی صاحب سے خلوت میں کہا کہ مجھ کو تنہائی میں آپ سے ایک راز کہنا ہے بشرطیکہ وہ کسی پر ظاہر نہ ہونے پائے، آپ تک رہے، انہوں نے کہا فرمایئے! میاں جی صاحب نے کہا کہ میں بھی آپ کا ہم مذہب ہوں مگر حضرت کیا

(۱) دہلی اور اس کے اطراف' ص ۶۸، ۶۹

کہیے اس محلّہ کے لوگ ایسے سخت ہیں آپ جانتے ہیں کہ یہ لوگ آدمی مار ڈالتے ہیں اور کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی، اگر میں اظہار کروں تو خدا جانے میری کیا حالت ہو، مولوی صاحب نے کہا: خیر یہ تو بہت مناسب ہے آپ اپنا مطلب بیان کیجیے۔ انہوں نے کہا اصل یہ ہے کہ اس محلّہ میں ایک عورت سے مجھ کو کمال درجہ کی الفت ہے لیکن اس کے خاوند موجود ہے میں چاہتا ہوں کوئی ایسی تدبیر ہو کہ وہ میرے قابو میں آجائے اور شریعت میں بھی جائز ہو۔ انہوں نے کہا کہ یہ کوئی دشوار امر نہیں ہے یہ لوگ یعنی حنفی المذہب مستحل الدم ہیں ان کا مال، مالِ غنیمت ہے، ان کی بیویاں ہمارے واسطے جائز ہیں، آپ قابو میں لا سکتے ہوں تو شوق سے لائیے۔ انہوں نے کہا بس مجھ کو یہی چاہیے تھا اور وہاں سے چلے گئے دوسرے وقت محلّہ کے عمائدین سے یہ قصہ بیان کیا اور یہ شرط کر لی ان کو جان سے نہ ماریں۔ ان لوگوں نے اس کے خاوند کو بلا بھیجا۔ جب مولوی صاحب نماز کے واسطے آگے بڑھے تو ایک شخص نے نہایت درشتی کے ساتھ ان کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا اور نہایت ہی مرمت کی، اور خاوند اپنی جورو کو لے کر چلا گیا۔ یہ واقعہ حال ہی کا ہے مجھ کو اس کے سننے سے عورت کے نکال لانے پر اتنا استعجاب نہیں ہوا جتنا ان کا حنفیہ کے مستحل الدم سمجھنے پر تعجب ہوا، بھوپال میں عبداللہ نابینا کہتا ہے کہ دنیا میں صرف ڈھائی مسلمان ہیں۔ مولوی محمد بشیر صاحب حنفیہ کو مشرک سمجھتے ہیں''۔(۱)

میاں صاحب کے ایک شاگرد مولوی رحیم بخش پنجابی نے تقلید کے خلاف ایک کتاب لکھی ''اشاعت الدین المتین فی رد التقلید و المقلدین'' اس کتاب میں مولوی صاحب نے جی بھر کر تقلید کو برا کہا اور سب وشتم کی حد کر دی، اس کتاب کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) دہلی اور اس کے اطراف، ص ۵۹، ۶۰

مولوی رحیم بخش کا کہنا ہے:

''تقلید شخصی کسی ایک امام کی حقیقت میں گمراہی اور شرک فی العبادت ہے''۔(۱)

مولوی صاحب لکھتے ہیں:

''فرقہ حنفیہ مرجئہ کو فیہ بباعث عقیدہ گندیدہ ارجاء کے فرق ضالہ اہل ہوا و بدعت میں داخل ہے اور طائفہ ناجیہ مہدیہ، محمدیہ اہل سنت والجماعت عامل ما انا علیہ واصحابی سے، پس اس وجہ سے اکابرین محدثین ائمہ الدین اہل سنت والجماعت اصحاب حدیث مثل امام مالک، وامام شافعی .... نے اپنی اپنی مرویات وتصنیفات ہدایت آیات کتب حدیث مثل صحاح ستہ وغیرہ میں ابی حنیفہ کوفی راس المرجیہ اور اس کے مقلدین مضلین فرقہ مرجیہ سے ایک حدیث تک بھی روایت نہیں کی''۔(۲)

مولوی صاحب کے چند اشعار تقلید اور اہل تقلید کے متعلق ملاحظہ فرمائیں:

کیا ہے بے حیا اس مرتبہ نے ان کو
کہ ہر دم افتراء کرنے کو ہیں تیار بد مذہب
مقلد افتراء و کذب کے ہر دم پوجاری ہیں
گلے میں ڈال کر تقلید کا زنار بد مذہب
رواہے افتراء و کذب یاردان کے مذہب
بھلا پھر کیوں نہ بولیں جھوٹ یہ ہر بار بدمذہب
نشہ تقلید شخصی سے مقلد مست لا یعقل
کہ بکتے جھوٹ ہیں یارو بلا تکرار یہ ہر بار بد مذہب
ازل کے روز سے ہے جھوٹ یاروان کی طینت میں

(۱) لا صلوٰۃ خلف غیر المقلدین ص۴-۵، بحوالہ اشاعت الدین المتین ص۵ (۲) لا صلوٰۃ خلف غیر المقلدین، ص۸-۹-۵، بحوالہ اشاعت الدین المتین، ص۴۴

نہ بولیں گے کبھی سچ فاجر و بدکار بدمذہب
تراب ،اب ہوگیا شہرہ یہ عالم میں بحمد اللہ
کہ ہیں مشرک مقلد جھوٹے بے تکرار بدمذہب (۱)

قارئین یہ ساری کتاب اسی قسم کی متعفن عبارات سے بھری ہوئی ہے جا بجا مقلدین کو کتے اور خنزیر سے تشبیہ دی گئی ہے اس کتاب کا جو اثر احناف کو ہونا تھا وہ ظاہر ہے وقت کے سنجیدہ علماء نے میاں صاحب سے مولوی صاحب کی شکایت کی اور درخواست کی کہ اسے اس طرح کی باتوں سے منع کردیں بجائے اس کے کہ میاں صاحب اپنے شاگرد کو منع کرتے یہ جواب دیا کہ اگر وہ تمہیں یا مقلدین کو کافر ومشرک اور بے ایمان بدمذہب کہتے ہیں تو آپ ان سے دلائل طلب کیجیے۔

مولانا ابوالفرح عبدالحمید حنفی پانی پتی اس پر احتجاج کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس شب وشتم میں میاں نذیر حسین دہلوی و نیز دیگر علماءِ غیر مقلدین شریک ہیں کیونکہ علی العموم یہ رسالہ سب غیر مقلدین کی خدمت میں بھیجا گیا ہے بالخصوص نذیر حسین صاحب دہلوی کی کیونکہ اسی رسالہ کے صفحہ ۶ سطر ۶ میں ایک چٹھی چھپی ہے جس میں خاص کر میاں نذیر حسین صاحب سے مقاربین نے یہ کہا ہے کہ آپ کا شاگرد رشید رحیم بخش تمام علماء اہل اسلام مقلدین کو یہودیوں اور نصرانیوں کے علماء کی مانند بتاتا ہے اور سب کو مشرک اور بے ایمان کہتا ہے اور کافرین ومشرکین کا خطاب دے کر پکارتا ہے آپ اس کو منع کردیں اس کے جواب میں میاں نذیر حسین صاحب نے ایک چٹھی ۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۲ھ کو بایں مضمون لکھی کہ اگر وہ تمہیں یا مقلدین کو کافر ومشرک اور بے ایمان بدمذہب کہتے ہیں تو آپ ان سے دلائل طلب کیجیے''۔(۲)

(۱) لاصلوٰۃ خلف غیر المقلدین ص ۱۰، بحوالہ اشاعت الدین المتین ص ۵۵ (۲) دیکھیے رسالہ مذکورہ صفحہ ۷ سطر ۸

پس اس سوال و جواب کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ میاں نذیر حسین صاحب غیر مقلدوں کے قبلہ وکعبہ اس بدزبانی اور گستاخی سے نابلد نہیں ہیں اور جان کر ایسا جواب دیتے ہیں کہ ان سے دلائل طلب کرو اور صاف لفظوں میں یہ نہ کہا گیا کہ وہ جھک مارتا ہے اور برا کرتا ہے کہ تا کہ اس کی بدزبانی پر مہر لگتی ہے مگر وہ کیوں کہتے جب کہ آپ ہی کا شاگرد رشید استاد کے قدم بقدم چل رہا ہے پھر فرمایئے کس طرح کہا جاسکتا ہے کہ وہ مشرکین مقلدین کی مسجدوں میں جو یہود و نصاریٰ کی کلیسا ٹھہرتی ہے آ کر نماز پڑھیں اور ان مقلدین مشرکین سے خلط ملط ہوں یہی وجہ ہے جو فتویٰ دیا گیا ہے کہ غیر مقلدین، مقلدین کی مساجد میں آنے نہ پائیں۔

میاں صاحب انگریز کے انعام یافتہ وفادار

فرقہ اہلِ حدیث کے دیگر علماء کی طرح میاں صاحب بھی برٹش گورنمنٹ کے دل و جان سے وفادار تھے۔ جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء میں پاس وفاداری کی خاطر حصہ نہ لیا۔ ان کے سوانح نگار نے جلی سرخی قائم کی ہے:

"گورنمنٹ انگلشیہ کے ساتھ وفاداری (لوایلٹی)"

اس شہ سرخی کے تحت سوانح نگار لکھتے ہیں:

"حج کو جاتے وقت بھی جو چٹھی کمشنر دہلی وغیرہ نے میاں صاحب کو دی تھی، اس کی نقل سفرِ حج کے بیان میں ہدیۂ ناظرین کی جائے گی مگر اسی کے ساتھ یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ میاں صاحب بھی گورنمنٹ انگلشیہ کے کیسے وفادار تھے، زمانہ غدر ۱۸۵۷ء میں جبکہ دہلی کے بعض مقتدر اور بیشتر معمولی مولویوں نے انگریزوں پر جہاد کا فتویٰ دیا تو

(۱) الحیات بعد الممات، ص ۱۲۴

میاں صاحب نے نہ اس پر دستخط کیا نہ مہر، وہ خود فرماتے تھے کہ میاں وہ ہلڑ تھا، بہادر شاہی نہ تھی۔ وہ بیچارہ بوڑھا بہادر شاہ کیا کرتا......؟ حشرات الارض خانہ براندازوں نے تمام دہلی کو خراب کیا، ویران، تباہ اور برباد کر دیا، شرائطِ امارت و جہاد بالکل مفقود تھے، ہم نے تو اس فتوے پر دستخط نہیں کیا، مہر کیا کرتے اور کیا لکھتے؟ مفتی صدرالدین خاں صاحب چکر میں آ گئے۔ بہادر شاہ کو بھی بہت سمجھایا کہ انگریزوں سے لڑنا مناسب نہیں ہے۔ مگر وہ باغیوں کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی ہو رہے تھے، کرتے تو کیا کرتے؟ (۱)

حالتِ جنگ میں درس جاری رہا

جن حضرات نے جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء میں کسی طور پر بھی حصہ لیا۔ سقوطِ دہلی کے وقت ان پر نزع کی کیفیت طاری تھی۔ لیکن میاں صاحب پورے اطمینان کے ساتھ درس و تدریس میں مصروف تھے۔ اگر اس جنگ میں ان کا کوئی حصہ ہوتا یا انہیں کسی قسم کا خطرہ دامن گیر ہوتا تو حالت دگرگوں ہوتی۔

''دوسرے امتحان میں ۱۸۵۷ء کے غدر میں آپ کامیاب ہوئے جس زمانے میں مولانا عبداللہ غزنوی قدس سرہٗ آپ سے صحیح بخاری پڑھتے تھے اور صحن مسجد کے اوپر سے توپ کے گولے دنادن گزرتے تھے، یہاں تک کہ ایک روز ایک گولہ حالتِ سبق میں آ کر گرا، مگر نہ آپ (میاں صاحب) ہراساں ہوئے اور نہ صحیح بخاری کو بند کیا اور جب تک انگریزوں نے دلی کو فتح کر کے اہلِ دلی کو نکال نہ دیا، آپ نے جان کے خوف سے دلی نہ چھوڑی''۔ (۲)

(۱) الحیاۃ بعد المماۃ، ص ۵۔۱۲۴ (۲) الحیاۃ بعد المماۃ، ص ۲۴۷

جہاد باعثِ ہلاکت ومعصیت

میاں صاحب کے فتووں کے مجموعہ فتاویٰ نذیریہ کی کتاب الامارۃ والجہاد میں ایک سوال یہ ہے کہ جہاد فرض عین ہے یا فرض کفایہ؟ میاں صاحب نے جواب دیا ہے کہ جہاد فرض کفایہ ہے، مگر جہاد کی کئی شرطیں ہیں' جب تک وہ نہ پائی جائیں گی، جہاد نہ ہوگا، پھر فرضیت جہاد کی چار شرطیں بیان کی ہیں اور آخر میں لکھتے ہیں:

''پس جب یہ بات بیان ہوچکی تو میں کہتا ہوں کہ اس زمانے میں ان چار شرطوں میں سے کوئی شرط موجود نہیں، تو کیونکر جہاد ہوگا ہرگز نہیں''۔(۱)

خاص طور پر انگریزی اقتدار کے دور میں جہاد کا حکم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''علاوہ بریں ہم لوگ معاہد ہیں سرکار سے عہد کیا ہوا ہے پھر کیوں کر عہد کے خلاف کرسکتے ہیں؟ عہد شکنی کی بہت مذمت حدیث میں آئی ہے''۔(۲)

ایک سائل نے سوال کیا کہ ہندوستان میں جہاد جائز ہے یا نہیں؟ میاں صاحب جواب میں جہاد کے جائز ہونے کی دو شرطیں بیان کرکے لکھتے ہیں:

''ہندوستان میں شوکت وقوت اور قدرت سلاح وآلات مفقود ہے اور ایمان پیمان یہاں موجود ہے۔ پس جب کہ شرط جہاد کی اس دیار میں معدوم ہوئی تو جہاد کرنا یہاں سبب ہلاکت اور معصیت کا ہوگا''۔(۳)

کتنی صراحت کے ساتھ کہہ رہے ہیں کہ موجودہ حالات میں نہ صرف یہ کہ جہاد نہیں کیا جاسکتا بلکہ جہاد کرنا گناہ ہے۔

(۱) پندرہ روزہ تقاضے' لاہور' ۱۸۵۷ء کا جہاد نمبر' بحوالہ فتاویٰ نذیریہ' مطبوعہ لاہور' ج ۳' ص ۲۸۴ (۲) پندرہ روزہ تقاضے' لاہور' ۱۸۵۷ء کا جہاد نمبر' بحوالہ فتاویٰ نذیریہ' مطبوعہ لاہور' ج ۳ ص ۲۸۴ (۳) پندرہ روزہ تقاضے لاہور بحوالہ فتاویٰ نذیریہ' ج ۳' ص ۲۸۴

انگریزی میم کی حفاظت

مولوی فضل حسین بہاری لکھتے ہیں:

''عین حالت غدر میں جب کہ ایک ایک بچہ انگریزوں کا دشمن ہو رہا تھا، مسز لیسنس ایک زخمی میم کو میاں صاحب رات کے وقت اٹھوا کر اپنے گھر لے آئے' پناہ دی' علاج کیا' کھانا دیتے رہے۔ اس وقت اگر ظالم باغیوں کو خبر بھی ہو جاتی تو آپ کے قتل اور خانماں بربادی میں مطلق دیر نہ لگتی۔ طرہ اس پر یہ تھا کہ پنجابی کٹرہ والی مسجد میں تغلبا باغی داخل کیے ہوئے تھے اسی میں اس میم کو چھپائے ہوئے تھے، مگر ساڑھے تین مہینے تک کسی کو یہ معلوم نہ ہوا کہ حویلی کے مکان میں کتنے آدمی ہیں۔

تین مہینوں کے بعد جب پوری طرح امن قائم ہو چکا، تب اس نیم جاں میم کو جواب بالکل تندرست وتوانا تھی، انگریزی کیمپ میں پہنچا دیا جس کے صلے میں مبلغ ایک ہزار تین سو روپیہ اور مندرجہ ذیل سرٹیفکیٹس ملیں''۔ (۱)

عین اس وقت جب مجاہدین پر قیامت گزر رہی تھی، میاں صاحب جان پر کھیل کر میم کی جان بچاتے ہیں۔ ساڑھے تین ماہ تک بحفاظت اپنے گھر پر رکھتے ہیں اور جنگ کے خاتمے پر اسے انگریز کے حوالے کر کے ایک ہزار تین سو روپے (جو موجودہ دور کے ایک لاکھ تیس ہزار روپے سے کسی طرح کم نہ ہوں گے) بطور انعام وصول کرتے ہیں۔

مشہور مؤرخ غلام رسول مہر لکھتے ہیں:

یہ بھی صحیح ہے کہ میاں نذیر حسین مرحوم نے ایک زخمی انگریز عورت کو جو بے بس پڑی تھی، اٹھا کر اپنے ہاں علاج کیا تھا، وہ تندرست ہوگئی اور اسے اس کی خواہش کے مطابق دہلی کا محاصرہ کرنے والی انگریزی فوج کے کیمپ میں پہنچا دیا تھا، مگر اس کا صلہ کچھ نہیں لیا تھا

(۱) الحیاۃ بعد المماۃ' ص ۱۲۷

اور کہا تھا یہ میرا اسلامی فرض تھا''۔(۱)

حیرت ہے کہ میاں صاحب ایک ہزار تین سو روپے اور تعریفی سرٹیفیکٹ وصول کریں، شمس العلماء کا خطاب پائیں، اس کے باوجود مہر صاحب کہتے ہیں کہ ''اس کا صلہ کچھ نہیں لیا تھا'' کیا یہ سب کچھ اسلامی فرض کی ادائیگی کے ضمن میں آئے گا؟

سرٹیفکیٹ

میاں صاحب کو مسز لیسنس کی حفاظت کے بدلے میں نہ صرف نقد انعام ملا بلکہ تعریفی سرٹیفکیٹ بھی جاری کیے گئے۔ ذیل میں ایک سرٹیفکیٹ کا ترجمہ نقل کیا جاتا ہے اس سے یہ حقیقت بھی منکشف ہوتی ہے کہ اس کے علاوہ بھی متعدد سرٹیفکیٹ وصول کیے گئے تھے۔

از: ڈبلیو جی واٹرفیلڈ افی شیٹنگ کمشنر

دہلی: مؤرخہ ۲۷ستمبر ۱۸۷۷ء

مولوی نذیر حسین اور ان کے بیٹے شریف حسین اور ان کے دوسرے گھر والے غدر کے زمانے میں مسز لیسنس کی جان بچانے میں ذریعہ ہوئے۔ حالتِ مجروحی میں انہوں نے ان کا علاج کیا۔ ساڑھے تین مہینے اپنے گھر میں رکھا اور بالآخر دہلی کے برٹش کیمپ میں ان کو پہنچا دیا۔

وہ کہتے ہیں کہ ان کی انگریزی سرٹیفکیٹس ایک آتش زدگی میں جو ان کے مکان واقع دہلی میں ہوئی تھی جل گئیں' میں کہتا ہوں کہ یہ ان کا کہنا بہت ہی قرین امکان ہے۔ غالبًا ان کو جنرل نیوایل چیمبرلین، جنرل برنارڈ اور کرنل سائیڑ وغیرہم سے سرٹیفکیٹس ملی تھیں۔ مجھ کو وہ واقعات اور مسز لیسنس کا کیمپ میں آنا اچھی طرح یاد ہے۔

(۱) افادات مہر، شیخ غلام علی، لاہور، ص ۲۳۶

ان لوگوں کو اس خدمت کے صلہ میں مبلغ دوسو اور چار سو روپیہ ملے تھے۔ مبلغ سات سو روپیہ بابت تاوان منہدم کیے جانے مکانات کے ان لوگوں کو عطا کیے گئے۔ یہ لوگ ہماری قوم سے حسنِ سلوک اور الطاف کے مستحق ہیں"۔(۱)

راولپنڈی کی نظر بندی

فطری طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس قدر وفاداری کے باوجود میاں صاحب کو گرفتار کر کے ایک سال تک راولپنڈی میں نظر بند کیوں رکھا گیا؟

غیر مقلدین میاں صاحب کی اس نظر بندی کو بہت اچھالتے ہیں لیکن حقائق کسی دوسری سمت اشارہ کر رہے ہیں۔ سر دست ایک سرٹیفکیٹ کا مطالعہ کیجیے جو حقیقتِ حال کے جاننے میں معاون ثابت ہوگا۔

مؤرخہ: ۱۷ستمبر ۱۸۸۱ء

از: میجر جی۔ای۔ ینگ کمشنر

میں نے اس سرٹیفکیٹ کی اصل کو ملاحظہ کیا ہے (جو اس سے پہلے نقل کیا جا چکا ہے) اور مسز لیسنس سے بھی مجھ کو وہ حالات معلوم ہوئے ہیں جو اس میں مندرج ہیں، یہ امر قرین امکان ہے کہ مولوی نذیر حسین اور شریف حسین کے بیان کیے گئے حالات نے مخالفوں کو ان کا دشمن بنا دیا ہے"۔(۲)

ساڑھے تین ماہ تک انگریزی میم کو پناہ میں رکھا گیا اس وقت تو مجاہدین کو کانوں کان خبر نہ ہوئی تاہم بعد میں یہ خبر چھپی نہ رہ سکی۔ اس لیے جنگِ آزادی کے جیالوں کا برہم ہونا یقینی تھا۔

(۱) الحیاۃ بعد المماۃ، ص ۱۳۱۔۱۳۲ (۲) الحیاۃ بعد المماۃ، ص ۱۲۳

''میاں صاحب پر بھی مواخذہ ہوا جو صرف مخبروں کی غلط خبر رسانی اور اہل کاروں کی غلطی پر مبنی تھا اور آپ تا تحقیقاتِ کامل کم و بیش ایک برس تک راولپنڈی کے جیل میں نظر بند رہے۔

دہلی میں میاں صاحب کے مکان اور مسجد کی جب تلاشی ہوئی تو دوسروں (اہل سرحد) کے بھیجے ہوئے خطوط بہ تعداد کثیر، بے ٹھکانے دری پر، چٹائی پر، دری کے نیچے، چٹائی کے نیچے، چارپائی کے نیچے، کتابوں میں پائے گئے، پوچھا گیا کہ آپ کے ہاں اس قدر بہ کثرت خطوط کیوں آتے ہیں؟ آپ نے کہا کہ وجہ اس کی تو بھیجنے والوں سے پوچھنی چاہیے یا ان خطوط میں دیکھنا چاہیے۔(۱)

خطوط دیکھے گئے ان میں کوئی ایسی بات نہیں ملی جس سے انگریز کی مخالفت یا حکم عدولی کا سراغ مل سکے:

''خطوط جو پڑھے گئے تو ان میں اس کے سوا کیا دھرا تھا کہ فتویٰ کا سوال ذیل میں درج ہے۔ حضور اس کا جواب جلد بھیج دیں۔ فلاں مسئلے میں کیا حکم ہے؟ وغیرہ وغیرہ(۲)

ظاہر ہے ان خطوط میں انگریز دشمنی کا کوئی مواد نہ تھا۔ اس کے برعکس اس قسم کا کوئی فتویٰ مل سکتا تھا، پوچھا گیا کہ مولوی عبداللہ صاحب جو علاقہ خراسان میں ہیں، وہ امام وقت ہیں یا نہیں؟ یہ عبداللہ صاحب مجاہدین کے امیر تھے۔ میاں صاحب نے جواب میں امام اکبر کی شرائط بیان کرنے کے بعد لکھا:

اب میں کہتا ہوں کہ مولوی عبداللہ جو علاقۂ خراسان میں ہیں بسبب فقدان شرط اول کے یعنی قریشی نہ ہونے کے امام نہیں ہو سکتے، کیوں کہ وہ انصاری ہیں۔(۳)

(۱) الحیاۃ بعد المماۃ، ص۱۳۵ (۲) الحیاۃ بعد المماۃ، ص۱۳۶ (۳) فتاویٰ نذیریہ بحوالہ پندرہ روزہ تقاضے، لاہور، ۱۸۵۷ء کا جہاد ج۳، ص۲۸۲

جب میاں صاحب، عبداللہ صاحب کو امام ہی تسلیم نہیں کرتے تو ان سے ربط و ضبط یا مالی امداد کیا معنی رکھتی ہے اور انگریز کو کھٹک کیوں باقی رہتی؟

الغرض بعد تحقیقات کامل یہ بات روزِ روشن کی طرح کھل گئی کہ ان پر مؤاخذہ محض ناجائز ہے اور یہ بالکل بری الذمہ ہیں اس لیے رہا کر دیئے گئے۔

یہ باتیں ہیں جو میاں صاحب کے ظاہر باطن کے یکساں ہونے پر دلالت کرتی ہیں وہ جس طرح غدر ۱۸۵۷ء میں مسز لیسنس کی جان بچانے سے وفادار ثابت ہوئے تھے، اسی طرح ۶۵۔۱۸۶۴ء کے مقدمہ بغاوت میں بے لگاؤ ٹھہرے''۔(۱)

جنگ آزادی غدر تھی

میاں صاحب کے اہل حدیث سوانح نگار بھی اس جنگ کو غدر ہی قرار دے رہے ہیں، خود میاں صاحب کہتے تھے:

''میاں! وہ ہلڑ تھا، بہادر شاہی نہ تھی''۔(۲)

اس عنوان پر اگر فرقہ اہل حدیث کے علماء کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے تو ایک مبسوط مقالہ تیار کیا جا سکتا ہے۔ یاد رہے کہ اس سے پہلے جو سرٹیفکیٹ نقل کیے جا چکے ہیں وہ اس مقدمہ کے بعد کے ہیں۔

سفرِ حج اور کمشنر دہلی کی چٹھی

۱۳۰۰ھ/۱۸۸۳ء میں میاں صاحب نے حج کا ارادہ کیا اور اس خیال سے کہ مخالفین جس طرح ۱۸۶۴ء کے مقدمہ میں غلط بیانی سے الجھا چکے ہیں کہیں اس سفر میں بھی پریشان نہ کریں چنانچہ کمشنر دہلی سے مل کر یہ صورتِ حال بیان کی، کمشنر نے ایک چٹھی انہیں

(۱) الحیاۃ بعد المماۃ، ص ۱۳۷ (۲) الحیاۃ بعد المماۃ، ص ۱۲۵

دی جوان کی وفاداری کا سرٹیفیکیٹ تھی اور وہ یہ تھی:

مولوی نذیر حسین دہلی کے ایک بڑے مقتدر عالم ہیں، جنہوں نے نازک وقتوں میں اپنی وفاداری گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ثابت کی ہے، وہ اپنے فرض زیارتِ کعبہ کے ادا کرنے کو مکہ جاتے ہیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ جس کسی برٹش گورنمنٹ افسر کی وہ مدد چاہیں گے وہ ان کو مدد دے گا، کیونکہ وہ کامل طور سے اس مدد کے مستحق ہیں۔

دستخط: جے ڈی ٹریملٹ بنگال

سروس کمشنر، دہلی وسپرنٹنڈنٹ

۱۰، اگست ۱۸۸۳ء (۱)

ایک چٹھی مسٹر لیسنس سے بھی حاصل کی، جنگ کے دنوں میں جس کی میم کو گھر میں پناہ دی تھی:

''دوسری چٹھی مسٹر لیسنس نے بنام کونسل جدہ کے دی جس میں آپ کی خیر خواہی زمانۂ غدر کا مفصل بیان تھا، انہوں نے یہ بھی جتا دیا تھا کہ ان کے مخالفین بھی بہت ہیں اور ان میں سے بعض مکہ معظّمہ میں یہاں سے بھاگ کر مقیم ہو گئے ہیں۔ مسٹر لیسنس نے یہ بھی استدعا کی تھی کہ برٹش کونسل کا فرض ہے کہ ان کو ان کے مخالفین کے شر و فساد سے بچائے۔ یہ چٹھی برٹش کونسل، مقیم جدہ (مکتوب الیہ) نے اپنے پاس رکھ لی''۔ (۲)

ہندوستان دار الامان

فضل حسین بہاری لکھتے ہیں:

''ہندوستان کو ہمیشہ میاں صاحب دار الامان فرماتے تھے، دار الحرب کبھی نہ کہا''۔ (۳)

(۱) الحیات بعد الممات، ص ۱۴۰ (۲) الحیاۃ بعد المماۃ، ص ۱۴۱-۱۴۰ (۳) الحیاۃ بعد المماۃ، ص ۱۳۴

گورنمنٹ خدا کی رحمت

میاں صاحب کے تلمیذِ خاص اور سفرِ حج کے رفیق مولوی تلطف حسین نے ایک موقع پر پاشا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا:

''ہم یہ کہنے سے معذور سمجھے جائیں کہ انگریزی گورنمنٹ ہندوستان میں ہم مسلمانوں کے لیے خدا کی رحمت ہے''۔

اگر نہ گرتے آب و دانہ پر یہ آشیاں والے
بھرم پھولوں کا رہ جاتا چمن کی آبرو ہوتی

(۱)الحیاۃ بعد المماۃ، ص ۱۶۲

باب دوم

انگریز سے اہلِ حدیث نام کی رجسٹریشن

فرقہ جدیدہ

متحدہ ہندو پاک میں انگریز کی آمد تک تمام مسلمان سنی حنفی مسلک سے وابستہ تھے۔ سلاطین بھی اکثر و بیشتر حنفی تھے، البتہ بعض بادشاہوں نے نئی راہیں اپنانے کی کوشش کی، مگر انہیں عامۃ المسلمین کی تائید وحمایت حاصل نہ ہوسکی۔ بعض مقامات پر فقہ جعفری کے پیروکار بھی پائے جاتے تھے۔ کہیں کہیں فقہ شافعی پر عمل کرنے والے بھی موجود تھے، مگر غالب اکثریت احناف ہی کی تھی۔

نواب صدیق حسن خان بھوپالی (غیر مقلد) لکھتے ہیں:

''خلاصۂ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے، چونکہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقہ اور مذہب کو پسند کرتے ہیں۔ اس وقت سے آج تک یہ لوگ حنفی مذہب پر قائم رہے اور ہیں اور اسی مذہب کے عالم اور فاضل، قاضی اور مفتی اور حاکم ہوتے رہے''۔(۱)

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''اور ہند کے اکثر حنفی اور بعض شیعہ اور کم تر اہلِ حدیث ہیں''۔(۲)

جب سے اس سرزمین پر انگریز کے منحوس قدم آئے تو دین و مذہب سے آزادی اور بے راہ روی کی رو بھی چل نکلی۔

مولوی محمد حسین بٹالوی (غیر مقلد) لکھتے ہیں:

''اے حضرات! یہ مذہب سے آزادی اور خودسری وخود اجتہادی کی تیز ہوا یورپ سے چلی ہے اور ہندوستان کے ہر شہر وبستی وکوچہ وگلی میں پھیل گئی ہے۔ جس نے غالباً ہندؤوں کو ہندو اور مسلمانوں کو مسلمان رہنے نہیں دیا۔ حنفی اور شافعی مذاہب کا تو کیا پوچھنا ہے''۔

(۱) ترجمانِ وہابیہ، مطبع محمدی لاہور ص ۱۰ (۲) ترجمان وہابیہ، ص ۵۷ (۳) اشاعۃ السنۃ ج ۱۹، شمارہ ۸، ص ۲۵۵

آزادروی کی یہ ہوا اتفاقاً نہیں چلی تھی بلکہ اس میں انگریزی حکومت کی منشا بھی شامل تھی۔

نواب صدیق حسن خان بھوپالی (غیر مقلد) لکھتے ہیں:

''فرماں روایانِ بھوپال کو ہمیشہ آزادگیٔ مذہب میں کوشش رہی جو خاص منشا گورنمنٹ انڈیا کا ہے۔..................دولتِ عالیہ برٹش نے اس معاملہ میں قدیمًا و حدیثًا ہر جگہ انصاف پر نظر رکھی ہے۔ کسی جگہ مجرد تہمت وافتراء پر کاروائی خلافِ واقع نہیں فرمائی، بلکہ اشتہارِ آزادی مذہب جاری کیے''۔(۱)

مزید لکھتے ہیں:

''اگر کوئی بدخواہ و بداندیش سلطنت برٹش کا ہوگا تو وہی شخص ہوگا جو آزادگیٔ مذہب کو ناپسند کرتا ہے اور ایک مذہبِ خاص پر جو باپ دادوں کے وقت سے چلا آتا ہے جما ہوا ہے''۔(۲)

خاص طور پر حنفی، شافعی وغیرہ مذاہب سے آزادی کے بارے میں لکھتے ہیں:

''یہ آزادگی مذاہب جدیدہ سے ہماری مراد عین قانون انگلشیہ ہے۔''(۳)

ملکہ وکٹوریہ کے جشنِ جوبلی پر غیر مقلدین کی طرف سے جو ایڈریس (سپاسنامہ) پیش کیا گیا، اس کی ایک شق یہ تھی:

''وہ خصوصیت ہے کہ یہ مذہبی آزادی اس گروہ کو خاص کر اسی سلطنت میں حاصل ہے۔ بخلاف دوسرے اسلامی فرقوں کے کہ ان کو اور اسلامی سلطنتوں میں بھی یہ آزادی حاصل ہے''۔(۴)

مولوی محمد حسین بٹالوی (غیر مقلد) حکومت کے 'وہابی' کی بجائے 'اہلِ حدیث' نام

(۱) ترجمانِ وہابیہ ص۳ (۲) ترجمانِ وہابیہ ص۵ (۳) ترجمانِ وہابیہ ص۲۰ (۴) اشاعۃ السنۃ ج۹، شمارہ ۷، ص۲۰۶

الاٹ کرنے پر شکریہ ادا کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فرقہ اہلِ حدیث، گورنمنٹ کے اس حکم سے اپنی کامل حق رسی کا معترف ہے اور اپنے پیارے اور رحم دل اور فیاض لیفٹیننٹ گورنر سر چارلس اچی سن کا تہ دل سے شکر گزار ہے اور بعوض وشکریہ اس احسان اور احسانات سابقہ گورنمنٹ کے (جو بشمول دیگر رعایا خصوصاً اہلِ اسلام اس فرقہ پر مبذول ہیں) علی الخصوص احسان آزادی مذہبی کے جس سے یہ فرقہ عام اہلِ اسلام سے بڑھ کر ایک خصوصیت کے ساتھ فائدہ اٹھارہا ہے۔(۱)

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام ابوالوفا مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب اپنی کتاب اہل حدیث میں لکھتے ہیں

سرکاری دفتروں میں اہل حدیث کو وہابی لکھنے کی ممانعت

''بعض دوست دریافت کرتے ہیں کہ اہل حدیث کو سرکاری کاغذات میں وہابی لکھنے کی ممانعت کب ہوئی اور اس کا ثبوت کیا ہے؟ لہذا اعام اطلاع کیلئے لکھا جاتا ہے کہ اہل حدیث کو سرکاری دفتروں میں وہابی لکھنے کی ممانعت ہے۔ ملاحظہ ہو

چٹھی گورنر ہند بنام گورنمنٹ پنجاب

مورخہ ۳ دسمبر ۱۸۸۹ء نمبر ۱۷۵۸''

نواب صدیق حسن خان (غیر مقلد) ایک جگہ تو پوری صراحت کے ساتھ غیر مقلدین کی آزادروی کو انگریزی حکومت کے اشارۂ ابرو کا مرہونِ منت قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہ لوگ (غیر مقلدین) اپنے دین میں وہی آزادگی برتتے ہیں، جس کا اشتہار بار بار انگریزی سرکار سے جاری ہوا ہے، خصوصاً دربارِ دہلی میں جو سب درباروں کا سردار ہے۔

(۱) اشاعۃ السنۃ ج ۹، شمارہ ۷، ص ۲۰۳ (۲) اہل حدیث کا مذہب ص ۱۰۰

...... یہ آزادگی سرکار برٹش کو یا ان کو جو اس حکومت میں اظہار اپنی آزادگیٔ مذہبِ خاص کا کرتے ہیں، مبارک رہے۔ اب تامل کرنا چاہیے کہ دشمن سرکار کا وہ ہوگا جو کسی قید میں اسیر (مقلد) ہے یا وہ ہوگا جو آزاد و فقیر (غیر مقلد) ہے"۔(۱)

محمد حسین بٹالوی (غیر مقلد) اپنے فرقے کا تعلق تمام سلف صالحین سے قطع کر کے صرف نبی اکرم ﷺ کا مقلد ہونا ظاہر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ فرقہ اہلِ حدیث بجز پیغمبر ﷺ کسی صحابی (ابوبکرؓ، عمر فاروقؓ، عثمانؓ، علی مرتضیٰؓ) کسی تابعی (حسن بصریؒ، زہریؒ، سعید بن المسیبؒ وغیرہ) کسی امام (ابوحنیفہؒ، شافعیؒ، مالکؒ، احمد بن حنبلؒ) کسی صوفی (جنید بغدادیؒ، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ وغیرہ) کسی مولوی زندہ یا مردہ کا محض مقلد نہیں ہے اور اسی وجہ سے اس گروہ کا نام ان کے مخالفوں نے لا مذہب و غیر مقلد رکھا ہوا ہے"۔(۲)

نواب صدیق حسن خان بھوپالی اس فرقہ کے نو پیدا ہونے کی شہادت دیتے ہیں:

فقد نبتت فی ھٰذا الزمان فرقة ذات سمعة ورياء تدعی لانفسها علم الحديث والقرآن والعمل بهما علی العلات فی كل شان مع انها ليست فی شیء من اهل العلم والعمل والعرفان". (۳)

اس زمانہ میں نمائش اور ریاکاری کا عادی فرقہ پیدا ہوا ہے جو اپنے علاتی بھائیوں (احناف) کے مقابل حدیث و قرآن کے علم اور ہر معاملے میں قرآن و حدیث پر عمل کا دعویٰ کرتا ہے، حالانکہ علم، عمل اور معرفت میں ان کا کوئی مقام نہیں ہے"۔

نوٹ:

نواب صاحب کی یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۵ء میں چھپی تھی اور یہ انگریز کے

(۱) ترجمانِ وہابیہ، ص۳ (۲) اشاعۃ السنۃ، ج۹، شمارہ۳، ص۲۷ (۳) الحطہ، اسلامی اکیڈمی، لاہور، ص۱۵۲ (۴)

عروج کا زمانہ تھا، نواب صاحب کے اس حوالے سے معلوم ہوا کہ یہ فرقہ نیا نیا وجود میں آیا ہے، انگریزی دور سے پہلے اس کا کوئی وجود نہ تھا۔

میاں نذیر حسین دہلوی کے استاذ اور خسر مولانا عبدالخالق فرماتے ہیں:

''سو بانی مبانی اس طریقۂ احداث (غیر مقلدیت، ناقل) کا عبدالحق ہے جو چند روز سے بنارس میں رہتا ہے۔(۱)

مولوی محمد شاہجہان پوری جو خود غیر مقلد ہیں' لکھتے ہیں:

''کچھ عرصہ سے ہندوستان میں ایک ایسے غیر مانوس مذہب کے لوگ دیکھنے میں آ رہے ہیں جس سے لوگ بالکل نا آشنا ہیں، پچھلے زمانہ میں شاذ و نادر اس خیال کے لوگ کہیں ہوں تو ہوں، مگر اس کثرت سے دیکھنے میں نہیں آئے، بلکہ ان کا نام ابھی تھوڑے ہی دنوں سے سنا ہے۔ اپنے آپ کو تو وہ اہلِ حدیث یا محمدی یا موحد کہتے ہیں۔ مگر مخالفِ فریق میں ان کا نام غیر مقلد یا وہابی یا لا مذہب لیا جاتا ہے''۔(۲)

مولانا عبدالجبار صاحب غزنوی (غیر مقلد) لکھتے ہیں:

''قد نشأت فی عصرنا فرقة تدعی اتباع الحدیث وهم بمعزل منه''.

ہمارے اس زمانہ میں ایک فرقہ نیا کھڑا ہوا ہے جو اتباع حدیث کا دعویٰ رکھتا ہے اور درحقیقت وہ لوگ اتباعِ حدیث سے کنارہ کش ہیں۔

فرقہ قلیلہ

پاک و ہند میں غالب اکثریت سنی حنفی مسلمانوں کی رہی ہے۔ غیر مقلدین ہمیشہ تعداد میں کم رہے ہیں۔ اس حقیقت کا اعتراف خود انہیں بھی رہا ہے۔

(۱) تنبیہ الضالین' ص ۳ (۲) الارشاد الی سبیل الرشاد' ص ۱۳ (۳) فتاویٰ علمائے حدیث' ج ۴' ص ۷۹ بحوالہ فتاویٰ غزنویہ

مولوی محمد حسین بٹالوی اپنے ہم خیال علماء کو خطاب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''پھر خاص اپنے گروہ جو عام مسلمانوں کی نسبت ایسے ہیں جیسے آٹے میں نمک اپنی قلت اور عام مسلمانوں کی نظر میں اپنی حقارت و ذلت پر ترس کھائیں، اس قلت اور ذلت کو اور نہ بڑھائیں''۔ (۱)

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی کہتے ہیں:

''خلاصہ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے اس وقت سے آج تک یہ لوگ حنفی مذہب پر قائم رہے اور ہیں''۔ (۲)

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''حنفیہ جن سے یہ ملک بالکل بھرا ہوا ہے''۔ (۳)

ان کا یہ قول بھی قابلِ ملاحظہ ہے:

''اور ہند کے (مسلمان) اکثر حنفی اور بعضے شیعہ اور کمتر اہل حدیث''۔ (۴)

طُرفہ تماشا یہ کہ اس تمام تر قلت اور ذلت کے باوجود دنیا بھر کی برائیوں کا الزام سوادِ اعظم احناف کو دینے سے باز نہیں آتے اور صاف صاف کہہ دیتے ہیں:

''اگر غور سے دیکھو اور خوب خیال کرو تو سارے عالم کا فساد اور تمام خرابیوں کی بنیاد یہی گروہ ہے جو اپنے آپ کو کسی مذہب وغیرہ کا مقلد کہتا ہے''۔ (۵)

مطلب یہ ہوا کہ ہندوستان میں اسلام کی آمد سے آج تک جو جماعت غالب اکثریت کے ساتھ موجود رہی وہ جھوٹی ہے اور سچا فرقہ صرف وہ ہے جو انگریز کی آمد کے بعد پیدا ہوا، **فیا للعجب!**

(۱) اشاعۃ السنۃ، ج ۷، شمارہ ۱۲، ص ۳۷۰ (۲) ترجمان وہابیہ، ص ۱۰ (۳) ترجمان وہابیہ، ص ۱۵ (۴) ترجمان وہابیہ، ص ۵۷ (۵) ترجمان وہابیہ، ص ۲۴

مولانا بشیر احمد لکھتے ہیں:

''سارے عالم اسلام میں غیر مقلدین کا فرقہ باقاعدہ جماعتی رنگ میں کبھی پہلے تھا اور نہ ہی اب موجود ہے۔صرف ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جس میں یہ فرقہ کہیں کہیں پایا جاتا ہے لیکن ہندوستان میں انگریز کی حکمرانی سے قبل اس گروہ کا کہیں بھی نام ونشان تک نہ تھا۔ ہندوستان میں اس فرقہ کا ظہور و وجود' انگریز کی نظرِ کرم اور چشمِ التفات کا مرہونِ منت ہے''۔(۱)

فتنوں کا سرچشمہ

سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین کا راستہ اور طریقہ نہ صرف صراط الذین انعمت علیھم کا مصداق ہے، بلکہ ان حضرات کی پیروی وہ بابرکت قلعہ ہے جس کے اندر رہنے والا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے نئے نئے فتنوں سے محفوظ اور مامون رہتا ہے اور جب کوئی شخص ان حفاظتی حدود کو پھلانگ جاتا ہے تو نہیں کہا جاسکتا کہ وہ کس گڑھے میں جا گرے گا۔ غیر مقلدین نے اتباعِ ائمہ کی رسی اپنی گردن سے کیا اتاری کہ جو شخص جس شکاری کی زد میں آیا اسی کے جال میں گرفتار ہو گیا۔

غیر مقلد عالم قاضی عبدالاحد خان پوری لکھتے ہیں:

''پس اس زمانہ کے جھوٹے اہلِ حدیث مبتدعین، مخالفینِ سلف صالحین جو حقیقت ماجاء بہ الرسول سے جاہل ہیں، وہ صفت میں وارث اور خلیفہ ہوئے ہیں شیعہ وروافض کے۔یعنی جس طرح شیعہ پہلے زمانوں میں باب اور دہلیز کفر ونفاق کے تھے اور مدخل ملاحدہ وزنادقہ کا تھے اسلام کی طرف، یہ جاہل بدعتی اہل حدیث اس زمانہ میں باب اور دہلیز اور مدخل ہیں

(۱) اہلِ حدیث اور انگریز' ابوحنیفہ اکیڈمی' فقیر والی' ص ٦

ملاحدہ اور زنادقہ منافقین کے بعینہٖ مثل اہل تشیع''۔(۱)

محمد سعید الرحمٰن علوی لکھتے ہیں:

''دعویٰ تو اہلِ حدیث ہونے کا ہے لیکن حالت یہ ہے کہ نیچریت، انکارِ حدیث، قادیانیت سمیت اکثر و بیشتر فرقوں کے بانی غیر مقلدیت کے بطن سے پیدا ہوئے''۔(۲)

محمد حسین بٹالوی (غیر مقلد) لکھتے ہیں:

''سرسید کا مذہب اسلامی دنیا کو معلوم ہے کہ عقلی تاویلات اور ملاحدہ یورپ کے خیالات رکھتے تھے، چند روز انہوں نے اہل حدیث کہلایا''۔ (۳)

نواب صدیق حسن بھوپالی (غیر مقلد) لکھتے ہیں:

''سید احمد خاں سی ایس آئی دعویٰ وہابیت کا کرتے ہیں''۔(۴)

محمد حسین بٹالوی (غیر مقلد) لکھتے ہیں:

''قادیان میں مرزا پیدا ہوا تو اس کو بھی اہلِ حدیث کے مولوی حکیم نور الدین بھیروی، جمونی اور مولوی احسن امروہوی بھوپالی نے ویلکم یا لبیک کہا۔

فتنہ انکارِ حدیث (چکڑالوی مذہب) نے مسجد چینیا نوالی میں جو اہل حدیث کی مسجد ہے، جنم لیا اور چٹو و محکم الدین وغیرہ (جو اہل حدیث کہلاتے تھے) کی گود میں نشو و نما پایا اور یہی مسجد بانئ مذہب چکڑالوی کا ہیڈ کوارٹر بنایا گیا''۔(۵)

واضح رہے کہ احسان الٰہی ظہیر (غیر مقلد) اسی مسجد کے خطیب تھے!

مولانا بشیر احمد قادری لکھتے ہیں:

''اس مقصد کے لیے بھی غیر مقلدین نے اس (انگریز) کو چند نہایت موزوں افراد

(۱) بحوالہ غیر مقلدین اپنے اکابر کی نظر میں، مطبوعہ فقیر والی، ص۳۰ (۲) اہل حدیث اور انگریز، مقدمہ، ص۳
(۳) اشاعۃ السنۃ، ج۱۹، شمارہ ۸، ص۲۵۲ (۴) ترجمانِ وہابیہ، ص۵۷ (۵) اشاعۃ السنۃ، ج۱۹، شمارہ ۸، ص۲۵۲

فراہم کیے۔ یہ تھے لاہور کی چینیانوالی مسجد کے خطیب عبداللہ چکڑالوی، احمد دین، اسلم جیراج پوری، نیاز فتح پوری اور ان کے اتباع و اذناب یہ اشخاص انگریز کی آرزوؤں، خواہشوں اور تمناؤں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے نہایت تیزی سے آگے بڑھے اور فرقۂ انکارِ حدیث کی بنیاد رکھی‘‘۔(۱)

مولوی بشیر احمد ’’خیر التنقید‘‘ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

’’جناب بٹالوی صاحب ...... لکھتے ہیں: پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق (ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں) اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں، کفر و ارتداد کے اسباب اور بھی بکثرت موجود ہیں، مگر دین داروں کے بے دین ہوجانے کے لیے بے علمی کے ساتھ ترکِ تقلید بڑا بھاری سبب ہے‘‘۔(۲)

انگریز سے لفظ اہلِ حدیث کی رجسٹریشن کروانا

مولوی عبدالحق بنارسی اور ان کے ساتھیوں نے سید صاحب کی وفات کے بعد اپنے افکار کے ساتھ ساتھ نئے نئے نام تجویز کرنا شروع کردیئے۔ پہلے محمدی پھر موحد اور آخر میں اہلِ حدیث نام تجویز کیا۔

مولوی محمد شاہ جہاں پوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

’’ان کا نام ابھی تھوڑے ہی دنوں سے سنا ہے۔ اپنے آپ کو تو وہ اہلِ حدیث یا محمدی یا موحد کہتے ہیں مگر مخالف فریق میں ان کا نام غیر مقلد یا وہابی یا لامذہب لیا جاتا ہے‘‘۔(۳)

غیر مقلدین کے مخالفین انہیں وہابی کے نام سے یاد کرتے تھے، حکومت کے کاغذات

(۱) اہل حدیث اور انگریز، ص۱۰۔۱۱ (۲) اہلِ حدیث اپنے اکابر کی نظر میں، ص۴ (۳) الارشاد فی سبیل الرشاد، ص۱۳

میں بھی یہی نام استعمال ہوتا تھا۔ غیر مقلدین کے مشہور راہنما مولوی محمد حسین بٹالوی نے باقاعدہ درخواست دے کر انگریزی حکومت سے اپنا نام ''اہل حدیث'' الاٹ کرایا اور حکومت کو اپنی وفاداری کا یقین دلایا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو درخواست حکومت کو دی، اس کے چند اقتباسات ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

☆ لفظ وہابی ایسے دو برے معنوں میں مستعمل ہے جن سے گروہِ اہلِ حدیث کی برأت و نفرت ثابت ہے....

☆ لہٰذا اہلِ حدیث اپنے حق میں اس لفظ کا استعمال جائز نہیں جانتے اور اس کو لائبل (مزیلِ حیثیت) لفظ خیال کرتے ہیں۔ جیسا کہ مومن، لفظ کافر کو یا مسلمان، لفظ حلال خور کو۔

☆ اور اپنی مہربان گورنمنٹ اور خواص ملک سے وہ اصرار کے ساتھ یہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس لفظ سے اس گروہ کو مخاطب نہ کیا کریں۔

☆ یہ فرقہ گورنمنٹ کا دلی خیر خواہ، گورنمنٹ سے اس درخواست کرنے کی جرأت کرتا ہے کہ گورنمنٹ اپنی خیر خواہ رعایا کی نسبت ایسے لفظ کا استعمال قطعاً ترک کرے۔

یہ درخواست ۱۹ جنوری ۱۸۸۷ء کو منظور ہوئی۔ بٹالوی صاحب نے اس کا تذکرہ تمام تر ممنونیت کے ساتھ کیا' لکھتے ہیں:

''اس درخواست کو ہمارے رحم دل اور فیاض لیفٹیننٹ گورنر پنجاب سر چارلس ایچی سن صاحب بہادر بالقابہ نے معرضِ قبول میں جگہ دی اور بڑے زور کے ساتھ گورنمنٹ ہند کی خدمت میں اس کی قبولیت کے لیے سفارش کی۔

مسلمانوں کے حال پر رحم فرمایا ہر دل عزیز وائسرائے و گورنر جنرل لارڈ ڈفرن بالقابہ نے بھی سر چارلس ایچی سن صاحب بالقابہ کی رائے زریں سے اتفاق رائے ظاہر فرمایا

اور سرکاری کاغذات میں اس لفظ کے استعمال سے ممانعت کا حکم فرمایا''۔(۱)

نام کی تبدیلی کا اہم فائدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

من جملہ ان نتائج کے جو ۱۸۸۶ء میں ظاہر ہوئے ہیں۔ ایک عمدہ نتیجہ یہ ہے کہ اس رسالہ (اشاعۃ السنۃ) نے گروہِ اہلِ حدیث کی وفاداری گورنمنٹ پر ثابت کردی اور ان کے حق میں لفظ وہابی کا (جو ناواقفوں کے خیال میں ان کی وفاداری میں شبہ انداز تھا) استعمال حکماً موقوف کرادیا''۔(۲)

اگست ۱۹۰۲ء میں مولوی محمد حسین بٹالوی شملہ گئے تو رپورٹ مردم شماری میں بعض جگہ اہل حدیث کے لیے لفظ وہابی لکھا ہوا دیکھا، چنانچہ انہوں نے سپرنٹنڈنٹ مردم شماری پنجاب' ایچ۔ اے روز کو ایک درخواست دی' جس میں لکھا:

''از راہِ مہربانی وانصاف پروری اس نِک نیم (بدنام) کو رپورٹ میں بدل دیا جائے۔ اس برے لقب کو اپنے حق میں کوئی اہلِ حدیث استعمال نہیں کرتا''۔ (۳)

ایچ اے روز نے یہ درخواست اپنے سفارشی ریمارک کے ساتھ گورنمنٹ پنجاب کو بھیج دی، پھر بٹالوی صاحب لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کو ملے اور اس معاملہ کی طرف توجہ دلائی۔

''جس پر ہمارے بیدار مغز جز ورس نامور لیفٹیننٹ گورنر سر چارلس ریواز صاحب بہادر نے حکم صادر فرمایا کہ جن کاغذاتِ مردم شماری میں لفظ ''وہابی'' لکھا گیا' ان کو ردی کر کے از سرنو کاغذات چھپائے جائیں''۔ (۴)

ہندوستان کی برطانوی حکومت نے ۱۸۸۱ء کی مردم شماری رپورٹ میں اس فرقے کا اندراج ''وہابی'' کے تحت کیا ہے۔

(۱) اشاعۃ السنۃ' ج ۹' شمارہ ۷' ص ۹۔۱۹۷ (۲) اشاعۃ السنۃ' ج ۱۰' شمارہ ۱' ص ۷ (۳) اشاعۃ السنۃ' ج ۱۹' شمارہ ۹' ص ۱ (۴) اشاعۃ السنۃ' ج ۱۹' شمارہ ۹' ص ۲

Ibbetson, D.C.: Census Report for the Panjab, Lahore, 1882, pp. 147-48

Rose, H. R: A Glossary of the Tribes and Castes of the Punjab and North West Frontier Province, Lahore, 1978, Vol. llp.8

لیکن بعد کی رپورٹوں میں ان کی درخواست پر ان کے فرقہ کو"اہلِ حدیث" کے حروفِ تہجی کے تحت لائے ہیں۔

روز نے اس فرقہ کے عقائد کی تفصیلات تحریر کرتے ہوئے لکھا ہے:

"اس فرقے کے پیرو اپنے مقابلے میں دنیا کے تمام مسلمانوں کو"مشرک" سمجھتے ہیں"۔

They call! the rest of the Muhammadans Mushrik

ان تفصیلات سے اس فرقہ کی حکومت سے وفاداری حکومت کی نگاہ میں قدر ومنزلت اور بٹالوی صاحب کی شبانہ روز تگ ودو کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

مستند خیر خواہ

نام کی اس تبدیلی کے فائدے پر اس انداز سے روشنی ڈالی گئی ہے:

"اس سے زیادہ اور کیا ہوسکتا ہے کہ گورنمنٹ پنجاب سے ایک سرکلر جاری کرادیا کہ اہلِ حدیث کو وہابی کہنا لیبل (مزیل حیثیت) ہے گورنمنٹ پنجاب اور اس کے اعلیٰ حکام نے اپنی چٹھیوں میں اعتراف کیا کہ اہلِ حدیث برٹش گورنمنٹ کے بدخواہ نہیں ہیں، بلکہ خیر خواہ ہیں"(۱)

(۱) حیاتِ طیبہ، ص ۱۶ مصنفہ مرزا حیرت دہلوی غیر مقلد

مولوی محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں:

''کسی قوم کی ترقی (جس میں مذہبی ترقی بھی شامل ہے) دنیاوی اسباب سے قطع تعلق کرنے سے نہیں ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے اور موجودۃ الوقت سلطنت سے ارتباط اور اس کی پالیسی کی مراعاۃ اور اس کے حضور عقیدت وانقیاد اور ارکانِ سلطنت سے رابطۂ محبت واتحاد، اسبابِ دنیاوی سے ایک عمدہ اور قوی التاثیر سبب ہے۔ (۱)

مولوی محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں:

یہ خیال کسی کو پیدا نہ ہوا کہ مذہب بلا استعانتِ اسبابِ حسنِ معاشرت چل نہیں سکتا اور سلطنتِ وقت کے حضور میں اظہارِ عقیدت اور ارکانِ سلطنت سے ارتباط وموانست، اسبابِ دنیاوی سے اعلیٰ سبب ہے۔ اسی بے خیالی میں وہ (اہلِ حدیث) اپنی مسجدوں میں صحیح بخاری کا درس کرتے رہے یا کسی حجرہ میں خلوت گزیں ہو کر یا حی یا قیوم پڑھتے رہے اور کسی سے من جملہ اعیانِ ملک یا ارکان سلطنت ارتباط واتحاد کا تعلق پیدا نہ کیا اور نہ کسی کے آگے اپنی عقیدت واطاعتِ سلطنت کا اظہار کیا''۔ (۲)

ان کا اور ان کے حریفوں کا یہ حال دیکھ کر اس قوم کے خادم و وکیل وایڈیٹر اشاعۃ السنۃ کو یہ تعجب انگیز خیال پیدا ہوا کہ ہندوستان کے تمام طبقات رعایا سے صرف یہی ایک فرقہ 'اہل حدیث' ہے جو اس سلطنت کے زیر سایہ رہنے کو بلحاظِ امن وآزادی، اسلامی سلطنتوں کے زیرِ سایہ رہنے سے بھی بہتر جانتا ہے کیونکہ اس فرقہ کو بجز اس سلطنت کے کسی اور سلطنت میں پوری آزادی حاصل نہیں ہے''۔ (۲)

یہ وہ حالات تھے جن کی بنا پر بٹالوی صاحب نے جماعت اہل حدیث کا خصوصی رابطہ

(۱) اشاعۃ السنۃ، ج ۹، شمارہ ۷، ص ۱۹۴ (۲) اشاعۃ السنۃ، ج ۹، شمارہ ۷، ص ۱۹۵ (۳) اشاعۃ السنۃ، ج ۹، شمارہ ۷، ص ۱۹۵۔۱۹۶

گورنمنٹ سے قائم کیا اور تمام وفاداریاں حکومت کو پیش کر دیں۔

ادھر اپنی مہربان گورنمنٹ سے ارتباط اور ارکان سلطنت سے رابطۂ ملاقات پیدا کیا، قوم (اہلِ حدیث) کے وفادارنہ و مطیعانہ خیالات کو گورنمنٹ تک پہنچایا اور گورنمنٹ کی نظرِ عنایت شاہانہ کو قوم کی طرف متوجہ کیا''۔ (۱)

پھر اپنی قوم کے تمام افراد اور طبقات کو پرزور اپیل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس تمہید کو پڑھ کر امید ہے ہمارے اخوان اہل حدیث، خصوصاً ان کے اکابر و رہبر اس ضرورت کا بڑھ کر ہونا تسلیم کریں گے بلکہ خود بھی ''اشاعة السنة'' کی تقلید اختیار کر کے جا بجا اسی قسم کی کاروائیاں شروع کر دیں گے۔ واعظین و مدرسین اپنی مجالس وعظ و دروس میں اور مصنفین اپنی کتب و رسائل میں اس قسم کے مضامین شائع کریں گے اور قولاً و عملاً گورنمنٹ پر اپنے سچے اور وفادارانہ خیالات ظاہر کرنے میں سرگرمی سے کوشش کریں گے''۔ (۲)

اس کاروائی کا ایک حصہ اہل حدیث نام الاٹ کرانے کی کوشش اور درخواست تھی (جس کا مختصر تذکرہ گذشتہ صفحات میں کیا جا چکا ہے) اس درخواست کی توثیق پورے ہندوستان کے اہل حدیث نے کی اور تین ہزار ایک سو چھتیس (۳۱۳۶) اعیان و اشخاص نے دستخط کیے، اس سے صاف ظاہر ہے کہ بٹالوی صاحب کی کاروائی سے تمام اہلِ حدیث متفق تھے۔

گورنمنٹ برطانیہ کو ہدیۂ تشکر

مولوی محمد حسین بٹالوی کی درخواستوں اور پے در پے کوششوں سے انگریزی حکومت نے اس فرقہ کا نام اہل حدیث تسلیم کر لیا۔ اس احسانِ عظیم کا شکریہ دل و جان سے ادا کیا گیا اور ہدیۂ تشکر کے اظہار کے لیے کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

(۱) اشاعة السنة، ج ۹، شمارہ ۷، ص ۱۹۶ (۲) اشاعة السنة، ج ۹، شمارہ ۷، ص ۱۹۶

ا۔ ''فرقہ اہل حدیث گورنمنٹ کے اس حکم سے اپنی کامل حق رسی کا معترف ہے۔ اور اپنے ہر دل عزیز اور مسلمانوں کے خیر خواہ وائسرائے لارڈ ڈفرن اور اپنے پیارے رحم دل اور فیاض لیفٹیننٹ گورنر سر چارلس ایچی سن کا تہہ دل سے شکر گزار ہے اور بعوض وشکر یہ اس احسان اور احسانات سابقہ گورنمنٹ کے (جو بشمول دیگر رعایا خصوصاً اہل اسلام اس فرقہ پر مبذول ہیں) علی الخصوص احسان آزادی مذہبی کے (جس سے یہ فرقہ عام اہل اسلام سے بڑھ کر ایک خصوصیت کے ساتھ فائدہ اٹھا رہا ہے) اہل حدیث لاہور نے جشنِ جوبلی کی تقریب پر کمال مسرت ظاہر کی اور قیصرۂ ہند کی پنجاہ سالہ حکومت کی خوشی میں اہل اسلام کی مکلّف ضیافت کی جس میں رؤسا، شرفاء علماء اور عام اہل اسلام رونق افروز ہوئے''۔(۱)

''تعداد اہل دعوت کا ٹھیک ٹھیک اندازہ نہیں ہو سکا، مگر ناظرین و حاضرین کے قیاس میں سات آٹھ ہزار اشخاص کا مجمع تھا''۔(۲)

۲۔اس دعوت میں گورنر پنجاب اور اس کے سیکرٹریوں سے بھی شمولیت کی درخواست کی گئی تھی، انہوں نے فرصت نہ ہونے کے سبب معذرت کر دی۔ تاہم انہیں یہ ہدیۂ نیاز پیش کرنے کے لیے ایک دوسرا طریقہ اختیار کیا گیا:

''اس دعوت کے مقام (مولوی الٰہی بخش کی کوٹھی) کے عین دروازہ کے سامنے سے رات کے وقت ملاحظہ روشنی کے لیے نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر کا گزر کرنا مقرر تھا۔ اس جگہ اہل حدیث نے ایک بلند اور وسیع دروازہ بنایا جس پر سنہری حرفوں میں ایک طرف انگریزی میں یہ کلمات دعائیہ مرقوم تھے:

THE AHL-I-HADIS WISH EMPRESS ALONE LIFE

(اہل حدیث چاہتے ہیں کہ قیصرِ ہند کی عمر دراز ہو)

(۱) اشاعۃ السنۃ، ج۹، شمارہ ۷، ص۲۰۳ (۲) اشاعۃ السنۃ، ج۹، شمارہ ۷، ص۲۰۴

دوسری طرف لاجوردی رنگ سے یہ بیت اردو میں تحریر تھا

دل سے ہے یہ دعائے اہل حدیث

جشنِ جوبلی مبارک ہو

اس دروازہ سے لیفٹیننٹ گورنر اوران کے مصاحبوں اور رئیسوں کی سواریوں کا گزر ہوا تو سب کی نگاہیں ان کلماتِ دعائیہ کی طرف (جو لیمپ، جھاڑ اور مہتابیوں کی روشنی سے روزِ روشن کی طرح نمایاں تھی) لگی ہوئی تھی اور اکثر کی زبان سے کلمہ (اہل حدیث) جاری تھا''(۱)

۳۔ اسی خوشی ومسرت وعقیدت سلطنت کے اظہار کے لیے اسی رات دس بجے اہل پنجاب کی مختلف سوسائٹیوں کے ایڈریس مبارک باد پیش ہوئے۔ان میں دسویں نمبر پر''اہل حدیث'' کا ایڈریس جس کی نقل حاشیہ میں ہے، بذریعہ ڈیپوٹیشن پیش ہوا۔اس ایڈریس پر مختلف اضلاع ہندوستان وپنجاب، بمبئی، مدراس وبنگال وغیرہ اعیانِ اہلِ حدیث کے دستخط ثبت تھے۔(۲)

سپاسنامہ

یہ سپاسنامہ بھی ملاحظہ ہو،اس کے ایک ایک حرف سے عقیدت ونیاز کے فوارے پھوٹتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں:

''ایڈریس گروہ مسلمانانِ اہل حدیث

بحضور فیض گنجور کوئین وکٹوریہ ملکہ گریٹ برٹن

وقیصرۂ ہند بارک اللہ فی سلطنتہا

(۱) ہم ممبران گروہِ اہل حدیث اپنے گروہ کے کل اشخاص کی طرف سے حضور والا کی

(۱) اشاعۃ السنۃ، ج۹، شمارہ ۷، ص ۲۰۴-۲۰۵ (۲) اشاعۃ السنۃ، ج۹، شمارہ ۷، ص ۲۰۵-۲۰۶

خدمتِ عالی میں جشنِ جوبلی کی دلی مسرت سے مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

(۲) برٹش رعایائے ہند میں کوئی فرقہ ایسا نہ ہوگا جس کے دل میں مبارک تقریب کی مسرت جوش زن نہ ہوگی اور اس کے بال بال سے صدائے مبارک باد نہ اٹھتی ہوگی۔مگر خاص کر فرقہ اہلِ اسلام جس کو سلطنت کی اطاعت اور فرماں روائے وقت کی عقیدت اس کا مقدس مذہب سکھاتا ہے اور اس کو ایک فرض مذہبی قرار دیتا ہے۔ اس اظہار مسرت اور ادائے مبارک باد میں دیگر مذاہب کی رعایا سے پیش قدم ہے۔علی الخصوص گروہِ اہل حدیث من جملہ اہل اسلام اس اظہار مسرت و عقیدت اور دعائے برکت میں چند قدم اور بھی سبقت رکھتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ جن برکتوں اور نعمتوں کی وجہ سے یہ ملک تاجِ برطانیہ کا حلقہ بگوش ہورہا ہے ازاں جملہ ایک بے بہا نعمت مذہبی آزادی سے یہ گروہ ایک خصوصیت کے ساتھ اپنا نصیبہ اٹھارہا ہے۔

(۳) وہ خصوصیت یہ ہے کہ یہ مذہبی آزادی اس گروہ کو خاص کر اسی سلطنت میں حاصل ہے بخلاف دوسرے اسلامی فرقوں کے کہ ان کو اور اسلامی سلطنتوں میں بھی یہ آزادی حاصل ہے۔اس خصوصیت سے یقین ہوسکتا ہے کہ اس گروہ کو اس سلطنت کے قیام و استحکام سے زیادہ مسرت ہے اور ان کے دل سے مبارک باد کی صدائیں زیادہ زور کے ساتھ نعرہ زن ہیں۔

ہم بڑے جوش سے یہ دعا مانگتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ حضور والا کی حکومت کو اور بڑھائے اور تادیر حضور والا کی رعایا کا نگہبان رہے تاکہ حضور والا کی رعایا کے تمام لوگ حضور کی وسیع حکومت میں امن و تہذیب کی برکتوں سے فائدہ اٹھائیں''۔(۱)

۱۸۸۶ء میں ملکہ وکٹوریہ کی حکومت کا جشن پنجاہ سالہ (گولڈن جوبلی) سرکاری طور پر منایا گیا تھا جس میں جماعتِ اہلِ حدیث، لاہور نے مذکورہ بالا سپاسنامہ پیش کیا تھا''۔(۲)

(۱) اشاعۃ السنۃ، ج ۹، شمارہ ۷، حاشیہ ص ۲۰۵-۲۰۶ (۲) پندرہ روزہ تقاضے، لاہور، ۱۵ مارچ و یکم اپریل ۱۹۸۳ء، ص ۳۷

۱۸۸۸ء میں ملکہ وکٹوریہ کی طرف سے اس ایڈریس کی منظوری کا پروانہ جاری کیا گیا، جسے اشاعۃ السنۃ میں ان الفاظ میں شائع کیا گیا:

ملکہ معظّمہ کی طرف سے اہل حدیث کا خطاب

ہم اس مژدہ کے سنانے سے بھی نہیں رہ سکتے کہ ہماری مہربان ملکہ معظّمہ انگلینڈ و قیصر ہند نے اہل حدیث کے ایڈریس موقعہ جوبلی کو کمال مسرت کے ساتھ قبول فرمایا ہے اور ازراہِ عنایت خسروانہ گروہ اہل حدیث کا شکریہ ادا کیا ہے۔ اس شکریہ میں اس گروہ کو اسے اہل حدیث خطاب ''اہل حدیث'' سے مخاطب کیا گیا ہے جو ان کے کمال امتیاز و اعزاز کا موجب ہے۔ اس اعزازِ شاہانہ و اکرام خسروانہ ملکہ معظّمہ قیصرِ ہند پر اہل حدیث ہند کمال ادب وانکسار کے ساتھ اپنی مہربان ایمپرس کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور ان کی درازئ عمر و ترقی توفیق و اقبال کے لیے دست بدعا ہیں''۔(۱)

اس کے بعد دو مکتوب پیش کیے گئے جن میں ایڈریس کی قبولیت کا مژدہ سنایا گیا ہے۔ ذیل میں ایک مکتوب کی نقل پیش کی جاتی ہے۔

نمبر ۱۴۶۷۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ (پبلک)

ازطرف: جے۔ پی ہیوٹ صاحب۔ انڈر سیکرٹری گورنمنٹ ہند

بنام: ممبرانِ اہل حدیث پنجاب

مقام شملہ ۱۱ جون ۱۸۸۸ء

صاحبان شرفاء! مجھے یہ کہنے کی ہدایت ہوئی ہے کہ صاحب سیکرٹری آف اسٹنٹ نے اطلاع دی ہے کہ ہر میجسٹی ملکہ معظّمہ قیصر ہند نے بالطاف خسروانہ اس ایڈریس وغیرہ کو قبول

(۱) اشاعۃ السنۃ، ج ۱۱ شمارہ ۲ ص ۴۶

فرمایا ہے جو آپ صاحبان نے ہر میجسٹی کی خدمت میں جوبلی کے موقعہ پر پیش کیا تھا اور ارشاد فرمایا ہے کہ ہر میجسٹی کا خاص شکریہ آپ لوگوں کو اس خیر خواہانہ نذرانہ کے لیے پہنچایا جائے۔

مجھے، اے صاحبان! آپ کا نہایت فرماں بردار ملازم ہونے کی عزت حاصل ہے۔

جے۔پی۔ہیوٹ

انڈر سیکرٹری گورنمنٹ ہند (۱)

برٹش گورنمنٹ کی تعظیم قلبی پر دلائل شرعی

ملکہ برطانیہ کی گولڈن جوبلی کے موقع پر اہل حدیث نے جس خوشامد اور زائد عقیدت و وفاداری کا اظہار کیا۔ وہ صرف ظاہر داری کی بنیاد پر نہ تھا۔ بلکہ دلی جذبات کی ترجمانی تھا۔ نیز اس پر انہیں کبھی ندامت نہیں ہوئی، بلکہ اس طرزِ عمل کے جواز پر انھوں نے شریعت کے حوالے سے دلائل بھی پیش کیے محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں:

''اس مضمون میں دلائل کتاب وسنت کا بیان دوغرض سے ہوتا ہے۔ایک یہ کہ گورنمنٹ کو یہ یقین ہو کہ اس موقع پر مسلمانوں نے جو کچھ کیا ہے سچے دل سے کیا ہے۔اور اپنے مقدس مذہب کی ہدایت سے کیا ہے۔صرف ظاہر داری اور جھوٹی خوشامد سے کام نہیں لیا۔

دوسری یہ کہ ناواقف مسلمانوں کو مسلمانوں کے اس فعل میں عدم جواز اور مخالفت شریعت کا وہم وگمان پیدا نہ ہو''۔(۲)

مزید لکھتے ہیں:

''پس واضح ہو کہ جو کچھ اس موقع پر اہل حدیث نے کیا ہے وہ امور ذیل ہیں:

(۱) ملکہ معظّمہ کی تعظیم کرنا اور تعظیمی الفاظ سے اس کو یاد کرنا۔

(۱) اشاعۃ السنۃ' ج ۱۱' شمارہ ۲' ص ۴۷ (۲) اشاعۃ السنۃ' ج ۹' شمارہ ۸' ص ۲۲۸

(۲) ملکہ معظّمہ کی حکومت پنجاہ سالہ پرخوشی کرنا اوراس خوشی میں مسلمانوں کو کھانا کھلانا۔

(۳) برٹش سلطنت کی اطاعت وعقیدت کو ظاہر کرنا اوراس کو فرض مذہبی بتانا۔

(۴) اس سلطنت کی برکات واحسانات (امن آزادی وغیرہ) کامعترف ہونا اوراس پر ملکہ معظّمہ اورسلطنت کی تعریف کرنا اورشکرگزار رہونا۔

(۵) ملکہ معظّمہ اوراس کی سلطنت کے لیے دعاءِ سلامت وحفاظت وبرکت کرنا وعلیٰ ہذا القیاس ان امور میں کوئی امر بھی ایسانہیں ہے جس کے جواز پرشریعت کی شہادت نہ پائی جاتی ہو"۔(۱)

لارڈ ڈفرن کے حضور

غالبًا ۱۸۸۸ء میں ہندوستان کے گورنر جنرل اور وائسرائے لارڈ ڈفرن کے حضور، جماعت اہل حدیث نے اس کی وطن واپسی کے موقع پر ایک سپاسنامہ پیش کیا۔ سپاسنامہ کیا ہے؟ عقیدت ووفاداری کا نچوڑ پیش کردیا گیا ہےاور بقول بٹالوی صاحب:

"ڈیپوٹیشن دھوم دھام کا تھا"(۲)

سپاسنامہ فارسی میں تھا اس کا ترجمہ مع تلخیص پیش کیا جاتا ہے:

"حضوروالا!

ہم فرقہ اہل حدیث کے چندارکان اورپنجاب اورہندوستان کے دیگراسلامی فرقوں کے چنداشخاص اپنی طرف سے اصالۃً اوراپنے دیگرہم مشربوں کی طرف سے وکالۃً اس والا درجات کے احسانات کاشکریہ ادا کرنے اوراس ذات ستودہ صفات کی مفارقت پراظہارِغم کرنے کے لیے حاضرہوئے ہیں۔ "خیراندیشوں" اور"جاں نثاروں" کے مذہب کے

(۱) اشاعۃ السنۃ، ج۹، شمارہ۸، ص۲۲۹ (۲) اشاعۃ السنۃ، ج۱۱، شمارہ۲، ص۴۳

مطابق کمالِ عجز وانکسار کے ساتھ عرض مدعا کی اجازت چاہتے ہیں۔ اس ''کرم گستر'' اور ''عدل پرور'' کے عہد سعادت مہد کی برکتیں اور احسانات، بارانِ رحمت، عمیم البرکت کی طرح سے اس اطاعت شعار علاقہ کے تمام لوگوں اور تمام قوموں پر برسے ہیں (جیسے مملکت میں قیام امن حدود سلطنت کا استحکام، پبلک سروس کمیشن کا تقرر اور لیڈی ڈفرن فنڈ کی تجویز وغیرہ) ہندوستان کے مسلمانوں نے دوسری قوموں کی طرح اور ان کے برابر ان سے کافی و وافی حصہ حاصل کیا ہے ''حضور پرنور'' کے بعض انعامات اور احسانات ایسے ظاہر ہوئے ہیں جن سے استفادہ کرنے میں اہل اسلام عموماً اور اہل حدیث خصوصاً سبقت لے گئے ہیں اور ایک قسم کی خصوصیت پیدا کی ہے۔

خاص طور پر فرقہ اہل حدیث کے لیے جو عظیم مہربانی اور گراں قدر احسان روا رکھا ہے وہ یہ ہے کہ ان کے حق میں لفظ وہابی کا استعمال سرکاری دفاتر میں ممنوع قرار دے دیا ہے جو ان کی دل آزاری کرتا تھا اور ان کی وفاداری اور جاں نثاری جو نازک وقتوں میں پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے اور سرکار والا کے نزدیک بھی مسلم ہے۔ ناواقفوں کی نظر میں مشکوک بنا دیتا تھا، اس طرح بے خبروں کی بدگمانیوں کو ختم کر دیا۔

اہل اسلام عموماً اور اہل حدیث خصوصاً ان انعامات عامہ وخاصہ پر نظر کرتے ہوئے ہزار زبان سے اس والا دودمان کے احسان کا شکر تہہ دل سے بجا لاتے ہیں اور اس مظہر جود و احسان کی قبل از وقت مفارقت پر اشکِ حسرت بہاتے ہیں اور دلی رنج کو اس آرزو کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ کاش ہما کا ہم پلہ سایہ مقررہ میعاد تک ان کے سروں پر پھیلا رہتا اور حکومت کی مدت دوگنا ہو جاتی تاکہ فوائد ومنافع، مسلمانوں کا نصیب ہو کر بارِ احسان کے کندھوں پر رکھ دیتے۔

آخر میں حضور موفور السرور کی ناگزیر مفارقت پر فراق گزیدہ بے چارے صبر وسکون کا

دامن پکڑ کر اس دعائے خیر کے ساتھ اپنے آپ کو تسلی دیتے ہیں کہ خداوند عالم ذات مکرم صفات کو امن و عافیت کے ساتھ وطن مالوف تک پہنچائے اور اس جگہ روز افزوں ترقی اقبال عطا فرما کر اہل اسلام کے فائدے اور بہتری کے لیے سرچشمہ بنائے۔

اور تاج و تخت برطانیہ جس کی نیابت کا شرف جناب والا کو حاصل ہے' کو تمام تر قیام و استحکام عطا فرما کر ملک کے لیے موجب امن و برکت اور مسلمانوں کی حفاظت و حمایت کا باعث بنائے۔

ہم ہیں حضور کی وفادار اور جاں نثار رعایا''

اگر زحمت نہ ہو تو ایک دفعہ پھر اس سپاسنامے کو پڑھ لیجیے اور خیر اندیشوں اور جاں نثاروں کا حضور پرنور، کرم گستر اور عدل پرور کی بارگاہ میں یہ فدویانہ اعتراف ملاحظہ فرمائیے کہ آپ کے بعض انعامات وہ ہیں جن کے حصول میں اہل حدیث خصوصیت کے ساتھ سبقت لے گئے۔

اس سپاسنامے پر دستخط کرنے والے اس وقت کے اہل حدیث کے تمام بڑے بڑے ستون اور قائدین شامل ہیں اور حد یہ کہ ''شیخ الکل'' میاں نذیر حسین دہلوی کے دستخط سرفہرست ہیں۔

اس سپاسنامے پر دستخط کرنے والوں کے چند نام ملاحظہ ہوں:

مولوی سید محمد نذیر حسین دہلوی (شیخ الکل)

ابوسعید محمد حسین بٹالوی وکیل اہل حدیث ہند

مولوی محمد یونس خاں رئیس وتاولی علی گڑھ

مولوی قطب الدین پیشوائے اہل حدیث روپڑ

(۱) اشاعۃ السنۃ' ج ۱۱' شمارہ ۲' ص ۴۰۔۴۱

مولوی محمد سعید بنارس

مولوی الٰہی بخش پلیڈر، لاہور

مولوی سید نظام الدین پیشوائے اہل حدیث مدراس، وغیرہ وغیرہ (۱)

اس سپاسنامے کے جواب میں وائسرائے لارڈ ڈفرن نے جو کچھ کہا اس کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

صاحبان! میں اس ایڈریس کے لیے جو ابھی آپ نے مجھے دیا ہے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ کے خیر خواہانہ اظہارات عقیدت، نسبت برٹش گورنمنٹ کو سن کر خوش ہوتا ہوں اور میں خلوص دل سے امید کرتا ہوں کہ شمال مغربی سرحد کو استحکام دینے کی وجہ سے جس میں آپ میں سے اکثر بوجہ اس کے کہ سرحدی صوبہ کے باشندے ہیں خاص دلچسپی رکھتے ہیں جو امن اس وقت ہمیں حاصل ہے قائم رہے گا''۔(۲)

لیفٹیننٹ گورنر پنجاب اچی سن کے حضور

۲۴ مارچ ۱۸۸۷ء کو گورنر پنجاب کی رخصت پر اہل حدیث نے ایک سپاسنامہ پیش کیا جس میں اظہار عقیدت و وفاداری کا وہی والہانہ انداز ہے جو لارڈ ڈفرن کے سپاسنامہ میں ہے اس سپاسنامہ کا ایک حصہ نقل کیا جاتا ہے:

''ایڈریس من جانب فرقہ اہل حدیث و ممبران دیگر فرقہا اہل اسلام بحضور سر چارلس امفرسٹن اچی سن صاحب بہادر کے۔سی۔ایس۔آئی۔سی۔ای۔ایل ایل۔ڈی۔ لیفٹیننٹ گورنر پنجاب وغیرہم ممبران فرقہ اہل حدیث و دیگر فرقہائے اہل اسلام حضور والا کی عالی خدمت میں اس موقعہ پر (جب کہ حضور اس صوبہ سے مرخص ہوتے ہیں) کمال ادب و

(۱) اشاعۃ السنۃ، ج ۱۱، شمارہ ۲، ص ۴۱۔۴۲ (۲) اشاعۃ السنۃ، ج ۱۱، شمارہ ۲، ص ۴۳

اخلاص کے ساتھ حضور والا کے خسروانہ احسانات ومربیانہ عنایات کا شکریہ ادا کرنے اور حضور کی مفارقت پر دلی افسوس ظاہر کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے ہیں۔

حضور والا کے شاہانہ عنایات ومربیانہ توجہات ابتداء رونق افروزی ہندوستان سے اس عہدِ گورنری تک اس ملک ہندوستان پر اس کثرت وتواتر سے مبذول رہی ہیں کہ اگر ان کو متواتر بارانِ رحمت یا موجزن دریا موہبت کہا جائے تو بیجا نہیں ہے۔''

آخر میں لکھتے ہیں:

''خاتمہ میں ان کلماتِ دعائیہ کی عرض پر اکتفا کرتے ہیں کہ خداوند عالم حضور فیض گنجور کو صحت وسلامتی کے ساتھ وطن مالوف میں پہنچائے اور پھر بہت جلد حضور کو عہدۂ گورنر جنرل پر مامور ومعزز فرما کر ہندوستان میں لاوے اور ہماری آنکھوں کو دوبارہ حضور کے دیدار فیض آثار سے منور کرے۔ آمین ثم آمین۔

بوطن رفتنت مبارک باد

بسلامت روی وباز آئی''(۱)

رہی دل کی دل میں حسرتیں

اہل حدیث کی تاریخ یہ رہی ہے کہ انہوں نے حکومتِ برطانیہ کی خوشامد کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا مگر ایک حسرت اور باقی ہے جسے مولوی محمد حسین بٹالوی غیر مقلد کے قلم سے پڑھیے۔

موصوف لکھتے ہیں:

''خاکسار نے بمشورہ بعض اعیانِ اہل حدیث پنجاب وبنگال گورنمنٹ پنجاب سے اس

(۱) اشاعۃ السنۃ، ج۹، شمارہ ۸، ص ۲۵۱-۲۵۴

مضمون کی درخواست کی کہ ہر چند مختلف اضلاع اور شہروں کے تمام جلسوں میں جن میں اہل اسلام ہندوستان نے بتقریب تاج پوشی پر مسرت کا اظہار کیا ہے۔ مسلمانانِ اہل حدیث بھی شامل رہے ہیں مگر خاص موقع دربارِ دہلی میں وہ لوگ خصوصیت کے ساتھ اظہار مسرت چاہتے ہیں''۔

اس درخواست کے جواب میں سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب کی طرف سے یادداشت نمبری ۶۳۹ دفتر اشاعۃ السنۃ میں موصول ہوئی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تخت نشینی ہر میجسٹی کنگ امپرر کی تقریب پر ہندوستان کے مختلف فرقوں کو ایڈریس مبارک باد پیش کرنے کا کئی دفعہ موقع دیا گیا ہے لہٰذا گورنمنٹ ہند کی تجویز نہیں ہے کہ اب دربارِ دہلی میں کوئی ڈیپوٹیشن ایڈریس پیش کرے۔ ہاں فرقہ اہل حدیث معمولی طور پر گورنمنٹ ہند کی خدمت میں مبارک باد کا ایڈریس پیش کرے تو گورنمنٹ ہند کو اس کے قبول کرنے میں عذر نہ ہوگا۔(۱)

کوئی وجہ نہ تھی کہ خصوصی طور پر ہدیہ عقیدت پیش کرنے کی اجازت نہ دی جاتی کیوں کہ حکومتِ برطانیہ کو یہ جاں نثاری اور وفاداری کسی دوسرے فرقہ سے نہیں ملی تھی۔

(۱) اشاعۃ السنۃ، ج ۱۹، شمارہ ۹، ص ۴

باب سوم

فرقہ اہل حدیث (پاک وہند) کے عمل بالحدیث کی کہانی خود انہی کی زبانی

آمین بالجہر کی ابتداء

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے سوانح نگار ابو یحییٰ امام خان صاحب نوشہروی ''پہلا دور، ہندوستان میں عمل بالحدیث کس طرح شروع ہوا'' کی شہ سرخی کے تحت لکھتے ہیں

''شاہ ولی اللہ صاحب کے دور اور اس کے بعد قریبی زمانہ میں بھی ممدوح کے مؤلفات پڑھے پڑھائے جاتے کہ مقلدین نے حسبِ عادت ان اقوال کی توجیہہ میں اپنی پوری قوت استدلال صرف کر دی اور کسی عالم یا عامی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیث مصطفیٰ برجان مسلم داشتن

پر بھی متوجہ ہو سکے۔ ماسویٰ شاہ محمد فاخر صاحب الٰہ آبادی کے جنہوں نے پہلی دفعہ جامع مسجد دہلی میں آمین بالجہر کہہ کر تقلید کی بکارت زائل کر دی''۔ (۱)

شاہ محمد فاخر صاحب شیخ محمد حیات سندھی غیر مقلد کے شاگرد ہیں اور غیر مقلدین کے ہاں مشہور و معروف شعر

ما اہل حدیثیم دغا را نہ شناسیم
صد شکر کہ در مذہب ما حیلہ وفن نیست

بھی شاہ محمد فاخر صاحب کا ہے۔ مندرجہ بالا حوالہ سے معلوم ہوا کہ ہندوستان میں دہلی کی جامع مسجد میں سب سے پہلی آمین بالجہر شاہ محمد فاخر صاحب نے کہی جس کا صاف اور سیدھا مطلب یہ ہوا کہ ان سے پہلے یہاں کوئی آمین بالجہر نہیں کہتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب انہوں نے آمین بالجہر کہی تو ایک اچھا خاصا ہنگامہ کھڑا ہو گیا۔

(۱) نقوش ابوالوفاء، مطبوعہ ۱۹۶۹ء

مشہور مؤرخ اسحاق بھٹی صاحب رقم طراز ہیں:

''شیخ محمد فاخر جب (غالبًا) پہلی مرتبہ دہلی میں رونق افروز ہوئے تو انہیں ایک عجیب واقعہ پیش آیا، وہ واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے دہلی کی جامع مسجد میں نماز پڑھی تو آمین بالجہر پڑھی، ان لوگوں کے لیے یہ ایک نئی بات تھی اور وہ شیخ کے مرتبۂ علم وفضل سے بھی واقف نہ تھے۔نماز میں آمین بالجہر کی آواز ان کے پردۂ سماع سے ٹکرائی تو سخت حیران ہوئے نماز کے بعد شیخ کو گھیر لیا اور مختلف قسم کی باتیں کرنے لگے۔شیخ نے ہر چند حدیث کا حوالہ دے کر انہیں اپنی بات سمجھانے اور مطابق سنت ثابت کرنے کی کوشش کی مگر کسی نے ایک نہ مانی اور بدستور بحث کرتے رہے آخر شیخ نے فرمایا میری بات تم نہیں مانتے تو مجھے اپنے شہر کے کسی عالم کے پاس لے چلو، ان سے مسئلہ پوچھ لیتے ہیں وہ لوگ آپ کو حضرت شاہ ولی اللہ کے پاس لے گئے اور ساری بات ان کے گوش گزار کی، شاہ صاحب نے لوگوں سے فرمایا رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے آمین بالجہر پکارنا ثابت ہے۔شاہ صاحب کی زبان سے یہ الفاظ سن کر لوگ چلے گئے اور بھیڑ چھٹ گئی۔شیخ محمد فاخر اور شاہ ولی اللہ دونوں رہ گئے۔موقع پا کر شیخ محمد فاخر نے شاہ صاحب سے کہا آپ کھلتے کیوں نہیں؟ شاہ صاحب نے جواب دیا اگر کھل جاتا تو آج آپ کو کیسے بچاتا؟'' (۱)

شاہ صاحب کا یہ آخری جواب محل نظر ہے کیوں کہ اس سے حق پوشی کا الزام ان پر عائد ہوتا ہے نیز ان کا فتویٰ آپ پڑھ چکے ہیں کہ ہندوستان میں فقہ حنفی پر عمل واجب اور دوسرے مذاہب پر عمل حرام ہے۔اس لیے اس کا انتساب شاہ صاحب کی طرف درست نہیں۔

(۱) فقہائے ہند ج ۵ حصہ دوم ص ۲۱۸، تحریک اہل حدیث تاریخ کے آئینے میں ص ۱۷۷

رفع الیدین کی ابتداء

امام خان نوشہروی صاحب کچھ آگے چل کر ایک اور سرخی قائم کرتے ہیں ''دوسرا دور، ہندوستان میں عمل بالحدیث کس طرح جاری ہوا'' اور اس سرخی کے تحت محمد یوسف پنشنر (جو ساری زندگی ملازمت کر کے ریٹائر ہونے کے بعد پنشن سے فیض یاب ہوا) کا قصہ درج فرماتے ہیں۔ تفریح طبع کے طور پر آپ بھی وہ طویل قصہ سن لیجیے تا کہ آپ پر اچھی طرح واضح ہو جائے کہ ہندوستان میں غیر مقلدین کا عمل بالحدیث کس طرح اور کب جاری ہوا اور اس کو شروع کرنے والے کون لوگ تھے؟ نوشہروی صاحب اس کا قصہ خود اس کی زبانی نقل کرتے ہیں۔

''۱۸۶۰ء کا واقعہ ہے کہ میری عمر تخمیناً ۲۰ برس کی تھی میں امرتسر میں کتب فروشی کرتا تھا کہ میرے پاس مظاہر حق بھی آئی۔ میں نے اس میں رفع یدین کی حدیث دیکھی تو اپنے استاد ابو عبداللہ مولوی غلام علی صاحب مرحوم امرتسری کی خدمت میں پیش کی۔ مولوی صاحب موصوف چونکہ ان دنوں حنفی تھے۔ اس لیے انہوں نے جواب دیا یہ حدیث شافعیوں کی ہے۔ امام شافعی نے اس کو لیا ہے، ہمارے امام اعظمؒ نے اسے قبول نہیں کیا۔ (مگر بعد میں اہلِ حدیث ہو گئے) میں نے کہا: حدیث رسول اللہ ﷺ کی ہے یا نہیں؟ کیا رسولِ خدا ﷺ نے یہ تقسیم کی ہے؟ مولوی صاحب نے کہا: حدیث تو رسول اللہ ﷺ کی ہے مگر ہمارے امام کا اس پر عمل نہیں، یہی جواب میرے دوست شیخ محی الدین مرحوم لاہوری نے دیا مگر میری تسلی اس سے نہ ہوتی تھی۔ میں برابر مولوی غلام رسول صاحب کی مسجد میں رفع یدین کرتا رہا۔ ایک دفعہ مولوی صاحب موصوف نے مجھ کو اپنی مسجد سے نکال دیا۔ انہی دنوں امرتسر میں مولوی عبداللہ مرحوم سوڑیاں والے اور مولوی عبداللہ تلونڈی اور سید حسن شاہ بٹالہ

والے آئے تھے۔ میں نے ان کے پیچھے نماز پڑھی تو آمین بالجہر کہی۔ انہوں نے مجھے منع کیا تو میں نے حدیث ان کے سامنے پیش کی۔ انہوں نے بھی وہی جواب دیا جو میرے استاد مولوی غلام علی صاحب مرحوم نے دیا تھا کہ اس حدیث پر امام شافعی کا عمل ہے۔ ہمارے امام اعظم صاحب کا اس پر عمل نہیں۔ میں نے کہا: یہ حکم بھی رسول اللہ ﷺ کا ہے کہ امام شافعی عمل کرے اور امام اعظم عمل نہ کرے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا تو کس کا شاگرد ہے؟ میں نے کہا: میں مولوی غلام علی صاحب کا شاگرد ہوں۔ بولے: افسوس! وہ تو حنفی تھے وہ کیوں لامذہب ہو گئے۔ پھر تینوں صاحب غصے میں مولوی صاحب موصوف کی مسجد میں پہنچے۔ پوچھا: آپ نے اس لڑکے کو کیا سکھایا ہے؟ مولوی صاحب موصوف نے کہا: میں نے اس کو مسجد سے نکلوا دیا ہے۔ وہ میری نہیں سنتا۔ مگر تینوں کے اصرار کرنے پر مولوی صاحب ممدوح بھی میری طرف ہو گئے کہ اچھا اس کی یہ دلیل ہے تو آپ لوگ اس کا جواب دیں۔ جواب میں انہوں نے وہی کہا جو مولوی صاحب خود فرمایا کرتے تھے۔ مولوی صاحب نے اس جواب کو توڑا تو ان کو یقین ہو گیا کہ واقعی مولوی صاحب کی تعلیم ہے۔ اِدھر خدا نے مولوی صاحب کے قلب پر یہ اثر کیا کہ انہوں نے بھی رفع یدین اور آمین بالجہر شروع کر دی۔ کیونکہ مولوی صاحب موصوف گو میرے ساتھ سختی کرتے تھے مگر ان مسائل کے متعلق کتابوں میں تحقیق کرتے رہتے تھے۔ آخر جو وقت خدا کے علم میں اس کام کے اجراء کا تھا وہ آ گیا۔ تو مولوی صاحب مرحوم نے اعلانیہ عمل بالحدیث شروع کر دیا۔ بس پھر کیا تھا شہر امرتسر میں ایک شور مچ گیا۔ مگر مولوی صاحب اس تمام شورش میں مستقل مزاج رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج امرتسر میں ہزاروں آدمی عمل بالحدیث کر رہے ہیں۔

امرتسر میں یہ گل کھلا کے میں اپنے وطن ضلع مظفرگڑھ میں شادی کرانے چلا گیا۔ ریل نہ ہونے کی وجہ سے کئی دنوں کا سفر تھا۔ راستے میں بھی یہی طریق رہا جہاں نماز پڑھی آمین

بالجہر کہی اور شورش ہوئی۔ خدا خدا کر کے اپنے وطن حسین پور ضلع مظفر گڑھ میں پہنچے۔ وہاں بھی اپنے قصبہ (حسین پور) میں آمین بالجہر کہی تو عام شورش ہوئی یہاں تک کہ میرے سسرال والوں نے نکاح دینے سے انکار کر دیا۔ مگر اللہ مسبب الاسباب نے میرے لیے ایک عجیب سبب بنایا کہ مولوی مظفر حسین صاحب مرحوم کاندھلی تک جب یہ خبر پہنچی تو انہوں نے کہا کیوں اس لڑکے پر خفا ہوتے ہو۔ اس نے کوئی برا کام نہیں کیا۔ یہ تو سنت ہے۔ ان کے مریدوں نے کہا: آپ کیوں نہیں کرتے؟ مولوی صاحب مرحوم نے فرمایا: تم لوگوں کی شورش سے ڈر کر نہیں کرتا۔ تہجد میں کیا کرتا ہوں۔ مولوی صاحب مرحوم کے اتنا فرمانے سے میرا نکاح بھی ہو گیا۔ اور فتنہ بھی فرو ہوا۔ اس کے بعد دہلی چلا گیا تو وہاں بھی آمین بالجہر کرنے پر شور برپا ہوا۔ میں نے نواب قطب الدین صاحب مرحوم کی مسجد میں جا کر عمل بالحدیث کیا تو نواب صاحب خفا ہوئے۔ میں نے کہا: آپ کی کتاب مظاہر حق سے تو مجھے ہدایت ہوئی اور آپ ہی منع کرتے ہیں۔ مگر نواب صاحب یہی فرماتے رہے کہ یہاں مت آیا کرو لیکن ایک جوش جوانی، دوسرا جوش عشق کون روکے۔ آخر میں نے اپنے ساتھ چند آدمی ملا لیے اور متفق ہو کر نواب صاحب کی مسجد میں گئے۔ کسی مصلحت سے نواب صاحب بھی خاموش رہے بلکہ فرمایا اچھا ہم منع نہیں کرتے حضرت میاں صاحب مرحوم بھی ان دنوں عمل بالحدیث نہ کرتے تھے۔ اس لیے مولوی عبدالرب صاحب نے بڑی سختی سے میری تردید کی اور بطور طعنہ کے کہا اگر یہ سنت ہے تو مولوی نذیر حسین صاحب کیوں نہیں کرتے۔ یہ سن کر میں حضرت میاں صاحب کی خدمت میں گیا۔ میں نے جا کر عرض کیا یا تو یہ فرمائیے کہ یہ فعل سنت نہیں یا خود کیجیے۔ علما ہم کو طعن دیتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت میاں صاحب نے فرمایا اچھا ہم بھی کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے بھی عمل بالحدیث شروع کر دیا۔ بس پھر تو کیا تھا۔ حضرت میاں صاحب کا سلسلہ شاگردی تو بہت وسیع تھا۔ اس لیے دور دور تک اثر پہنچ

گیا۔ دہلی میں یہ رنگ دیکھ کر میں امرتسر آیا۔ ملازمت کے طبقے میں داخل ہوا۔ اس عرصے میں حضرت مولوی عبداللہ صاحب غزنوی امرتسر تشریف لائے جن کے اثر صحبت سے عمل بالحدیث کو بہت ترقی ہوئی''۔(۱)

یوسف پنشنر کا یہ قصہ کہاں تک درست ہے یہ تو غیر مقلدین جانیں البتہ دو باتیں اس میں ضرور مشکوک نظر آتی ہیں۔ اول یہ کہ اس نے یہ حدیث علماء احناف کے سامنے پیش کی تو سب نے ایک ہی جواب دیا کہ یہ حدیث امام شافعی کی ہے ان کا اس پر عمل ہے ہمارے امام صاحب کا اس پر عمل نہیں، اس سے یہ ظاہر کرنا مقصد ہے کہ ان علماء کے پاس اس کے سوا اور کوئی جواب نہیں تھا۔ اور حضرت امام ابوحنیفہؒ فی الواقع حدیث پر عمل نہیں کرتے تھے العیاذ باللہ۔ یہ بات بالکل غلط ہے علماءِ احناف کے پاس اس حدیث کے بہت سے جوابات ہیں جو انہوں نے موقعہ بموقعہ دیئے ہیں لہٰذا یہ باور نہیں کیا جا سکتا ہے کہ جن علماء سے یوسف پنشنر کو واسطہ پڑا وہ کوئی اور جواب نہ دے سکے ہوں اور اگر بالفرض ایسا ہی ہے تو اسے دیگر علماء محققین سے اس کی تحقیق کرنا چاہیے تھی۔ بات بالکل سیدھی سی ہے کہ احناف ثبوت رفع یدین کے منکر نہیں ہیں بقاء و دوام رفع کے منکر ہیں اور غیر مقلدین بقاء و دوامِ رفع کے مدعی ہیں احناف کا غیر مقلدین سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ ایک حدیث ایسی پیش کریں جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ چار رکعت نماز میں دس مقامات پر رفع الیدین کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی عمل ہے جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تا دم آخر ترک نہیں کیا۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے پیش نظر وہ بیسیوں احادیث و آثار ہیں جن سے ترکِ رفع ثابت ہوتا ہے اور انہی احادیث و آثار پر حضرت امام ابوحنیفہؒ کا عمل ہے۔

دوسری بات یہ کہ یوسف پنشنر نے یہ جو کہا کہ مولوی مظفر حسین تک جب یہ بات پہنچی تو

(۱) نقوش ابوالوفا ص ۳۹ تا ۴۲ بحوالہ اہل حدیث امرتسر ۲۶ مئی ۱۹۱۱ء

انہوں نے اسے سنت قرار دیا اور جب ان کے مریدوں نے اعتراض کیا پھر آپ کیوں نہیں کرتے تو فرمایا کہ تم لوگوں کی شورش سے ڈر کر نہیں کرتا تہجد میں کرتا ہوں۔ یہ بات بھی غلط ہے کیونکہ حضرت مولانا مظفر حسین صاحب کاندھلویؒ ایسی شخصیت ہیں جن کا زہد وتقویٰ اور اتباع سنت مشہور ومعروف ہے۔ ان جیسی ہستی سے بعید ہے کہ ایک کام کو سنت سمجھیں اور اسے محض لوگوں کی شورش کے ڈر سے چھوڑ دیں۔ آپ نے نکاحِ بیوگان کے سلسلہ میں جو لوگوں کی سختیاں برداشت کیں ہیں وہ مخفی نہیں ہیں' لہٰذا یہ سمجھ نہیں آتا کہ آپ ایک امر کو سنت سمجھ کر محض لوگوں کے خوف سے اسے چھوڑ دیں' اور پھر یہ اظہار بھی کر دیں کہ میں تہجد میں کرتا ہوں' جب آپ کو لوگوں کا خوف ہی ہے تو یہ بتلانے کا کیا مقصد کہ میں تہجد میں کرتا ہوں ان دونوں باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یوسف پنشنر نے یہ باتیں اپنی طرف سے گھڑی ہیں' حقیقت سے ان کا کوئی تعلق نہیں اور اس کو اس بات سے بھی تقویت ملتی ہے کہ یوسف پنشنر کی باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ میاں نذیر حسین صاحب نے عمل بالحدیث اس کے کہنے سے شروع کیا ہے حالانکہ تاریخی طور پر یہ بات غلط ہے کیوں کہ میاں نذیر حسین صاحب نے رفع یدین بانی فرقہ نیچریہ سر سید احمد خان کے کہنے سے شروع کیا تھا۔

چنانچہ مشہور مؤرخ محمد اکرام لکھتے ہیں:

''سر سید ۱۸۹۵ء کے ایک خط میں یعنی اپنی وفات سے تین سال پہلے لکھتے ہیں۔ میں نے وہابیوں کی تین قسمیں قرار دی ہیں۔ ایک وہابی، دوسرے وہابی کریلا، تیسرے وہابی کریلا نیم چڑھا۔ میں اپنے تئیں تیسری قسم قرار دیتا ہوں۔ جناب مولوی سید نذیر حسین صاحب دہلوی کو میں نے ہی نیم چڑھا وہابی بنایا ہے۔ وہ نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے مگر اس کو سنتِ ہدیٰ جانتے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ نہایت افسوس ہے کہ جس بات کو آپ نیک جانتے ہیں لوگوں کے

خیال سے اس کو نہیں کرتے جناب ممدوح میرے پاس تشریف لائے تھے جب یہ گفتگو ہوئی میں نے سنا کہ میرے پاس سے اٹھ کر وہ جامع مسجد میں عصر کی نماز پڑھنے گئے اور اس وقت سے رفع یدین کرنے لگے"۔ (۱)

عیدین کی نماز میں بارہ تکبیریں

سابق امام جماعت غرباء اہل حدیث مولوی عبدالوہاب ملتانی متوفی ۱۳۵۱ھ کے سوانح نگار مولوی ابو محمد میانوالی رقم طراز ہیں:

"مولانا مرحوم (عبدالوہاب ملتانی) سے قبل افراد جماعت اہل حدیث اور مولانا مرحوم کے استاد شیخ الکل حضرت میاں سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی برادران احناف کے ہمراہ نکتہ چار دیواری عیدگاہ میں چھ تکبیروں کے ساتھ نماز عیدین ادا کرتے تھے لیکن مولانا مرحوم نے بعون اللہ وحسن توفیقہ اس سنت کو زندہ کیا اور کھلے میدان میں بارہ تکبیروں کے ساتھ نماز عیدین الگ ادا کرنی شروع کی۔ اس سنتِ نبوی ﷺ پر جماعت اہل حدیث نے بھی عمل کرنا شروع کر دیا۔ آج الحمدللہ جمیع اہل حدیث کے ہاں اسی پر عمل ہے"۔ (۲)

مستورات کو عیدگاہ لے جانا

مولانا مرحوم (عبدالوہاب ملتانی) نے نماز دوگانہ و دعاء مسلمین میں مستورات کے شریک ہونے کی احادیث صحیحہ پر عمل کرتے ہوئے اپنی بیویوں بہوؤں اور بیٹیوں کو نمازِ عید کے لیے عیدگاہ لے گئے۔ اس سے قبل عوام اہل حدیث ایسی سنتوں پر عمل کرنا اپنی ہتک و بے عزتی اور مستورات کی بے پردگی سمجھتے تھے اس لیے شروع شروع میں اکابرین اہل حدیث نے مولانا مرحوم کو منع کیا اور صدہا قسم کے اندیشے ظاہر کیے لیکن آپ نے سنتِ نبوی ﷺ

(۱) موجِ کوثر ص ۶۹۔۷۰ (۲) مجموعہ رسائل مکمل نماز وہدایۃ النبی ص ۱۹

کے عشق میں کسی کی نہ سنی اور عمل کرتے رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ دیگر اہل حدیث بھی اس مردہ سنت پر عمل پیرا ہونے لگے۔ آج بفضلہٖ اس سنت پر کما حقہ عمل ہو رہا ہے"(۱)

خطبہ جمعہ اردو زبان میں

"مولانا مرحوم سے قبل اہل حدیث حضرات بھی احناف کی طرح خطبہ جمعہ عربی زبان میں پڑھتے تھے لیکن مولانا موصوف نے (بزعم خویش، ناقل) کتاب وسنت کے ثقہ دلائل کی بناء پر خطبہ جمعہ سامعین کی زبان (اردو) میں شروع کیا............ الحمد للہ اس سنت نبوی ﷺ پر آج تمام مساجد اہل حدیث میں عمل ہو رہا ہے"۔(۲)

اونچی آواز سے نمازِ جنازہ

"مولانا موصوف سے پیشتر مثل احناف کے اہل حدیث بھی نمازِ جنازہ سری یعنی آہستہ پڑھتے تھے لیکن خدا بھلا کرے مولانا موصوف کا کہ آپ نے اس مردہ سنت کو زندہ کیا اور (بزعم خویش، ناقل) ثقہ دلائل و براہین کے ساتھ مسئلہ صلوٰۃ جنازہ بالجہر کو ثابت کیا اور عمل شروع کر دیا۔ آج تمام اہل حدیث حضرات کے ہاں اس طریقہ نبوی ﷺ پر عمل ہے"(۳)

جمعہ کی پہلی اذان

"مساجدِ احناف و اہل حدیث میں جمعہ کی دو اذانیں ہوا کرتی تھیں جیسا کہ آج کل احناف کے ہاں مروج ہے۔ مولانا موصوف نے پہلی اذان جو مسجد میں خطبہ سے گھنٹہ آدھ گھنٹہ پہلے ہوتی تھی اسے ثقہ دلائل سے بدعت ثابت کر کے موقوف کا فتویٰ صادر فرمایا اور دوسری اذان عند جلوس الامام علی المنبر کے صحیح ہونے کا فتویٰ دیا آج اکثر مساجد اہلِ حدیث

(۱) مجموعہ رسائل مکمل نماز و ہدایۃ النبی ص۲۰ (۲) مجموعہ رسائل مکمل نماز و ہدایۃ النبی ص۲۰ (۳) مجموعہ رسائل مکمل نماز و ہدایۃ النبی ص۲۰

میں اس طریقہ نبوی پر عمل ہو رہا ہے''۔(۱)

مولوی عبدالوہاب صاحب کے سوانح نگار کے مطابق مولوی صاحب کی ولادت ۱۲۸۰ھ میں اور وفات ۱۳۵۱ھ میں ہوئی ہے۔ تحصیل علم سے فراغت کے وقت آپ ۱۹۔۲۰ برس کے تھے اور ظاہر ہے کہ مولوی صاحب نے جن مردہ سنتوں کا احیاء بزعم سوانح نگار کیا ہے وہ فراغت کے بعد ہی کیا ہوگا۔ اس لحاظ سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچی کہ تیرھویں صدی کے اختتام تک خود غیر مقلدین کے ہاں بھی یہ تمام اعمال پورے ہندوستان میں کوئی نہیں کرتا تھا۔ چودھویں صدی کے آغاز میں غیر مقلدین نے ان متروک یا مختلف فیہ اعمال کو محض اختلاف پیدا کرنے کے لیے اجاگر کیا ہے۔ کیوں کہ اگر یہ اعمال مسنون تھے تو غیر مقلدین کے پہلے اکابران پر عمل کیوں نہیں کرتے تھے؟ اور یہ ہو نہیں سکتا کہ غیر مقلدین کو ان اعمال کا علم نہ ہو اور اس وجہ سے وہ عمل نہ کرتے ہوں۔

۸ رکعات تراویح کی ابتداء

تیرھویں صدی ہجری کے اخیر تک پورے عالم اسلام میں شرقاً غرباً شمالاً جنوباً نیز حرمین شریفین میں تراویح ۲۰ رکعات پڑھی پڑھائی جاتی رہیں کیوں کہ یہ اجماعی مسئلہ تھا۔ سب اسی پر عمل کرتے تھے اس لیے کسی نے بھی اس کے خلاف آواز نہ اٹھائی لیکن چونکہ غیر مقلدین کو اجماعی مسائل کی بھی قطعاً کوئی پرواہ نہیں اس لیے انہوں نے اس مسئلہ کو بھی چھیڑا اور ۱۲۸۴ھ میں ہندوستان کے مشہور شہر اکبر آباد کے کسی غیر مقلد مولوی نے فتویٰ دیا کہ تراویح آٹھ رکعات ہیں کیونکہ یہ فتویٰ ایک اجماعی مسئلہ کے خلاف تھا اور امت میں اختلاف وفتنہ کا سبب تھا اس لیے اس کے خلاف طوفان برپا ہو گیا اور اسی سن میں مطبع لطافت آگرہ سے ایک رسالہ بنام استفتاء التراویح طبع ہوا جس میں اس علاقہ کے تقریباً ۱۸ علماء

(۱) مجموعہ رسائل مکمل نماز و ہدایۃ النبی ص ۲۱

کرام کے پرزور فتوے طبع ہوئے اور عوام الناس کو اس فتنے سے آگاہ کیا گیا۔ خطۂ پنجاب میں سے سب سے پہلے تراویح کے آٹھ ہونے کا فتویٰ مولوی محمد حسین بٹالوی نے دیا۔ اس کی تائید مولوی عبدالمجید سوہدری کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے کہ:

''لاہور میں آٹھ تراویح کی ترویج آپ ہی (مولوی محمد حسین بٹالوی) سے ہوئی''۔(۱)

مولوی محمد حسین بٹالوی کے فتویٰ کا رد ایک غیر مقلد عالم مولانا غلام رسول صاحب قلعہ میاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ نے ۱۲۹۰ھ میں لکھا اور ۱۲۹۱ھ میں چھپا جس میں مولانا نے ثابت کیا کہ اس عرصہ میں شرقاً غرباً پورے عالمِ اسلام میں تراویح ۲۰ رکعات ہی ہوتی رہیں اور کسی نے اس سے اختلاف نہیں کیا، یہ رد فارسی زبان میں تھا۔ امام اھل السنۃ حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر نور اللہ مرقدہ نے اس کو ترجمہ کر کے شائع کر دیا ہے اور اس کے شروع میں ایک مفید دیباچہ بھی رقم فرمایا ہے مذکورہ تفصیل اسی دیباچہ سے ماخوذ ہے۔

(۱) سیرت ثنائی طبع مکتبہ قدوسیہ ص۳۵۲

(۳)(۲)(۱)

باب چہارم

فرقہ اہل حدیث (پاک وہند) کے عقائد ونظریات

عقائد اعمال کی روح اور جان ہوتے ہیں اگر عقائد صحیح ہوں تو اعمال بھی صحیح ہوتے ہیں اور اگر عقائد خراب ہو جائیں تو ان کی خرابی تمام اعمال پر اثر انداز ہوتی ہے خواہ وہ کتنے ہی اخلاص وللّٰہیت اور سنت کے مطابق ادا کیے گئے ہوں اسی لیے قرآن وحدیث میں عقائد کی تصحیح پر بہت زور دیا گیا ہے۔

موجودہ دور میں غیر مقلدین حضرات اپنے آپ کو سب سے زیادہ صحیح العقائد، موحد اور حق پرست سمجھتے ہیں اور اپنے سوا سب کو فاسد العقائد، مشرک اور گمراہ سمجھتے ہیں۔ ذیل میں غیر مقلدین کے اکابر واصاغر کے چند عقائد ونظریات پیش کیے جاتے ہیں جس سے ایک تو غیر مقلدین کے قول وفعل کے تضاد کا کچھ اندازہ ہو سکے گا دوسرے حق وباطل میں بھی امتیاز ہوگا اور معلوم ہوگا کہ توحید کے یہ نام نہاد علمبردار خود کتنے پانی میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی شکل وصورت

نواب وحید الزماں فرماتے ہیں:

”وله صورة فی احسن الصور“(۱)

”خدا کے لیے شکل وصورت ہے تمام صورتوں میں سب سے اچھی۔

اللہ تعالیٰ کا مکان

نواب صاحب رقم طراز ہیں:

”ومكانه العرش و قول المتكلمين انه ليس فی جهة ولا مكان باطل بالشرع والعقل اذ كل موجود يبغی مكانا“.(۲)

اللہ تعالیٰ کا مکان عرش ہے، متکلمین کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کسی جہت اور مکان میں نہیں رہتا

(۱)ہدیۃ المھدی ج۱ص۷ ونزل الابرار ج۱ص۳ (۲)ہدیۃ المھدی ج۱ص۹ ونزل الابرار ج۱ص۳

ہے ازروئے شرع وعقل باطل ہے' کیونکہ ہر موجود مکان چاہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اترتے اور چڑھتے ہیں

یہی مولوی وحیدالزمان خاں صاحب بعض آیاتِ قرآنیہ کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ''پھر آسمان کی طرف چڑھ گیا اور سات آسمان ہموار کیے''۔(۱)

الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰی(سورہ طٰہٰ، آیت ۵) ''وہ بڑے رحم والا تخت پر چڑھا''۔(۲)

ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَى الْعَرْشِ ''پھر تخت پر جا بیٹھا''(۳)

مزید لکھتے ہیں:

''فینزل ربنا تبارک و تعالٰی کل لیلة الی السماء الدنیا ثم یصعد الٰی عرشه و کرسہٖ'' (۴)

اللہ تبارک وتعالیٰ ہر رات آسمانِ دنیا کی طرف اترتے ہیں پھر اپنے عرش وکرسی کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے وزن سے کرسی چر چر کرتی ہے

علامہ وحیدالزماں حیدرآبادی نے اپنے ترجمہ قرآن میں آیہ کریمہ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کے حاشیہ پر ذاتِ باری تعالیٰ کے بارے میں لکھا ہے:

''جب کرسی پر بیٹھتا ہے تو چار انگل بھی بڑی نہیں رہتی ہے اور اس کے بوجھ سے چر چر

(۱) تبویب القرآن ج ۱ ص ۴، سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۹ (۲) تبویب القرآن ص ۴۷ (۳) تبویب القرآن ص ۵۰ (۴) ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۱۰

کرتی ہے''۔(۱)

اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود نہیں

جماعت غرباء اہل حدیث کے مفتی عبد الغفار صاحب ایک استفسار کے جواب میں لکھتے ہیں:

''خداوند تعالیٰ بذاتہٖ وبنفسہٖ ہر جگہ موجود نہیں''۔(۲)

نداء لغیر اللہ

نواب وحید الزماں لکھتے ہیں:

''اما الدعاء اللغوی بمعنی النداء فتجوز لغیر اللہ مطلقا سواء کان حیا او میتا''.(۳)

رہا دعا کا لغوی معنی نداء کرنا تو وہ غیر اللہ کے لیے بالکل جائز ہے خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ۔

آگے فرماتے ہیں:

''بھذا ظھران ما تقولہ العامۃ یا رسول اللہ او یا علی او یا غوث فبمجرد النداء لانحکم بشرکھم''.(۴)

اسی سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ عام لوگ جو یا رسول اللہ، یا علی، یا غوث کہتے ہیں ہم محض نداء کرنے پر ان کے مشرک ہونے کا حکم نہیں لگا سکتے۔

استعانۃ بغیر اللہ

نواب وحید الزماں صاحب تحریر فرماتے ہیں:

(۱)قرآن پاک محشی ومترجم علامہ وحید الزماں، ص ۶۰ (۲)فتاویٰ ستاریہ ج ۳ ص ۵۶ (۳)ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۲۳ (۴)ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۲۴

"وقال السيد فی بعض توالیفه قبله دین مددے، کعبهٔ ایمان مددے، ابن قیم مددے، قاضی شوکاں مددے". (۱)

نواب صدیق حسن خاں نے اپنی بعض تالیفات میں ذکر کیا ہے کہ قبلۂ دین مدد کیجیے، کعبۂ ایماں مدد کیجیے، ابن قیم مدد کیجیے، قاضی شوکانی مدد کیجئے (کہنا جائز ہے)۔

لفظ اللہ کے ساتھ ذکر کرنا بدعت ہے

نواب صدیق حسن خان صاحب کے نزدیک لفظ اللہ کے ساتھ ذکر کرنا بدعت ہے۔(۲)

قارئین محترم! یہ ہیں غیر مقلدین کے اکابر کے عقائد ذات وصفات باری تعالیٰ کے متعلق، اور یہ ہے ان کی توحید' خود غیر اللہ سے استعانت کو جائز کہیں۔ مردوں کو دور ونزدیک سے پکارنا جائز قرار دیں، یا علی اور یا غوث کہنے کو صحیح قرار دیں بلکہ یہ اعمال خود بھی بجا لائیں۔ تو توحید میں کچھ خلل نہیں آتا۔ ہاں اگر کوئی صحیح العقیدہ کسی شرعی مسئلہ میں استدلال کے بغیر کسی بزرگ کی کوئی کرامت یا کشف ذکر کردے یا کسی بزرگ کو غیر مختار سمجھتے ہوئے وسیلہ کرے تو فوراً کفر وشرک کی مشین چلنے لگتی ہے۔

رام چندر، لچھمن اور کشن جی وغیرہ نبی ہیں

نواب وحیدالزماں صاحب فرماتے ہیں:

"ما ینبغی لنا ان نجحد نبوة الانبیاء الآخرین الذین لم یذکرھم اللہ سبحانه فی کتابه و عرف بالتواتر بین قوم ولو کفار انھم کانوا انبیاء صلحاء کرامچندر ولچھمن وکشن جی بین الھنود وزرتشت بین الفرس

(۱) ہدیۃ المہدی ج ا ص ۲۳ (۲) خیر البراہین ص ۴۹ بحوالہ البنیان المرصوص ص ۷۳

و کنفسیوس و بدھا بین اھل الصین و جاپان و سقراط و فیثا غورث بین اھل الیونان بل یجب علینا ان نقول آمنا بجمیع انبیائه و رسله". (۱)

"ہمارے لیے مناسب نہیں ہے کہ ہم دوسرے نبیوں کی نبوت کا انکار کریں جن کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے تو اپنی کتاب میں نہیں کیا، لیکن وہ اپنی اپنی قوموں میں تواتر کے ساتھ نیکوکار انبیاء معروف ہیں اگر چہ وہ قومیں کافر ہی سہی جیسا کہ رام چندر، لچھمن، کشن جی ہندوؤں میں، زرتشت فارسیوں میں، کنفیوشس اور بدھا چینیوں اور جاپانیوں میں اور سقراط اور فیثا غورث یونانیوں میں' بلکہ ہم پر واجب ہے کہ ہم کہیں کہ ہم اللہ کے تمام نبیوں اور رسولوں پر ایمان لائے"۔

روضۂ اطہر کی زیارت کے لیے جانا جائز نہیں

پروفیسر طالب الرحمان لکھتا ہے "لاتشدوا الرحال ....الخ" والی حدیث سے ثابت ہوا کہ سفر کر کے انبیاء و اولیاء اللہ کی قبروں کی زیارت کیلئے جانا منع ہے۔(۲)

حافظ عبداللہ غیر مقلد نے لکھا ہے:

"طلبِ علم اور دیگر ضروریات کے لیے سفر کا کوئی حرج نہیں، صرف کسی جگہ کی طرف جس میں قبر نبوی بھی داخل ہے ثواب کی نیت سے سفر کرنا جائز نہیں"۔(۳)

جناب صدیق حسن خان قنوجی بھوپالی کا اس سلسلے میں نوابی فیصلہ یہ ہے:

"والسفر لمجرد الزیارة فیه نزاع ومن سافر بمجرد قبر فلم یزر زیارة شرعیة بل بدعة" (۴)

صرف زیارت کے واسطے سفر کرنے (کے حکم) میں اختلاف ہے اور جس نے محض قبر کی

(۱) ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۸۵ (۲) آیئے عقیدہ سیکھیئے ص ۲۱۱
(۳) مسئلہ سماع موتیٰ، ص ۱۱۹ (۴) رحلۃ الصدیق، ص ۷۹

جانب سفر کیا تو یہ شرعی زیارت نہیں بلکہ بدعت ہے۔

مرزائی اسلامی فرقہ ہیں

مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں:

''اسلامی فرقوں میں خواہ کتنا بھی اختلاف ہو آخر کار نقطۂ محمدیت پر جو درجہ ہے **والذین معہ** کا اس میں سب شریک ہیں اس لیے گو ان میں باہمی سخت شقاق ہو مگر اس نقطہ محمدیت کے لحاظ سے ان کو باہمی رحماء ہونا چاہیے مرزائیوں کا سب سے زیادہ مخالف میں ہوں مگر نقطہ محمدیت کی وجہ سے میں ان کو بھی اس میں شامل سمجھتا ہوں''۔(۱)

ایک اور مقام پر مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں:

''لطیفہ، حافظ عبداللہ اور ان کے نامہ نگار کے نزدیک متقی کا دائرہ اتنا تنگ ہے کہ کوئی اور دائرہ اتنا تنگ نہ ہوگا، غیر مسلم تو متقی کی تعریف سے بالبداہت خارج ہیں۔ مسلم فرقوں میں سے رافضی، خارجی، معتزلہ، جہمی، قادیانی، عرشی، فرشی وغیرہ سب لوگ غیر متقی ہیں''۔(۲)

مولوی عبدالعزیز سیکرٹری جمعیۃ مرکزیہ اہل حدیث ہند لکھتے ہیں:

''آپ نے (مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے) مرزائیوں کو عدالت میں مرزائی وکیل کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے مرزائیوں کو مسلمان مانا''۔(۳)

مرزائیوں سے نکاح جائز ہے

مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں:

(۱) اخبار اہل حدیث، امرتسر ۱۶ اپریل ۱۹۱۵ء بحوالہ ترک تقلید کے بھیانک نتائج ص ۵۵

(۲) مظالم روپڑی ص ۳۷ (۳) فیصلہ مکہ ص ۳۶

''اگر عورت مرزائن ہے تو علماء کی رائے ممکن ہے مخالف ہو میرے ناقص علم میں نکاح جائز ہے''۔(۱)

مرزا غلام احمد قادیانی فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کا داماد ہے

مؤلف سیرت المہدی مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے میری شادی سے پہلے حضرت صاحب کو معلوم ہوا تھا کہ آپ کی دوسری شادی دلی میں ہوگی چنانچہ آپ نے مولوی محمد حسین بٹالوی کے پاس اس کا ذکر کیا تو چونکہ اس وقت اس کے پاس تمام اہل حدیث لڑکیوں کی فہرست رہتی تھی اور میر صاحب بھی اہل حدیث تھے اور اس سے بہت میل جول رکھتے تھے اس لئے اس نے حضرت صاحب کے پاس میر صاحب کا نام تجویز کیا شروع میں میر صاحب نے اس تجویز کو بوجہ تفاوت عمر ناپسند کیا مگر آخر رضا مند ہو گئے اور پھر حضرت صاحب مجھے بیاہنے دلّی گئے آپ کے ساتھ شیخ حامد علی اور لالہ ملاوامل بھی تھے نکاح مولوی نذیر حسین نے پڑھایا تھا یہ ۲۷ محرم ۱۳۰۲ھ بمطابق نومبر 1894ء بروز پیر کی بات ہے اس وقت میری عمر ۱۸ سال کی تھی حضرت صاحب نے نکاح کے بعد مولوی نذیر حسین کو ۵ روپے اور ایک مصلّی نذر دیا تھا''۔(۲)

مؤلف تاریخ احمدیت رقم طراز ہے:

''(شادی کی) تاریخ طے پا گئی تو آسمانی دولہا یعنی حضرت مسیح موعود (مرزا

(۱) اخبار اہل حدیث امرتسر ۲ نومبر ۱۹۳۳ء بحوالہ ترک تقلید کے بھیانک نتائج ص ۵۴

(۲) سیرت المہدی ج ا ص ۵۷

قادیانی) دوخدام کی مختصرسی بارات لے کر دلی پہنچے خواجہ میر درد کی مسجد میں عصر ومغرب کے درمیان مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی نے گیارہ سو روپے مہر پر نکاح پڑھا جو ضعف اور بڑھاپے کی وجہ سے چل پھر نہیں سکتے تھے اور ڈولی میں بیٹھ کر آئے تھے۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اس موقع پر مولوی صاحب کو ایک مصلیٰ اور پانچ روپے ہدیہ دیئے"۔(۱)

غور طلب بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی جو کہ ۱۳ فروری 1835ء بمطابق 1250ھ کو پیدا ہوا اور ۱۸۶۴ء میں ماموریت کا دعویٰ کیا' ۱۸۶۸ء میں مولوی محمد حسین بٹالوی سے مباحثہ کی تیاری کی اور الہام کا بھی دعویٰ کیا ۱۸۸۲ء کو ۷۰ فقرات پر مشتمل الہام کا دعویٰ کیا اتنا کفر واضح ہوجانے کے باوجود آخر محمد حسین بٹالوی، فرقہ اہل حدیث پاک و ہند کے سرخیل کی وہ کونسی مجبوری تھی کہ اہل حدیث لڑکیوں کی فہرست سے مرزا کیلئے ایک رشتہ تلاش کیا اور اس شیطان کو اپنی نسل چلانے کیلئے فرقہ اہل حدیث سے لڑکی دی اور ۱۸۸۴ء کو مولوی نذیر حسین دہلوی نے نکاح پڑھایا۔ کیا ان کفریہ الہامات اور دعویٰ ماموریت کے باوجود کچھ مسلمانی باقی رہ گئی تھی کہ میاں صاحب پیرانہ سالی کے باوجود نکاح پڑھانے کو چل دیئے؟ یا پانچ روپے میں کشش زیادہ تھی؟ آخر کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز ہے

مولوی ثناءاللہ صاحب لکھتے ہیں:

"میرا مذہب اور عمل ہے کہ ہر کلمہ گو کے پیچھے (نماز میں) اقتداء جائز ہے چاہے وہ شیعہ ہو یا مرزائی"۔(۲)

مولوی عبدالعزیز صاحب تحریر فرماتے ہیں:

(۱) تاریخ احمدیت ج ۲ ص ۵۶ بحوالہ فتویٰ امام ربانی ص ۴۶ سیرت المہدی ج ۱ ص ۵۷

(۲) اخبار اہل حدیث ۱۲ اپریل ۱۹۱۵ء فتویٰ امام ربانی ص ۵۰

''آپ نے لاہوری مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھی آپ مرزائی کیوں نہیں، آپ نے فتویٰ دیا کہ مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز ہے،اس لیے آپ خود مرزائی کیوں نہیں''۔(۱)

مولوی ثناء اللہ صاحب ایک مقام پر خود رقم طراز ہیں:

''بعض لوگوں کو وہم ہوتا ہے کہ چونکہ مرزائی وغیرہ فرقوں کے اعتقادات اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ ان کو کفر لازم آتا ہے بلکہ علماء نے ان پر کفر کا فتویٰ بھی دیا ہے اس لیے ان کی تو اپنی نماز جائز نہیں پھر ان کے پیچھے ہماری نماز کیوں کر ہو گی، دراصل یہی ایک سوال ہے جس نے مسلمانوں کو اس حد تک پہنچایا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر خدا کے حضور میں کھڑے نہیں ہو سکتے، اسی طرح بعض لوگ میرے اس فتویٰ سے (کہ مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز ہے) یہ سمجھتے ہیں کہ مرزائیوں کے پیچھے جب نماز ہو گی تو ان کے فتویٰ کفر میں بھی تخفیف آ جائے گی،اس لیے میں ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ جوازِ اقتداء سے نہ میں ان کے اعتقادات کا مصحح ہوں نہ ان کے فتویٰ میں تخفیف ہوتی ہے، میں ارکانِ صلاۃ میں امام اور مقتدی کا ربط مانتا ہوں مگر قبولیت اور عدم قبولیت میں ان دونوں کا کوئی تعلق نہیں سمجھتا اس لیے جو شخص نماز کو فرض جان کر ارکان نماز ادا کرتا ہے اس کے پیچھے اقتداء کرنا میں جائز جانتا ہوں گو اعتقادی فتور کی وجہ سے امام کی نماز قبول نہ ہو تاہم مقتدی کی قبول ہو جائے گی''۔(۲)

مشہور غیر مقلد عالم عنایت اللہ اثری صاحب لکھتے ہیں:

''رمضان المبارک سے کچھ روز پیشتر میں نے میاں محمود احمد صاحب (خلیفہ مرزا غلام احمد قادیانی) سے کہا کہ نماز تراویح مسجد اقصیٰ (قادیان) یا کہ مسجد مبارک میں مَیں پڑھاؤں گا۔آپ دوستوں میں اعلان فرما دیں۔موصوف نے فرمایا کہ آپ کی اقتدا میں

(۱)فیصلہ مکہ ص ۳۶ (۲)فتاویٰ علماء حدیث ج ۲ ص ۱۹۸ بحوالہ اخبار اہل حدیث ۹ صفر ۱۳۲۶ھ

کوئی نماز نہیں پڑھے گا کہ آپ نے بیعت نہیں کی۔ میں نے عرض کی کہ بیعت تو سوچ سمجھ کر ہوگی۔ بے سوچے بیعت کیسے کرلوں۔ نماز کا تعلق اسلام سے ہے بیعت سے نہیں۔ جب مَیں آپ کو مسلمان سمجھ کر اقتداء کررہا ہوں تو آپ کو میری اقتداء سے کون سی چیز مانع ہے۔ فرمایا: ہمارا تو کوئی ایماء نہیں تو اپنے طور پر آزادی سے ہمیں مسلمان قرار دیتا ہے اور ہمارا آزادنہ خیال یہ ہے کہ تو کافر ہے اور تیری اقتداء میں ہماری نماز نہیں ہوسکتی''۔(۱)

دانش نے کیا خوب کہا ہے ؎

جو صرف تیری تمنا میں ہوگئے برباد
سنا ہے اب تیری نظروں میں معتبر بھی نہیں

قادیانیوں کے جلسہ میں شرکت

عنایت اللہ اثری صاحب لکھتے ہیں:

''جمادی الاخریٰ ۱۳۳۴ھ مطابق اپریل ۱۹۱۶ء میں مجھے قادیان جانا پڑا، تو مولوی عبیداللہ صاحب احمدی وزیرآبادی کے یہاں قیام کیا چونکہ کئی دنوں تک قیام کا ارادہ تھا اس

(۱)الجسر البلیغ ص۱۲۔۱۳

غیرمقلدین کے شیخ الحدیث اسماعیل سلفی صاحب نے حافظ عنایت اللہ اثری صاحب کے اہل حدیث ہونے کی توثیق فرمائی ہے۔

اثری صاحب لکھتے ہیں:

''۲۰ دسمبر ۵۲ء کو مولوی اسماعیل صاحب گوجرانوالہ نے اپنے ایک کارکن کو خط لکھا جس میں میری بابت یوں ارقام فرمایا کہ محترم حافظ صاحب جہاں تک مسلک اہل حدیث کا تعلق ہے بے حد مخلص ہیں''۔(دیکھیے العطر البلیغ ص۲۱)

حکیم فیض عالم صاحب نے اپنی کتاب ''اختلافِ امت کا المیہ ص۲۰۴'' میں عنایت اللہ اثری صاحب کو جلیل القدر ہستیوں میں شمار کیا ہے۔

لیے دیگر سامانِ ضرورت کے ہمراہ ایک نئی جوتی بھی ہمراہ لے گیا تھا اور کبھی کبھی اسے بھی استعمال کرتا تھا کہ پاؤں کے ساتھ مانوس ہو جائے۔ایک روز مسجدِ اقصیٰ (قادیان) سے وہ چوری ہوگئی اور کافی تلاش پر بھی وہ دستیاب نہ ہوسکی۔مولوی عبیداللہ صاحب نے دوستوں سے ذکر کیا کہ یہ میرے دوست بھی ہیں اور مہمان بھی ہیں اور ہیں بھی غیر احمدی،ان پر اس چوری کا کیا اثر ہوگا تو انہوں نے فرمایا کہ انہیں جوتی ہم خرید دیتے ہیں،میں نے کہا کہ نہیں میں پرانی جوتی سے کام چلا لوں گا۔

احمدی علماء باری باری میرے پاس آتے اور باتیں کرتے رہتے۔ایک دفعہ مولوی غلام رسول صاحب (مرزائی) آف راجیکے میرے پاس تشریف لائے اور باتیں کرتے رہے اور فرمایا کہ میں آپ کے بالمقابل جاہل ہوں۔میں نے کہا کہ میں تو آپ کو عالم بلکہ جید عالم ٹھہراتا ہوں۔آپ نے ایسا کیوں فرمایا،اگر انکساری ہے تو بھی ٹھیک نہیں''۔(۱)

ایک اور جگہ حافظ عنایت اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

''اور درزی کا کام اور تلّہ کاری ماسٹر ٹیلر کریم بخش صاحب وزیرآبادی سے سیکھا ہے اور پھر کچھ عرصہ تک حافظ غلام محمد صاحب وزیرآبادی سے بھی سیکھا ہے''۔(۲)

اور اس کے حاشیہ میں حافظ صاحب لکھتے ہیں:

''یہ حافظ صاحب مرزائی خیال تھے،انہوں نے مجھے قادیان کے سالانہ جلسہ پر روانہ کر دیا''۔(۳)

مرزائیت کی نرسری

عنایت اللہ اثری صاحب تحریر فرماتے ہیں:

(۱)الجسر البلیغ ص ۱۲ (۲)الجسر البلیغ،ص۲ (۳)الجسر البلیغ ص ۲

''۱۹ اگست ۱۹۶۲ء کو میں ظہر پڑھ کر مسٹر بدر الاسلام صاحب سٹوڈنٹ بی۔ ایس۔ سی سالِ سوم کو بلوغ المرام پڑھا رہا تھا کہ دو مسافر تشریف لائے اور ظہر و عصر دونوں بصورت جمع پڑھا تو میں سمجھ گیا کہ یہ احمدی ہوں گے، چنانچہ فارغ ہو کر ایک صاحب نے فرمایا کہ میں ربوہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ انہوں نے باتوں باتوں میں یوں بھی فرمایا تھا کہ اکثر اہل حدیث احمدی ہوئے ہیں۔ مَیں نے کہا کہ مرزا صاحب تو حنفی تھے فرمایا کہ نہیں وہ بھی اہل حدیث تھے۔(۱)

قارئین کرام! ایک قادیانی کا یہ کہنا کہ 'اکثر اہلِ حدیث احمدی ہوئے ہیں' حقیقت پر مبنی ہے اسے یہ کہہ کر کہ یہ ایک قادیانی کا بیان ہے جو قابل قبول نہیں، رد نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس حقیقت کا اعتراف غیر مقلدین کے ایک مقتدر عالم میر ابراہیم سیالکوٹی نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ وہ رقم طراز ہیں:

''اس سے پیشتر اسی طرح کے اختلاط سے جماعت اہل حدیث کے کثیر التعداد لوگ قادیانی ہو گئے تھے جس کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ ابتداء میں مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے ان کو الہامی مان کر ان کی موافقت کی اور ان کی تائید میں اپنے رسالہ اشاعت السنۃ میں زوردار مضامین بھی لکھتے رہے جس سے جماعت اہل حدیث کے معزز افراد مرزا صاحب کی بیعت میں داخل ہو گئے''۔(۲)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ تھا

عنایت اللہ اثری صاحب لکھتے ہیں:

''دوسرے (رسالہ) میں عیسیٰؑ کے بے پدری پیدائش پر پوری پوری بحث و تمحیص ہے

(۱) العطر البلیغ ص ۱۵۶ (۲) احتقال الجمہور ص ۲۳

اور دلائل و براہین سے ثابت کیا ہے کہ موصوف (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کا باپ تھا اور وہ معلوم النسب اور شریف النسب تھے۔ بے پدری کا خیال خطرناک ہے''۔(۱)

مزید لکھتے ہیں:

''افسوس ہے کہ مریم بیچاری کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہوا کہ دوسروں کے لیے تو نکاح کے بعد بھی چھ ماہ تک کوئی کرامت قبول نہیں کی گئی اور اس (مریم) کے لیے نکاح کے بغیر ہی خلاف شرع کرامۃً بچہ پیدا کرلیا گیا کیا خوب ہے''۔(۲)

کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں:

''عیسیؑ کی والدہ ماجدہ تو اپنا شوہر اور اس کا باپ بتا رہی ہے اور باپ بیٹا بھی دونوں اسے تسلیم فرما رہے ہیں مگر صدیوں بعد لوگوں نے انہیں بے پدر بتایا اور آپ کی والدہ کو بے شوہر بتایا کیا خوب ہے''۔(۳)

(۱) العطر البلیغ ص ۱۷۵ (۲) عیون زمزم ص ۱۹

(۳) عیون زمزم ص ۴۰

اثری صاحب نے یہ کتاب چھاپ کر مرزائیوں کے پاس اور دیگر مختلف مقامات پر تبصرہ کے لیے بھیجی، ملے جلے ردعمل کا اظہار ہوا البتہ مرزائیوں نے کتاب کی خوب تحسین کی اسے اثری صاحب کا جرأت مندانہ اقدام قرار دیتے ہوئے ایک تو انہیں مبارک باد دی، دوسرے یہ مشورہ دیا کہ اثری صاحب ہمت کریں اور حضرت عیسیٰؑ کی وفات کے متعلق بھی ایک ایسی ہی کتاب لکھیں۔ تفصیلات کے لیے قارئین ''العطر البلیغ'' کے ص ۱۷۷ و ۱۸۳ ملاحظہ فرمائیں۔

مرزائیوں کا اس کتاب کے چھپنے پر خوش ہونا ایک فطری امر تھا کیونکہ مرزائیوں کا یہ ایک اہم عقیدہ ہے جسے وہ شدومد کے ساتھ ثابت کرتے ہیں، جب ایک غیر مقلد عالم نے اس عقیدہ کے اثبات پر کتاب لکھی تو ان کے وارے نیارے ہوگئے۔

’’ہدہد‘‘ ایک انسان تھا

اثری صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

’’پھر مولوی عطاء اللہ (حنیف) صاحب (بھوجیانی) کے طلبہ نے دریافت کیا کہ ہدہد کی بابت آپ نے البیان المختار میں بیان کیا ہے کہ وہ انسان تھا یہ تفسیر سلف کے خلاف ہے میں نے سمجھایا کہ اس سے سلطان مبین کا مطالبہ ہوا ہے جو کہ انسانوں سے ہوتا ہے پرندوں سے ایسا مطالبہ نہیں کیا جاتا۔ پھر جو اس نے سلطان مبین (اپنی صفائی) میں پیش کیا، اس کی بابت سلیمانؑ نے فرمایا کہ ہم اس کی تحقیق کریں گے کہ تو نے سچ بولا ہے یا جھوٹ بیان کیا ہے۔ اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ وہ انسان ہے کہ اس کے علاوہ تمام حیوانات بلکہ جمادات و نباتات و دیگر اشیاء میں سچ اور جھوٹ کی اہلیت نہیں‘‘۔(۱)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جس پتھر پر کپڑے رکھ کر غسل کیا تھا اس سے مراد گھوڑی ہے

اثری صاحب لکھتے ہیں:

’’مولوی احمد الدین صاحب نے ایک مذاکرہ کے سلسلہ میں فرمایا کہ موسیٰؑ نے جس حجر پر کپڑے رکھ کر غسل فرمایا تھا اس کا ترجمہ آپ نے اپنی کتاب میں گھوڑی کر دیا ہے حالانکہ دیگر روایتوں میں صخرہ کا لفظ صاف ہے جس کا گھوڑی ترجمہ کرنا ممکن نہیں، میں نے عرض کی کہ اگر کوئی ایسی روایت ہے تو وہ روایت بالمعنی پر محمول ہے‘‘۔(۲)

مزید لکھتے ہیں:

(۱)العطر البلیغ ص۱۹۔۲۰ (۲)العطر البلیغ ص ۲۵

''ظہر کے بعد محترم عبداللہ صاحب اہل حدیث کی دکان پر گیا تو وہاں موصوف و نیز محترم غلام محمد صاحب ڈارودیگر بعض دوسری میری شائع کردہ کتابوں کے بعض مسائل کا ذکر کر رہے تھے تو مجھے دیکھ کر فرمایا کہ لو وہ بھی آ گئے ہیں اس پر روشنی ڈالیں گے، چنانچہ میں نے زیر بحث باتوں کو بیان کیا کہ پتھر کپڑے لے کر نہیں بھاگا وہ گھوڑی تھی جو کہ چل پڑی''۔(۱)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مچھلی زندہ ہوکر دریا میں نہیں گئی

اثری صاحب تحریر فرماتے ہیں:

''اسی طرح پر (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی) مردہ مچھلی جی کر پانی میں نہیں گئی''۔(۲)

حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نے نہیں نگلا

اثری صاحب لکھتے ہیں:

''اور کہ یونسؑ بھی مچھلی کے پیٹ میں نہیں گرے بلکہ اس کا وہی مطلب ہے جو میں نے محولہ کتاب میں بیان کر دیا ہوا ہے اور اگر فرضاً گرے بھی ہوں تو فوراً اسے قے ہوئی تو اس نے اسے کنارے پر جا کر اگل دیا' زیادہ دیر تک پیٹ میں ٹھہرانا ہرگز ٹھیک نہیں''۔(۳)

کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں:

''۳۱ جنوری ۶۰ء کو وزیر آباد شیخ حافظ عبدالرحیم صاحب کی دکان پر اور پھر مسجد اہل حدیث میں دریافت ہوا کہ قرآن مجید نے تصریح فرمائی کہ یونسؑ کو مچھلی نے نگل لیا تھا مگر آپ نے اس کا انکار کیا ہے، میں نے کہا: یونسؑ جوتی کپڑوں میں ملبوس تھے اور جیب میں پیسے بھی ضرور ہوں گے۔ اگر لوگوں نے آپ کو دریا میں دھکیل دیا تو وہ ظالم اور آپ مظلوم

(۱) العطر البلیغ ص ۲۸ (۲) العطر البلیغ ص ۲۹ (۳) العطر البلیغ ص ۲۹

تھے اور خود عمداً کود پڑے تھے تو یہ خلافِ شرع ہے آپ کی شان نہیں اور اگر ان کی کوئی پیش گوئی جھوٹی ثابت ہوئی اور شرمندہ ہو کر وہاں سے بھاگے اور اللہ پاک نے سزا کے طور پر اسے مچھلی کے پیٹ (جیل خانہ) میں ڈال دیا اور چالیس دن تک اس قید خانہ میں سزا پا کر نکلے تو سزا یافتہ نبی ٹھہرے جیسا کہ تفسیروں میں درج ہو کر مشہور ہوا ہے اور آپ لوگوں کا خیال ہے''۔(۱)

سورۂ عبس میں عابس سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کوئی کافر ہے

اثری صاحب لکھتے ہیں:

''اکتوبر ۵۹ء میں تفسیر العبس عن تفسیر سورۃ عبس شائع کرائی جس میں ایک صفحہ پر فصیح بلیغ عربی اور دوسرے صفحہ پر اس کا ترجمہ برابر چلایا گیا ہے۔ اس میں ثابت کیا ہے کہ عابس رسول اللہ ﷺ ہرگز نہیں، عابس سے مراد کوئی کافر ہے جس پر اللہ پاک نے خفگی ظاہر فرمائی ہے''۔(۲)

انکارِ حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام

مشہور غیر مقلد عالم عبدالقادر حصاروی لکھتے ہیں:

''میری (عبدالقادر حصاروی کی) لاہوری جمعیت میں اس لیے شمولیت نہیں ہو سکتی کہ اس کے لکھوی امیر صاحب کے عقائد میں مرزائیت سرایت کر گئی ہے۔ جس شخص کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ فوت ہو چکے ہیں، خروجِ دجال، ظہورِ مہدی نہیں ہوگا یہ سب افسانے

(۱) العطر البلیغ ص ۷۹ (۲) العطر البلیغ ص ۷۸

ہیں، اور یہ عیسائی عقیدہ ہے کہ عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور بخاری ومسلم میں جعلی و ناقابل اعتبار حدیثیں ہیں، مولوی معین الدین لکھوی اور محی الدین لکھوی ایسے عقائد والے شخص کو کافر نہیں کہتے، حالانکہ لکھوی خاندان کے جد بزرگوار عارف باللہ مولانا عبدالرحمٰن مدفون مدینہ منورہ اور دیگر اکابر علماء اہل حدیث کا فتویٰ شائع ہو چکا ہے کہ حیاتِ مسیح کا منکر کافر ہے، مگر مولوی محمد علی کے دونوں صاحبزادے صرف اپنے والد کی رعایت کے لیے اپنے خاندان کے بزرگِ اعلیٰ کے فتویٰ کا انکار کرتے ہیں اور مولوی محی الدین تو اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ مرزائیوں کو کافر نہیں کہتے"۔(۱)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حجت نہیں

صحابہ کرامؓ وہ مقدس ہستیاں ہیں جنہوں نے خدا و رسول ﷺ کی رضاء کے لیے اپنا تن من دھن لٹایا، جنہوں نے دین کی کھیتی کی آبیاری اپنے خون سے کی جنہوں نے اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے لازوال اور بے مثال قربانیاں دیں جن کی تعریف خدا و رسول ﷺ نے کی لیکن غیر مقلدین نے ان پاک باز ہستیوں کو بھی معاف نہیں کیا، ۲۰ رکعات تراویح کو بدعتِ عمری قرار دیا، جمعہ کی پہلی اذان جو حضرت عثمان غنیؓ کے حکم سے جاری ہوئی اسے بدعتِ عثمانی قرار دیا، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے حضور ﷺ سے ترکِ رفع یدین نقل کیا تو ان پر الزامات کی بوچھاڑ کر دی۔ صحابہ کرامؓ کے اجتہادات، فتاویٰ اور تفاسیر کو ناقابل اعتماد ٹھہرایا، بعض غیر مقلدین نے بعض جلیل القدر صحابہ کرامؓ کے خلاف بغض ونفرت کا وہ اظہار کیا کہ الامان والحفیظ اس سلسلہ کے چند حوالہ جات ذکر کیے جاتے ہیں جن سے آپ کو غیر مقلدین کی صحابہ دشمنی کا کچھ اندازہ ہو سکے گا۔

(۱) ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور ص ۱۶ کالم ۱۔۲۔۲۲ مارچ ۱۹۷۴ء

نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں:

"علامہ شوکانی در مؤلفات خود ھزار بارمی نویسد که در موقوفاتِ صحابه حجت نیست"۔ (۱)

علامہ شوکانی اپنی تالیفات میں ہزار مرتبہ لکھتے ہیں کہ صحابہ کے موقوفات میں حجت نہیں ہے۔

نواب صاحب ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

"حاصل آنکه حجت بتفسیر صحابه غیر قائم است لا سیما نزد اختلاف"۔ (۲)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کی (قرآن کی) تفسیر سے دلیل قائم نہیں ہوتی بالخصوص اختلاف کے موقعہ پر۔

نواب نورالحسن لکھتے ہیں:

"در اصول متقرر شده که قول صحابی حجت نیست"۔ (۳)

اصول میں یہ بات طے ہوگئی ہے کہ صحابہ کا قول حجت نہیں۔

موصوف کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں:

"واجتهادِ صحابه بر احدے از امت حجت نه باشد"۔ (۴)

صحابہ کا اجتہاد امت میں سے کسی فرد پر حجت نہیں۔

قارئین کرام! صحابہ کرامؓ کے فتاویٰ، اجتہادات اور ان کی تفاسیر کو نہ ماننا غیر مقلدین کے صرف ان دو حضرات ہی کا نظریہ نہیں بلکہ میاں نذیر حسین صاحب، ان کے بہت سے

(۱) دلیل الطالب ص ۶۱۷ بحوالہ احسن الکلام (۲) بدور الاہلۃ ص ۱۳۹

(۳) عرف الجادی ص ۱۰۱ (۴) عرف الجادی ص ۲۰۷

شاگردوں اور دیگر غیر مقلدین کا بھی یہی نظریہ ہے۔

حضرات شیخینؓ کی افضلیت تسلیم نہیں

نواب وحیدالزماں لکھتے ہیں:

"لا یقال ان تفضیل الشیخین مجمع علیه حیث جعلوه من امارات اهل السنة لانا نقول دعوی الاجماع غیر مسلم" (۱)

ہم پر یہ کہہ کر اعتراض نہ کیا جائے کہ شیخین کی تفضیل اس لئے ایک اجماعی مسئلہ ہے کہ علماء نے اس کو اہل السنۃ والجماعۃ ہونے کی نشانیوں میں سے ایک نشانی قرار دیا ہے، اس لیے کہ ہمیں اجماع کا دعویٰ ہی تسلیم نہیں۔

ایک اور مقام پر رقم طراز ہیں:

"اس مسئلہ میں قدیم سے اختلاف چلا آیا ہے کہ عثمان اور علیؓ دونوں میں افضل کون ہیں؟ لیکن شیخینؓ کو اکثر اہل سنت حضرت علی سے افضل کہتے ہیں اور مجھ کو اس امر پر بھی کوئی قطعی دلیل نہیں ملتی، نہ یہ مسئلہ کچھ اصول اور ارکانِ دین سے ہے، زبردستی اس کو متکلمین نے عقائد میں داخل کر دیا ہے"۔(۲)

نواب صاحب کی اس تحریر سے ایسا لگتا ہے کہ جیسے حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ کے درمیان افضلیت میں علماء کا کوئی بڑا اختلاف ہے جو قدیم سے چلا آ رہا ہے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں۔ جمہور اہل السنۃ حضرت عثمانؓ کی حضرت علیؓ پر افضلیت کے قائل ہیں جیسا کہ مذکورہ دو حدیثوں سے ثابت ہو رہا ہے۔ حضرت علیؓ کی افضلیت کے قائل بہت کم لوگ ہیں اور ان کا قول شاذ کے درجہ میں ہو کر ناقابلِ التفات ہے اور شیخینؓ کو اکثر اہل السنۃ نہیں بلکہ تمام

(۱) ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۹۶ (۲) حیات وحیدالزماں ص ۱۰۳ بحوالہ وحیداللغات مادہ عشم

اہل السنۃ حضرت علیؓ سے افضل گردانتے ہیں۔اسی پر اجماع ہے جیسا کہ پیچھے گزرا۔اسی لیے متکلمین نے اس نظریہ کو عقائد میں شامل کیا اور اہل السنۃ میں سے ہونے کی نشانی قرار دیا۔

خطبہ میں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا تذکرہ بدعت ہے

وحیدالزماں صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

”ولا یلتزمون ذکر الخلفاء ولا ذکر سلطان الوقت لکونه بدعة“ (۱)

اہل حدیث (غیر مقلد) خطبۂ جمعہ میں خلفاء راشدین اور بادشاہِ وقت کے ذکر کا التزام نہیں کرتے کیونکہ یہ بدعت ہے۔

بہت سے غیر صحابی صحابہ کرامؓ سے بڑھے ہوئے ہیں

اس بات پر بھی اہل السنۃ کا اجماع ہے کہ تمام صحابہ کرامؓ ساری امت میں سب سے افضل ہیں، بعد میں آنے والا کوئی فرد کسی مقام پر بھی پہنچ جائے لیکن کسی معمولی سے معمولی صحابی سے بھی افضل نہیں ہوسکتا۔لیکن معلوم ہوتا ہے کہ نواب وحیدالزماں صاحب کو صحابہ کرامؓ سے کچھ چِڑ ہے کہ ان کی عظمت وافضلیت ان کو ایک آنکھ نہیں بھاتی، ان کا کہنا ہے کہ بہت سے بعد میں آنے والے افراد عام صحابہ سے افضل تھے۔

چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

”فان کثیرا من متأخری علماء هذه الامة کانوا افضل من عوام الصحابة فی العلم والمعرفة ونشر السنة وهذا مما لاینکره عاقل ...... ولکنه یمکن للاولیاء وجوه اخری من الفضیلة لم تحصل للصحابی“. (۲)

(صحابہ کرامؓ کے) بعد آنے والے اس امت کے بہت سے علماء، عوام صحابہؓ سے افضل

(۱) ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۱۱۰ (۲) ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۹۰

تھےعلم میں، معرفتِ الٰہی میں اور سنت کے پھیلانے میں اور یہ ایسی بات ہے جس کا کوئی بھی عقل مند انکار نہیں کرسکتا۔ (چند سطر بعد لکھتے ہیں) لیکن یہ ممکن ہے کہ اولیاء کرام کو دوسری وجوہ سے ایسی فضیلت حاصل ہو جو صحابی کو حاصل نہ ہو۔

بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم فاسق ہیں

نواب وحیدالزماں صاحب تحریر فرماتے ہیں:

”ومنه يعلم ان من الصحابة من هو فاسق كالوليد و مثله يقال فى حق معاوية وعمرو و مغيرة و سمرة“. (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ کچھ صحابہ فاسق ہیں جیسا کہ ولید (بن عقبہ) اور اسی کے مثل کہا جائے گا معاویہ (بن ابی سفیان) عمرو (بن عاص) مغیرہ (بن شعبہ) اور سمرہ (بن جندب) کے حق میں (کہ وہ بھی فاسق ہیں، معاذ اللہ)۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی توہین

نواب صاحب لکھتے ہیں:

”بھلا ان پاک نفسوں پر معاویہؓ کا قیاس کیوں کر ہوسکتا ہے جو نہ مہاجرین میں سے، نہ انصار میں سے نہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کی کوئی خدمت اور جاں نثاری کی بلکہ آپ سے لڑتے رہے اور فتح مکہ کے دن ڈر کے مارے مسلمان ہو گئے پھر آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عثمانؓ کو یہ رائے دی کہ علیؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ کو قتل کر ڈالیں“۔ (۲)

آگے لکھتے ہیں:

”ایک سچے مسلمان کا جس میں ایک ذرہ برابر بھی پیغمبر صاحب کی محبت ہو دل یہ گوارا

(۱) نزل الابرار ج ۲ ص ۹۴ (۲) حیات وحیدالزماں ص ۱۰۷ بحوالہ وحیداللغات مادہ عز

کرے گا کہ وہ معاویہ کی تعریف اور توصیف کرے البتہ ہم اہل السنۃ کا یہ طریق ہے کہ صحابہ کرامؓ سے سکوت کرتے ہیں۔ اس لیے معاویہ سے بھی سکوت کرنا ہمارا مذہب ہے اور یہی اسلم اور قرین احتیاط ہے مگر ان کی نسبت کلماتِ تعظیم مثل حضرت و رضی اللہ عنہ کہنا سخت دلیری اور بے باکی ہے اللہ محفوظ رکھے‘‘۔(۱)

ایک اور مقام پر رقم طراز ہیں:

’’ان لوگوں کو یہ معتبر تاریخی روایات نہیں پہنچیں کہ معاویہ برسر منبر حضرت علیؓ کو برا کہا کرتے تھے بلکہ دوسرے خطیبوں کو بھی حکم دے رکھا تھا کہ وہ ہر خطبہ میں جناب امیر کو برا کہیں معاذ اللہ ان پر لعنت کرتے رہیں، سچی بات تو یہ ہے کہ معاویہ پر دنیا کی طمع غالب ہو گئی تھی، وہ حضرت علیؓ کو اعلانیہ برا کہا کرتے تھے اور برسر منبر پر ان پر لعنت کیا کرتے تھے......اور حضرت علیؓ کیا معاویہ کو تمام خاندان رسالت سے دشمنی تھی‘‘۔(۲)

ایک دوسرے مقام پر حضرت معاویہؓ و حضرت عمرو بن عاصؓ کے خلاف یوں گوہرافشانی فرماتے ہیں:

’’مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ معاویہؓ اور عمرو بن عاصؓ دونوں باغی اور سرکش اور شریر تھے اور ان دونوں صاحبوں کے مناقب یا فضائل بیان کرنا ہرگز روا نہیں۔ بلکہ صرف صحابیت کا لحاظ کر کے ان کے ذکر کو سب و شتم سے پاک رکھنا ہی کافی ہے‘‘۔(۳)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی توہین

نواب صاحب لکھتے ہیں:

’’مغیرہ نے اس سے بڑھ کر سخت ظلم اور بیدادیاں کی ہیں اور معاویہؓ کی حکومت میں صدہا

(۱) حیات وحید الزماں ص ۱۰۹ بحوالہ وحید اللغات مادہ عز (۲) لغات الحدیث ج ۲ کتاب س ص ۱۴

(۳) لغات الحدیث ج ۲ کتاب ص ۳۶

آدمیوں کو ستایا اور ایذائیں دی ہیں مگر چونکہ مغیرہ صحابی تھے لہٰذا اہل السنۃ ان کی صحابیت کی حرمت کر کے ان سے سکوت کرتے ہیں اور ان کا امر اللہ کے سپرد کرتے ہیں''۔(۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی توہین

قاری عبدالرحمٰن پانی پتی مرحوم تلمیذ و خلیفہ حضرت شاہ اسحاق صاحب لکھتے ہیں:

''مولوی عبدالحق بنارسی نے ہزارہا آدمیوں کو عمل بالحدیث کے پردہ میں قید مذہب سے نکالا ......اور مولوی صاحب نے ہمارے سامنے کہا کہ عائشہؓ حضرت علیؓ سے لڑکر مرتد ہوئی اگر بے توبہ مری تو کافر مری (العیاذ باللہ)''۔(۲)

تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی توہین

قاری عبدالرحمٰن پانی پتی آگے چل کر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق مولوی عبدالحق غیر مقلد کا گستاخانہ قول نقل کرتے ہیں کہ اس نے کہا:

''صحابہ کو پانچ پانچ حدیثیں یاد تھیں ہم کو سب حدیثیں یاد ہیں۔ صحابہ سے ہمارا علم بڑا ہے صحابہ کو علم کم تھا۔'' (۳)

نواب نورالحسن بھوپالی غیر مقلد استمناء بالید کے قبیح فعل کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بعض اهل علم نقل ایں استمناء از صحابه نزد غیبت از اهل خود کرده اند و درمثل ایں کارحرجے نیست بلکه همچو استخراج دیگر فضلات موذیه بدن ست''۔(۴)

(۱) لغات الحدیث ج ا کتاب چ ص ۷۵ (۲) کشف الحجاب ص ۲۱
(۳) کشف الحجاب ص ۲۱ (۴) عرف الجادی، ج ۲، ص ۲۰۷

بعض اہل علم نے تو صحابہ کرام سے بھی اس عمل کو جب کہ وہ اپنی بیویوں سے دور رہتے تھے نقل کیا ہے۔غرض اس طرح کے کام میں کوئی حرج نہیں بلکہ ہاتھ سے منی نکالنا ایسا ہی ہے جیسے بدن سے دوسرے فضلات کو نکالا جائے۔

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی توہین

حکیم فیض عالم صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''جہالت، ضد، ہٹ دھرمی، نسلی عصبیت کا کوئی علاج نہیں، اپنے خود ساختہ نظریات سے چمٹے رہنے یا مزعومہ تخیلات کو سینے سے لگائے رکھنے کا دفعیہ ناممکن ہے، مگر سیدنا علیؓ کی نام نہاد خلافت کے متعلق قرآنی آیات حضور صادق ومصدوق کے ارشادات کی روشنی میں حقائق گذشتہ صفحات میں بیان کیے جاچکے ہیں ان کی موجودگی میں سیدنا علیؓ کے خود ساختہ حکمرانہ عبوری دور کو خلافتِ راشدہ میں شمار کرنا صریحاً دینی بددیانتی ہے مگر اغیار نے جس چابک دستی سے آنجنابؓ کی نام نہاد خلافت کو خلافت حقہ ثابت کرنے کے لیے دنیائے سبائیت سے درآمد کردہ مواد سے جو کچھ تاریخ کے صفحات میں قلم بند کیا ہے اس کا حقیقت سے قطعاً کوئی تعلق یا واسطہ نہیں ہے''۔(۱)

اور کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں:

''اسی طرح اگر سیدنا علیؓ کو بھی مسلمان منتخب کرکے خلیفہ بناتے تو ان کی ذات کی وجہ سے خلافت کو ضرور وقار ملتا مگر سیدنا علیؓ نے خلافت کے ذریعہ اپنی شخصیت اور ذات کو قد آور بنانا چاہا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کی سیلاب آسا فتوحات ہی ٹھپ ہوکررہ گئیں بلکہ کم و بیش ایک لاکھ فرزندانِ توحید خاک وخون میں تڑپ کر ٹھنڈے ہوگئے''۔(۲)

(۱)خلافت راشدہ ص۵۵۔۵۶ (۲)خلافت راشدہ ص۵۱

نیز آپ کی خلافت کو خلافتِ راشدہ اور خلافت حقہ ماننے والے حضرات کے متعلق یوں لب کشائی کرتے ہیں کہ:

''اب ان تصریحات کی موجودگی میں بھی کوئی رفض سے مرعوب یا متاثر مولوی سبائیت کے خرمن سے برآمد کردہ نظریہ سے رجوع نہیں کرتا تو ہم اسے اگر تقیہ کا مولوی بھی نہ کہہ سکیں تو ہمیں یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ وہ سیدنا علیؓ کی نام نہاد خلافت کی طرح صرف نام نہاد مولوی ہے''۔(۱)

مزید نشتر زنی کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''ہمیں اس مقام پر یہاں مکرر یہ کہنے کی اجازت دیجیے کہ سیدنا علیؓ کی نام نہاد خلافت نہ تو قرآنی معیار پر پوری اترتی دکھائی دیتی ہے نہ ہی نبی کریم ﷺ نے آپ کی خلافت کے متعلق کوئی اشارہ فرمایا۔ بلکہ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا ولا اراکم فاعلین اور نہ کسی صحابیؓ نے آپ کی خلافت پر آپ کی بیعت کی تھی اور نہ محض زبانی ہی آپ کی خلافت کو تسلیم کیا تھا اور نہ ہی بعد کے مؤرخوں نے آپ کی خلافت کے حق میں کوئی ثبوت پیش کیا ہے تو آج کے ان بزعم خویش ''مولاناؤں'' کو یہ حق کس نے دیا ہے کہ وہ سیدنا علیؓ کو خلافت راشدہ میں شمار کر کے بالواسطہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تکذیب کا ارتکاب کریں۔ حضور صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کو جھٹلانے کی جرأت کریں اور صحابہ کرامؓ کے عمل کو باطل قرار دینے کا اقدام کریں گویا اللہ تعالیٰ، نبی کریم ﷺ اور تمام صحابہؓ کو جو بات نہ سوجھی وہ زکوٰۃ وصدقات اور خیرات کی روٹیوں پر پلنے والے اور یتیم خانوں کے مطبخوں کی ہنڈیاں چاٹ کر پروان چڑھنے والے نام نہاد مولویوں کو نظر آ گئی اور آج انہوں نے خلافتِ راشدہ، حق چار یار کے نعروں سے ایک عالم کو پریشان کر رکھا

(۱) خلافتِ راشدہ ص ۷۸

ہے''۔(۱)

ایک مقام پر یوں زہرافشانی کرتے ہیں:

''صدیقۂ کائنات ؓ جنگ جمل کے بعد مدینہ پہنچ کر گوشہ نشین ہو گئیں مگر سیدنا علیؓ نے بصرہ میں بقول مشہور باطنی داعی ناصر خسرو، مسعود نہشلی کی دختر لیلیٰ سے نکاح کر کے اس کے مکان میں قیام فرمایا۔ یہ واقعہ ربیع الاول ۳۵ھ کا ہے یعنی اس وقت حضرت علیؓ کی عمر ۵۰ سال سے زیادہ تھی، حضرت طلحہؓ الخیر اور حواریٔ رسول حضرت زبیر کے علاوہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں صحابہ کرامؓ کی شہادت کے بعد جبکہ عالم اسلام کا تقریباً ہر گھرانہ ماتم کدہ کا منظر پیش کر رہا تھا۔ سیدنا علیؓ کا لیلیٰ سے نکاح فرمانا عظیم عزم، حوصلہ اور استقلال سے بھرپور کارنامہ ہے یا للعجب!''(۲)

حضرت علیؓ کو خلافت کا طالب وحریص قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''سیدنا علیؓ صرف اپنی ذات میں خلیفہ تھے اور نبیؐ کی زندگی میں ہی آپ حصولِ خلافت کے خیال کو اپنے دل میں پروان چڑھانے میں مشغول تھے''۔(۳)

آگے چل کر اپنے بغض ودشمنی کا یوں اظہار کرتے ہیں کہ

''آپ کو امت نے اپنا خلیفہ منتخب نہیں کیا تھا، آپ دنیائے سبائیت کے منتخب خلیفہ تھے، آپ کی اسی خودساختہ خلافت کا چار پانچ سالہ دور امت کے لیے عذابِ خداوندی تھا جس میں ایک لاکھ سے زیادہ فرزندانِ توحید خون میں تڑپ تڑپ کر ختم ہو گئے، آپ کی شہادت عالم اسلام کے لیے ایک آیۂ رحمت ثابت ہوئی کہ میانوں سے نکلی ہوئی تلواریں، واپس میانوں میں اور ترکشوں سے نکلے ہوئے تیر واپس ترکشوں میں چلے گئے اور علم ہوئے نیزوں کی انیاں جھک گئیں اور عالم اسلام نے چار پانچ سال کی انارکی کے بعد سکھ کا سانس

(۱) خلافتِ راشدہ ص ۷۸۔۷۹ (۲) صدیقۂ کائنات ص ۲۲۷ (۳) صدیقۂ کائنات ص ۲۸۸

لیا''۔(۱)

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ حضرت علیؓ کی خلافت نص سے ثابت ہے، حکیم صاحب اس پر بگڑتے ہوئے لکھتے ہیں:

''کاش کہ شاہ صاحب اس نص کی طرف اشارہ ہی فرما دیتے تو امت پر ان کا یہ بڑا احسان ہوتا۔ اندھی عقیدت سے اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے شاہ صاحب نے ''نص'' کا بھاری بھرکم لفظ لکھ دیا حالانکہ سیدنا علیؓ کی خلافت کے متعلق کہیں ہلکا سا اشارہ بھی تمام دینی ذخیرہ میں موجود نہیں''۔(۲)

حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی صحابیت کا انکار

حکیم صاحب لکھتے ہیں:

''حضرات حسنینؓ کو زمرۂ صحابہ میں شمار کرنا صریحاً سبائیت کی ترجمانی ہے یا اندھا دھند تقلید کی خرابی''(۳)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی توہین

حکیم صاحب حضرت حسنؓ کی وفات کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حقیقت یہ ہے کہ سیدنا حسنؓ کو اپنی ماں کا دودھ پینے کا موقع نہ ملا تھا، آپ کی پرورش دوسرے دودھ سے ہوئی تھی، اس لیے صحت کے لحاظ سے آپ کمزور تھے اور کما حقہ نشو ونمانہ پا سکے تھے اور اس پر کثرت سے حرم کی زندگی (کثرتِ جماع) کے دلدادہ تھے جس کی وجہ سے آپ کو بعض روایات کے مطابق آخری ایام میں سل کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا''۔ (۴)

(۱) صدیقۂ کائنات ص ۲۲۸ (۲) خلافتِ راشدہ ص ۹۲
(۳) سیدنا حسن بن علی ص ۲۳ (۴) سیدنا حسن بن علی ص ۸۰

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

''سیدنا حسنؓ کی موت کے متعلق اپنی تالیفات ''عترتِ رسول'' اور ''حسن بن علیؓ'' میں دلائل کے ساتھ ثابت کر چکا ہوں کہ کثرتِ جماع ذیابیطس اور تپ محرقہ سے ہوئی، آپ کہاں شہید ہوئے تھے اور آپ کو کس نے شہید کیا تھا''۔(۱)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی توہین

حکیم صاحب حضرت حسینؓ کے سفرِ کوفہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حقیقت یہ ہے کہ مکہ سے روانگی تک خروج کے ارادہ کو کسی نے کوئی اہمیت نہ دی، ایک پرامن سلطنت کے اندر ایک آدمی کی اس قسم کی حرکات سنجیدہ لوگوں کے نزدیک ایک بچگانہ حرکت تھی، جن لوگوں نے آپ کو روکا ان کے روکنے کا مقصد یہ تھا کہ گھر سے نکل کر شاید سفر کی تکالیف ایک شہزادے کے بس کا روگ نہیں ہوگی''۔(۲)

مزید لکھتے ہیں:

''آپ اعلائے کلمۃ الحق کے نظریہ کے تحت عازمِ کوفہ نہیں ہوئے تھے بلکہ حصولِ خلافت کے لیے آپ نے یہ سفر اختیار کیا تھا''۔(۳)

ایک مقام پر یوں زہرافشانی کرتے ہیں:

''میں یقین سے کہتا ہوں اور کتبِ تاریخ میرے اس دعوے کی مؤید ہیں کہ سیدنا حسینؓ کو امیر یزید میں کوئی برائی نظر نہیں آئی تھی ورنہ وہ امیر یزید کے خلیفہ بنتے ہی مدینہ کے گورنر کو صاف کہہ دیتے کہ میں کسی فاجر وفاسق کی بیعت نہیں کرسکتا اور یقیناً مدینہ کے لوگ ان کا ساتھ دیتے مگر مدینہ کے عامل کو کہتے ہیں کل صبح تک مہلت دیجیے اور رات کو چھپ کر مدینہ

(۱) خلافت راشدہ ص ۱۱۵ (۲) واقعہ کربلا ص ۷ (۳) واقعہ کربلا ص ۱۸

سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ اگر عامل مدینہ چاہتا تو راستہ سے ہی گرفتار کرا کے واپس بلا لیتا مگر اس نے آپ کے اس فعل کو ایک بچگانہ حرکت سمجھا۔ آپ مکہ پہنچتے ہیں مگر وہاں کے قیام کے دوران بھی آپ نے یزید کے مفروضہ فسق و فجور کے متعلق کسی سے کچھ بیان نہ کیا اور بیان کیسے کرتے جب کہ سالہا سال تک خود دمشق جاتے رہے، عطیات سے لد کر واپس پہنچتے رہے اور تمام عالم اسلام امیر یزید کی بلندی کردار کا معترف اور جاننے والا تھا۔ اچانک کوفہ کے شر پسندوں کی طرف سے خطوط کا تانتا بندھ گیا اور آپ کے دل میں حصولِ خلافت کی دبی ہوئی پرانی خواہش انگڑائیاں لے کر بیدار ہوئی اور آپ تمام عالم اسلام کے منتخب اور مایہ ناز صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کے سمجھانے کے باوجود دس ذی الحجہ کو مکہ سے عازمِ کوفہ ہو گئے۔ سگے چچا زاد اور بہنوئی عبداللہ بن جعفر نے جب سمجھانے کی تمام کوششیں بے سود پائیں تو اپنی زوجہ سیدہ زینب بنت سیدنا علی کو طلاق دے کر اپنا لڑکا علی ان سے چھین لیا۔ سگے بہنوئی اور چچا زاد کا یہ فعل سمجھنے والوں کے لیے کافی ہے کہ حسین کسی شر کو مٹانے کے لیے مکہ سے عازم کوفہ نہیں ہوئے تھے۔ مکہ میں موجود کوئی صحابی ایسا باقی نہ رہا جس نے آپ کو نہ سمجھایا ہو مگر آپ نے کسی کی بات پر دھیان نہ دیا اور مکہ سے چل نکلے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ برسام کے مریض تھے اور اس مرض کے مریض اول تو مر جاتے ہیں ورنہ پاگل ہو جاتے ہیں اور اگر بچ نکلیں تو ان کی زبان لکنت آمیز ہو جاتی ہے اور ذہن کماحقہ سوچنے سمجھنے کی قوتوں سے محروم ہو جاتا ہے''۔(۱)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی توہین

حکیم صاحب لکھتے ہیں:

(۱) خلافتِ راشدہ ص ۱۳۸۔۱۳۹

''کیا حذیفہؓ کے ان الفاظ سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ اس سازش سے باخبر تھے، اور اگر یہ سازش صرف مجوس یا یہود کی تیار کردہ تھی تو حذیفہ کو تمام واقعات بیان کرنے سے کون سا امر مانع تھا، اسی حذیفہؓ کا بیٹا محمد اور محمد بن ابوبکر دونوں مصر میں ابن سبا کے معتمد خاص تھے''۔ (۱)

مزید لکھتے ہیں:

''ان واضح شواہد کی موجودگی میں کیا اس بات سے انکار کیا جا سکتا ہے کہ فاروقِ اعظمؓ کی شہادت کے پیچھے ایک بہت بڑی سازش کا ہاتھ نہیں تھا؟ صرف چند نومسلم یا مجوسی اپنے اندر اتنا دم خم نہیں رکھتے تھے، غور کیجیے کہ اس سازش کے پیچھے کون سا خفیہ ہاتھ تھا؟ اگر وہ سازشی لوگ معمولی حیثیت کے تھے تو کعب اور حذیفہ دبی زبان میں اظہارِ خیالات کے بعد خاموش کیوں ہو گئے؟ انہیں کس کا ڈر تھا یا انہیں نئی حکومت میں کسی عہدہ کے ملنے کی توقع تھی؟'' (۲)

حضرت ابوذر غفاریؓ کی توہین

علامہ اقبال کا ایک شعر ہے

مٹایا قیصر و کسریٰ کے استبداد کو کس نے
وہ کیا تھا زورِ حیدر فقر بوذر صدق سلیمانی

اس شعر پر حکیم صاحب تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(اس شعر میں) ''دوسرے نمبر پر حضرت ابوذر غفاریؓ کا نام ہے جو ابن سبا کے کمیونسٹ نظریہ سے متاثر ہو کر ہر کھاتے پیتے مسلمان کے پیچھے لٹھ لے کر بھاگ اٹھتے تھے''۔ (۳)

(۱) شہادت ذوالنورین ص ۷۱ (۲) شہادت ذوالنورین ص ۷۲ (۳) خلافتِ راشدہ ص ۱۴۳

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی توہین

حکیم صاحب حضرت امام ابوحنیفہؒ پر یوں برستے ہیں:

''امام ابوحنیفہ کے فرضی اور مزعومہ فضائل کی داستانیں شیعیت کے مزعومہ ائمہ سے بھی کئی گنا زیادہ ہیں مگر اس باب کو اس بات پر ختم کرنا چاہتا ہوں کہ فقہ حنفیہ کے اس نا گفتہ بہ پلندہ میں بار باران الفاظ کی جو تکرار کی گئی ہے۔ **عند ابی حنیفة قال ابو حنیفة هذا مذهب ابی حنیفة** وغیرہ وہ کون سے ابوحنیفہ ہیں۔ ابوحنیفہ نعمان جو ثابت کوفی کے ہاں ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔ مجوسی النسل تھے کسی صحابی سے ملاقات ثابت نہیں۔ آپ کے دادا مسلمان ہوئے تھے۔ چہ عجب کہ باقی مجوسی النسل نومسلموں کی طرح نسلی عصبیت ورثہ میں پائی ہو اور بال عمر کینہ قدیم است عجم را کے زمرہ میں شمار ہوتے ہوں''۔(۱)

ایک مقام پر امام ابوحنیفہؒ کو عبداللہ بن سبا اور مختار ثقفی کے ساتھ ملاتے ہوئے یوں گوہر افشانی کرتے ہیں:

''الغرض ہزاروں من گھڑت، وضعی اور دوراز کار تاویلات پر مبنی جھوٹ کے پلندے گھڑ گھڑ کر اللہ کی عاجز مخلوق کو الوہیت کے مقام پر سرفراز کرنے کی کوشش میں تمام حنفی اور شیعہ طابق النعل بالنعل (پورے پورے ایک دوسرے کے مطابق) نظر آتے ہیں، شرک و بدعت کے تمام شعبے ان لوگوں میں پورے طور پر قدر مشترک کی حیثیت رکھتے ہیں۔ امرِ رب سے اعراض کے بعد ان لوگوں کے ذہنوں سے صراطِ مستقیم پر چلنے کی طاقت سلب کر لی گئی۔ حضرت ابوحنیفہ نے جس عقلیت اور قیاس کا بیج بویا تھا، مامون کے زمانہ میں جس عقلیت کو عروج ملا تھا، عبداللہ بن سبا اور مختار ثقفی نے جن نظریات کی ابتدا کی تھی اور عروج

(۱) اختلافِ امت کا المیہ ص ۳۷۔۳۸ طبع سوم

دیا تھا ان سب کا مرکزی نقطہ قرآن وسنت سے دوری تھا اور آخر ان لوگوں کے نظریات نے امت کو سینکڑوں فرقوں میں بانٹ دیا"۔(۱)

مزید لکھتے ہیں:

"شیعوں کے تقیہ کی بگڑی ہوئی شکل 'باب الحیل' کا جو پودا حضرت ابوحنیفہؒ نے لگایا تھا اسی زمانہ میں بارآور ہوا جو آخر میں فتاویٰ عالمگیری کی دسویں جلد کے ستر صفحات میں بھی مکمل طور پر نہیں سما سکا"۔(۲)

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی توہین

حکیم صاحب قاضی ابو یوسفؒ کے متعلق لکھتے ہیں:

"مذہب حنفی کی ترقی اور ترویج کی وجہ صرف امام ابو یوسف کی شخصیت تھی۔ موصوف کسی مفلوک الحال اور مجہول النسب خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ حالات نے امام ابوحنیفہ کے مدرسہ میں پہنچا دیا۔ ذہین الطبع تھے اور فکر رسا پایا تھا۔ جلد ہی امام ابوحنیفہ کی توجہ مبذول کرانے پر قادر ہو گئے مگر تعلیم کے سلسلہ میں تواتر نہ تھا۔ امام صاحب کو ان کی تنگ دستی کا علم ہوا تو تمام ذمہ داری اٹھا کر ان کی تعلیم میں پوری کوشش سے کام لیا۔ جتنا عرصہ امام صاحب زندہ رہے۔ ابو یوسفؒ کے لیے بس راوی چین لکھتا ہے۔ مگر امام صاحب کے انتقال کے بعد ابو یوسف کو پیٹ کے لالے پڑ گئے۔ بغداد کے کسی کنارے پر ایک چھوٹی سے مسجد میں امامت کے فرائض سنبھالنے کا موقع مل گیا اور پیٹ کا ایندھن بہم پہنچانے کی نعمت میسر آ گئی۔ آدمی ذہین اور دور اندیش تھے۔ امام صاحب جیسے علامۃ الدہر کے قیاسی معرکے دیکھے ہوئے تھے۔ امام صاحب کے اثر ورسوخ اور تجارتی لین دین کی وجہ سے حلقۂ شناسائی بھی

(۱) اختلافِ امت کا المیہ ص۳۵۴ (۲) اختلاف امت کا المیہ، ص۳۱۲

کافی تھا۔اب ان کی خوش نصیبی سمجھئے یا امت کے ایک کثیر گروہ کی بدبختی کہ ان ایام میں ہی ہارون الرشید خلیفہ عباسی نے اپنی آنکھوں سے اپنے گھر میں کسی کو زنا کے ارتکاب میں مشغول پایا اور کسی خادم کو کہا کہ کسی فقیہ کو لے آ۔خادم ابو یوسف کا شناسا تھا، وہ ابو یوسف کو لے آیا''۔ (۱)

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی توہین

حکیم صاحب نے اپنی کتاب اختلافِ امت میں بڑے بڑے اولیاء کرام کو باطنی اور شیعہ قرار دیتے ہوئے سلسلہ چشتیہ قادریہ سہروردیہ نقشبندیہ وغیرہ کو شیعیت کی پیداوار قرار دیا ہے اور آخر میں حضرت مجدد الف ثانیؒ پر بری طرح برسے ہیں، لکھتے ہیں:

''ہندوستان میں اس سلسلہ (نقشبندیہ) کے سب سے بڑے بزرگ حضرت خواجہ باقی باللہؒ ہوئے ہیں جن کے مرید خواجہ احمد فاروق سرہندیؒ تھے، جنھوں نے اپنے لیے مجدد الف ثانیؒ کا خطاب خود تجویز کیا، یا ان کے مریدان می پرانند کی طرف سے ان کے لیے تحفہ کے طور پر پیش کیا گیا .... ہمیں آپ کے مکتوبات سے یہ ضرور نظر آتا ہے کہ آپ نے کتاب وسنت کے علی الرغم فقہ حنفی کے فرسودہ نظریات کو پھیلانے کی کوشش کی اور شیعوں کے تصور امامت سے متاثر ہو کر اپنے لیے ایک مقام پیدا کرنے کی کوشش کی''۔(۲)

آگے چل کر لکھتے ہیں:

''حضرت خواجہ صاحب کو مجدد الف ثانی کہا جاتا ہے۔آپ کو اکبری دور کے الحاد اور بدعات کا قاطع کہا جاتا ہے۔مگر معمولی بصیرت رکھنے والے تاریخ دان بھی جانتے ہیں کہ یہ سراسر اسی قسم کا بہتان حضرت خواجہ کی ذات کی طرف منسوب کیا جارہا ہے جیسے شیعہ لوگ من

(۱)اختلاف امت کا المیہ ص ۶۸ (۲)اختلافِ امت کا المیہ ص ۳۳۵

گھڑت حدیثیں حضرت جعفر صادق کی طرف منسوب کرتے ہیں''۔(۱)

مزید رقم طراز ہیں:

''ورنہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت خواجہ شیعہ سنی عقائد کے الجھے ہوئے تصورِ امامت کی پیداوار تھے،خود تو ان کی جیسی گزری گزر گئی مگر جہاں اولاد کے لیے تاج و بادشاہی چھوڑ گئے وہاں مرزا قادیانی جیسے لوگوں کے لیے نبوت کی راہیں بھی ہموار کر گئے''۔ (۲)

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کی توہین

حکیم صاحب لکھتے ہیں:

''غضب بر بالائے غضب کہ شاہ صاحب جیسے نابغہ عصر اور عبقری دوراں سے بھی اس قسم کے غیر ذمہ دارانہ بلکہ مخبوط الحواسانہ کلمات کا اظہار ہو رہا ہے''۔(۳)

مولانا عبدالحئی ومولانا تھانوی رحمہما اللہ کی توہین

حکیم صاحب تحریر فرماتے ہیں:

''اور مولوی عبدالحئی فرنگی محلی ہوں یا شاہ اشرف علی تھانوی اپنی فضیلتوں کے باوجود غیر شعوری طور پر شیعیت کے ترجمان ہو کر رہ گئے تھے''۔(۴)

اکابرین دیوبند سے اظہار بغض وعداوت

حکیم صاحب رقم طراز ہیں:

''کتاب وسنت کی روشنی میں دیوبندی اور بریلوی دونوں ہی بدعتی ہیں،اہل حدیث کی

(۱)اختلافِ امت کا المیہ ص۳۳۸ (۲)اختلافِ امت کا المیہ ص۳۳۹
(۳)خلافتِ راشدہ ص۹۳ (۴)خلافتِ راشدہ ص۱۵۶

(بزعم خویش) حق گو جماعت نے اگران میں سے کسی میں کسی قسم کی حق گوئی دیکھی تو اس کی تعریف کی اور جس میں شرکت و بدعت دیکھا اسے ٹوکا۔ وقت کے ساتھ ساتھ حنفیوں کے دیوبندی طبقہ سے ایک طبقہ تو گاندھی اور کانگریس کی گود میں جا گرا اور ایک گروہ نے اعلاء کلمۃ الحق کا نعرہ بلند کرتے ہوئے مسلمانوں کا ساتھ دیا مگر غالی گروہ انگریز کے جور واستبداد کے باوجود انہیں اولی الامر ثابت کرنے اور تمسک بکتاب اللہ والسنّت والوں کو کافر بنانے میں لگا رہا اور تقسیم ملک کے بعد تشتت وافتراق کی راہیں ہموار کرنے میں آج تک منہمک ہے"۔(۱)

کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں:

"علماء دیوبند میں سے مولانا محمود الحسن نے اپنے طور پر تحریک آزادی ہند چلائی مگر اپنی موقتہ حکومت کا صدر ایک ہندو راجہ مہندر پرتاب کو بنایا............پھر آگے چل کر یہ لوگ عطاء اللہ شاہ بخاری کے وجود میں سٹیج پر نمودار ہوئے یا مولانا حبیب الرحمٰن کے جبہ و دستار میں دیوبند کے صدر اعلیٰ کی حیثیت میں حسین احمد مدنی کی شکل میں سامنے آئے، یا ابوالکلام آزاد بن کر............مسلمانوں سے کٹ کر کفر کا دامن ہی تھامے رہے"(۲)

مؤرخین وسیرت نگاروں کا استہزاء

حکیم صاحب ایک موقعہ پر تین ارباب تاریخ وسیر کو بیک زبان یوں دشنام دیتے ہیں:

"ہم نے یہاں کسی ابن اسحاق جیسے مسخرے، ابن ہشام جیسے تقیہ باز اور واقدی جیسے کذاب کو گھسنے نہیں دیا"۔(۳)

(۱) اختلافِ امت کا المیہ ص ۱۳۵ (۲) اختلافِ امت کا المیہ ص ۲۱۳ (۳) خلافتِ راشدہ ص ۷۷

باب پنجم

فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند)
کے عمل بالحدیث کی حقیقت

غیر مقلدین کے عمل بالحدیث کی حقیقت کیا ہے؟ آیا یہ لوگ واقعتاً زندگی کے تمام شعبوں میں قرآن وحدیث ہی سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں یا یہ صرف ایک دعویٰ ہی دعویٰ ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ان سوالات کے جواب سے قبل آیئے پہلے حدیث شریف کی مستندترین کتب کے بارے میں ان کے اکابر علماء کی آراء جانتے ہیں، پھر اھلِ مکہ اور اھلِ مدینہ سے ان کے اختلافات کی طویل فہرست میں سے چند اقتباسات کا مطالعہ کرتے ہیں، پھر حنفیت سے ان کی نفرت کا اظہار دیکھتے ہیں، اس کے بعد ان کے عمل بالحدیث کی حقیقت کا انہی کے اکابر کے قلم سے مطالعہ کرتے ہیں۔

حدیث شریف کی مستندترین کتب غیر مقلدین کی نظر میں

بظاہر ہر غیر مقلد بخاری کا متوالا نظر آتا ہے جب کوئی بات ہو تو بخاری، جب کسی حدیث کا ذکر ہو تو بخاری، ہر ایک کے منہ پر بخاری بخاری کی رٹ ہے، ہر ایک سب سے پہلے بخاری کا حوالہ مانگتا ہے، گویا ان کے نزدیک بخاری کے علاوہ حدیث کی کوئی اور کتاب ہی نہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ غیر مقلدین کی بخاری سے عقیدت صرف زبانی جمع خرچ تک محدود ہے۔ کیونکہ جب انہیں بخاری شریف سے ان کے موقف کے خلاف حدیثیں دکھلائی جاتی ہیں اور ان کے موقف کے برعکس امام بخاریؒ کا اجتہاد دکھلایا جاتا ہے تو ان کی ساری عقیدت کافور ہو جاتی ہے، بخاری شریف میں سینکڑوں احادیث ایسی ہیں جن پر غیر مقلدین عمل نہیں کرتے اور امام بخاریؒ کے بیسیوں اجتہادات ایسے ہیں جنہیں غیر مقلدین ماننے کے لیے تیار نہیں راقم کے پاس بخاری شریف کی ان احادیث اور امام بخاری کے ان اجتہادات کی ایک طویل فہرست موجود ہے جس پر غیر مقلدین کا عمل نہیں ہے بخوفِ طوالت یہاں اس کا تذکرہ ترک کیا جارہا ہے کسی دوسرے مقام پر وہ فہرست پیش کی جائے گی۔ان

شاءاللہ العزیز

سردست یہاں وہ حوالہ جات پیش کیے جاتے ہیں جن سے غیر مقلدین کی بخاری اور امام بخاری سے ''عقیدت ومحبت'' کا اظہار ہوتا ہے۔

بلی تھیلے سے باہر آ گئی

بخاری شریف کو آگ میں ڈال دیں

مشہور صحافی اختر کاشمیری اپنے سفر نامۂ ایران میں لکھتے ہیں:

''اس سیشن کے آخری مقرر گوجرانوالہ کے اہل حدیث عالم مولانا بشیر الرحمٰن مستحسن تھے، مولانا مستحسن بڑی مستحب قسم کی چیز ہیں، علم محیط (اپنے موضوع پر ناقل) جسم بسیط کے مالک، ان کا اندازِ تکلم جدت آلود اور گفتگو رف ہوتی ہے۔ فرمانے لگے:

''اب تک جو کچھ کہا گیا ہے وہ قابلِ قدر ضرور ہے قابل عمل نہیں، اختلاف ختم کرنا ضروری ہے مگر اختلاف ختم کرنے کے لیے اسباب اختلاف کو مٹانا ہوگا، فریقین کی جو کتب قابلِ اعتراض ہیں ان کی موجودگی اختلاف کی بھٹی کو تیز تر کر رہی ہے کیوں نہ ہم ان اسباب کو ہی ختم کر دیں؟ اگر آپ صدقِ دل سے اتحاد چاہتے ہیں تو ان تمام روایات کو جلانا ہوگا جو ایک دوسرے کی دل آزاری کا سبب ہیں ہم بخاری کو آگ میں ڈالتے ہیں' آپ اصول کافی کو نذر آتش کریں آپ اپنی فقہ صاف کریں ہم اپنی فقہ (محمدی، ناقل) صاف کر دیں گے''۔

(آتش کدۂ ایران، ص ۱۰۹)

(۱)(۲)(۳)(۴)

نواب وحیدالزماں صاحب کی امام بخاریؒ پر تنقید

نواب وحیدالزماں صاحب امام بخاریؒ پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''امام جعفر صادق مشہور امام ہیں، بارہ اماموں میں سے اور بڑے ثقہ اور فقیہ اور حافظ تھے، امام مالک اور امام ابو حنیفہ کے شیخ ہیں، اور امام بخاری کو معلوم نہیں کیا شبہ ہو گیا کہ وہ اپنی صحیح میں ان سے روایت نہیں کرتے............اللہ تعالیٰ امام بخاری پر رحم کرے۔ مروان اور عمران بن حطان اور کئی خوارج سے تو انہوں نے روایت کی اور امام جعفر صادق سے جو ابن رسول اللہ ﷺ ہیں ان کی روایت میں شبہ کرتے ہیں''۔(۱)

ایک دوسرے مقام پر رقم طراز ہیں:

''اور بخاری پر تعجب ہے کہ انہوں نے امام جعفر صادق سے روایت نہیں کی اور مروان وغیرہ سے روایت کی جو اعدائے اہل بیت تھے''۔(۲)

نواب صاحب کی بخاری شریف کے ایک راوی پر سخت تنقید

نواب صاحب بخاری شریف کے ایک راوی مروان بن الحکم پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حضرت عثمانؓ کو جو کچھ نقصان پہنچا وہ اسی کم بخت شریر النفس مروان کی بدولت پہنچا خدا اس سے سمجھے''۔(۳)

(۱)لغات الحدیث، ج ۱' کتاب ج' ص ۶۱ (۲)لغات الحدیث' ج ۲' کتاب ص ۳۹

(۳)لغات الحدیث' ج ۲' کتاب س' ص ۲۱۳

بخاری شریف حکیم فیض عالم کی نظر میں

امام بخاریؒ نے واقعہ افک سے متعلق جو احادیث بخاری شریف میں ذکر کی ہیں ان کی تردید کرتے ہوئے حکیم فیض عالم لکھتے ہیں:

''ان محدثین، ان شارحین حدیث، ان سیرت نویس اور ان مفسرین کی تقلیدی ذہنیت پر ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے جو اتنی بات کا تجزیہ یا تحقیق کرنے سے بھی عاری تھے کہ یہ واقعہ سرے سے ہی غلط ہے، لیکن اس دینی و تحقیقی جرأت کے فقدان نے ہزاروں المیے پیدا کیے اور پیدا ہوتے رہیں گے' ہمارے امام بخاریؒ نے اپنی صحیح بخاری میں جو کچھ درج فرما دیا وہ صحیح اور لاریب ہے خواہ اس سے اللہ تعالیٰ کی الوہیت' انبیاء کرام کی عصمت' ازواجِ مطہرات کی طہارت کی فضائے بسیط میں دھجیاں بکھرتی چلی جائیں۔ کیا یہ امام بخاری کی اس طرح تقلید جامد نہیں جس طرح مقلدین ائمہ اربعہ کی تقلید کرتے ہیں''۔(۱)

حکیم فیض عالم کے نزدیک امام بخاری واقعۂ افک کی روایت میں مرفوع القلم ہیں

حکیم فیض عالم لکھتے ہیں:

''دراصل امام بخاری میرے نزدیک اس روایت کے معاملہ میں مرفوع القلم ہیں' داستان گو کی چابک دستی کے سامنے امام بخاریؒ کی احادیث کے متعلق تمام چھان بین دھری کی دھری رہ گئی''۔(۲)

غیر مقلدین ذرا سوچ کر جواب دیں کہ جب امام بخاری کی اس عظیم واقعہ کے متعلق احادیث کی چھان بین دھری کی دھری رہی گئی تو دیگر احادیث کے متعلق ان کی چھان بین کا اعتبار کیونکر ہوگا؟

(۱)صدیقۂ کائنات ص۱۰۶ (۲)صدیقۂ کائنات' ص۱۰۶

بخاری شریف میں موضوع روایت

حکیم فیض عالم تحریر کرتے ہیں کہ

''اب ایک طرف بخاریؒ کی ۹ سال والی روایت ہے اور دوسری طرف اتنے قوی شواہد و حقائق ہیں اس سے صاف نظر آتا ہے کہ ۹ سال والی روایت ایک موضوع قول ہے جسے ہم منسوب الی الصحابۃ کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتے''۔(۱)

بخاری شریف کے ایک مرکزی راوی پر حکیم فیض عالم کی جرح وتنقید

حکیم فیض عالم بخاری شریف کے ایک مرکزی راوی جلیل القدر تابعی اور حدیث کے مدونِ اول امام ابن شہاب زہریؒ پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ابن شہاب منافقین وکذابین کے دانستہ نہ سہی نادانستہ ہی سہی مستقل ایجنٹ تھے، اکثر گمراہ کن، خبیث اور مکذوبہ روایتیں انہیں کی طرف منسوب ہیں''۔(۲)

مزید لکھتے ہیں:

''ابن شہاب کے متعلق یہ بھی منقول ہے کہ وہ ایسے لوگوں سے بھی بلا واسطہ روایت کرتا تھا جو اس کی ولادت سے پہلے مر چکے تھے' مشہور شیعہ مؤلف شیخ عباس قمی کہتا ہے کہ ابن شہاب پہلے سنی تھا پھر شیعہ ہوگیا (۳)

عین الغزال فی اسماء الرجال میں بھی ابن شہاب کو شیعہ ہی کہا گیا ہے''۔(۴)

(۱)صدیقۂ کائنات' ص ۸۰

(۲)صدیقۂ کائنات' ص ۱۰۷

(۳)تتمۃ المنتہیٰ' ص ۱۲۸

(۴)صدیقۂ کائنات' ص ۱۰۸

قارئین کرام! حکیم فیض عالم کی امام بخاریؒ اور ابن شہابؒ پر اس شدید جرح کے بعد غیر مقلدین کو بخاری شریف پر سے اعتماد اٹھا لینا چاہیے اور بخاری شریف کی ان سینکڑوں احادیث سے ہاتھ دھو لینا چاہیے جن کی سند میں ابن شہاب موجود ہیں بالخصوص حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی رفع یدین والی حدیث اور حضرت عبادہؓ کی قراءت فاتحہ والی حدیث سے تو بالکل دستبردار ہو جانا چاہیے کیونکہ ان احادیث کی سند میں یہی ابن شہاب موجود ہیں، دیکھیے اب غیر مقلدین کیا فیصلہ فرماتے ہیں!

امام ترمذیؒ پر حکیم فیض عالم کی تنقید

حکیم فیض عالم ترمذی شریف کی دو روایتوں پر جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''امام مسلمؒ سے تقریباً ۲۱ برس بعد ابوعیسیٰ محمد ترمذیؒ نے یہ وضعی روایات اپنی کتاب میں درج کی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ امام مسلمؒ کی وفات کے بعد کسی سبائی ٹیکسٹائل میں انہیں گھڑا گیا ہے''۔(۱)

مسند امام احمد بن حنبل حکیم فیض عالم کی نظر میں

حکیم صاحب تحریر فرماتے ہیں:

مسند احمد بن حنبل کا جامع اول ابوبکر شافعی کے نام سے معروف ہے حقیقت میں یہ شخص رافضی تھا اور بظاہر شافعی بنا ہوا تھا............مسند کا جامع دوم ابوبکر قطیعی متوفی ۳۶۸ھ ہے یہ بھی شیعہ تھا۔ان دونوں شیعوں نے امام احمد اور ان کے بیٹے عبداللہ سے کچھ حدیثیں لے کر ان میں جا بجا اپنے مسلک کے مطابق محو و اثبات کر کے شیعی روایات کے الفاظ کو بدل کر اپنی خود ساختہ حدیثوں کے مناسب اسناد جوڑ کر چھ جلدوں میں ایک ضخیم مجموعہ احادیث مدون کر

(۱) خلافتِ راشدہ، ص ۱۱۸

ڈالا''۔(۱)

قارئین کرام! ملاحظہ فرمایئے مسند احمد میں ۳۰ ہزار (اور ایک قول کے مطابق ۴۰ ہزار) احادیث ہیں جنہیں امام احمد بن حنبلؒ نے ساڑھے سات لاکھ احادیث میں سے انتخاب کر کے ان کی صحت کا خیال رکھتے ہوئے اپنی مسند میں جمع کیا ہے اور محدثین نے اس مسند کو دوسرے درجہ کی کتب حدیث میں شمار کیا ہے اور امہات الکتب میں سے قرار دیا ہے، لیکن کیا کہیں غیر مقلدین کے ان محقق صاحب کو کہ انہوں نے اس قدر احادیث کو شیعوں کی کارستانی قرار دے کر ان پر سے اعتماد ختم کر ڈالا اور پھر بھی اہل حدیث کہلائے۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

شرح معانی الآثار مولوی عبدالعزیز مناظر ملتانی کی نظر میں

مولوی عبدالعزیز ملتانی ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جواب اس کا یہ ہے کہ یہ سب امام طحاوی حنفیؒ کا نظریہ ہے جو کسی طرح بھی قابلِ وثوق نہیں، آپ امام مزنی کے بھانجے اور شاگرد ہیں، اپنے ماموں سے کسی وجہ سے ناراض ہو کر حنفی ہو گئے پھر کیا تھا حنفی مذہب کی حمایت اور تائید میں ایک مستقل کتاب بنام معانی الآثار لکھ ماری جس میں ضعیف حدیثوں کی تصحیح اور صحاح کی تضعیف کر کے احناف کی رضا جوئی حاصل کی''۔(۲)

غیر مقلدین کے دل میں ذرا خوفِ خدا نہیں، اتنے بڑے جلیل القدر محدث پر الزام لگاتے ہوئے حیا نہیں آئی، بے دھڑک جو منہ میں آیا کہہ دیا، امام طحاویؒ اپنے ماموں سے ناراض ہو کر حنفی نہیں بنے بلکہ وجہ کچھ اور ہے۔

(۱) خلافتِ راشدہ، ص۸۴، ۸۵ (۲) فیصلہ رفع یدین، ص۱۰، مندرج استیصال التقلید طبع فاروقی کتب خانہ ملتان

یہ وجہ خود امام طحاویؒ بیان فرماتے ہیں: امام طحاویؒ سے محمد بن احمد شروطی نے پوچھا کہ آپ نے اپنے ماموں کا مسلک کیوں ترک کیا اور امام ابوحنیفہؒ کا مسلک کیوں اختیار کیا؟ فرمایا: ''اس کی وجہ یہ ہوئی کہ میں دیکھتا تھا کہ میرے ماموں امام اعظم ابوحنیفہؒ کی کتابوں کا مسلسل مطالعہ فرماتے ہیں اس لیے میں نے بھی یہی مسلک اختیار کرلیا''۔(۱)

معلوم ہوا کہ امام طحاویؒ کی اپنے ماموں سے کوئی ناراضگی نہیں تھی یہ سب باتیں حاسدین کی اڑائی ہوئی ہیں۔ اور امام طحاویؒ نے شرح معانی الآثار بعض علماء کے اصرار پر لکھی تھی۔ اصرار کی وجہ یہ تھی کہ بعض ملحدین لوگوں کے سامنے یہ ذکر کرتے تھے کہ احادیث آپس میں بہت متناقض و متعارض ہیں، جس سے کم علم اور کمزور ایمان والے کچھ تذبذب کا شکار ہوتے تھے، امام طحاویؒ نے اس مشکل کو حل کرنے کے لیے ایک کتاب لکھی جس میں ناسخ و منسوخ راجح و مرجوح معمول و متروک کو ظاہر کیا تاکہ عوام الناس کسی تذبذب کا شکار نہ رہیں مگر حاسدوں کو خدا سمجھ دے انہوں نے امام طحاویؒ کا احسان ماننے کے بجائے الٹا ان پر طعن شروع کردیا اور الزام لگایا کہ امام طحاویؒ نے احناف کی رضا جوئی کے لیے یہ کام کیا حاشا و کلا ہرگز ہرگز امام طحاویؒ سے یہ گمان نہیں کیا جاسکتا خود ان کی کتاب شہادت دے رہی ہے کہ معاملہ ہرگز ایسا نہیں کیونکہ شرح معانی الآثار میں بہت سی احادیث ایسی ہیں جو احناف کے ہاں معمول بہا نہیں ہیں لیکن خود امام طحاویؒ کے ہاں معمول بہا ہیں۔

(۱) حیات امام طحاوی، ص ۳۷

مکہ مدینہ والوں سے فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کے شدید اختلافات

مکہ اور مدینہ والوں کا نظریہ	فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کا نظریہ
۱۔ مکہ مدینہ والے اجماع صحابہ اور اجماع امت کے قائل ہیں۔(۱)	۱۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) اجماع صحابہ اور اجماع امت کے منکر ہیں۔(۲)
۲۔ مکہ مدینہ والے قیاس شرعی کے قائل ہیں (۳)	۲۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) قیاس شرعی کا منکر ہے۔(۴)
۳۔ مکہ مدینہ والوں کے نزدیک ہر ایک کو اجتہاد کا حق نہیں۔(۵)	۳۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کے نزدیک ہر خواندہ ناخواندہ کو حق اجتہاد و تحقیق حاصل ہے (۶)

(۱) مکتوب الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل بحوالہ شرعی فیصلے ص ۶۴۸ ۔تاریخ وہابیت حقائق کے آئینے میں ص ۱۷۱

(۲) طریق محمدی ص ۱۸۱ عرف الجادی ص ۱۱۱۔ آیئے عقیدہ سیکھئے ص ۲۷۳

(۳) فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۱۹ ص ۲۶۲ بحوالہ شرعی فیصلے

(۴) معیار الحق ص ۷۹ و ۱۳۱ ۔ ہدیۃ المھد ی ص ۸۲ ۔ عرف الجادی ص ۳۔ عقیدہ مسلم ص ۴۹۔ فتاویٰ ستاریہ ج ۱ ص ۱۷۸

(۵) شرعی فیصلے ص ۱۳۴۔ تاریخ وہابیت حقائق کے آئینے میں ص ۹۸

(۶) آیئے عقیدہ سیکھئے ص ۲۵۳

۴۔ مکہ مدینہ والوں کے نزدیک غیر مجتہد کیلئے اجتہاد حرام اور تقلید واجب ہے۔(۱)	۴۔ فرقہ اہل حدیث (پاک وہند) کے نزدیک غیر مجتہد کیلئے بھی تقلید حرام اور اجتہاد واجب ہے۔(۲)
۵۔ مکہ مدینہ والے امام احمد بن حنبل کے مقلّد ہیں۔(۳)	۵۔ فرقہ اہل حدیث (پاک وہند) کے نزدیک کسی بھی امام کی تقلید حرام اور شرک ہے۔(۴)
۶۔ مکہ مدینہ والوں کے نزدیک تمام مقلدین حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اہلسنت والجماعت فرقہ ناجیہ ہیں(۵)	۶۔ فرقہ اہل حدیث (پاک وہند) کے نزدیک اللہ کی وسیع وعریض جنت کے مالک صرف وہی اڑھائی ٹوٹرو ہیں باقی تمام مقلدین بدعتی، مشرک اور جہنمی ہیں۔(۶)

(۱) بحوالہ شرعی فیصلے ص ۱۵۷

(۲) مجموعہ رسائل بہاولپوری ص ۱۹ تا ۲۳۔ عقیدہ مسلم از گوندلوی ص ۶۸۔ دین میں تقلید کا مسئلہ از زبیر علی زئی۔ آیئے عقیدہ سیکھئے ص ۲۹۰

(۳) سیرت شیخ محمد بن عبدالوھاب ص ۵۶۔ مکتوب الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل بحوالہ شرعی فیصلے ص ۲۱۷۔ تاریخ وہابیت حقائق کے آئینے میں ص ۹۸

(۴) الظفر المبین ص ۱۷۔ عقیدہ مسلم از گوندلوی۔ طریق محمدی ص ۱۸۷

(۵) شرعی فیصلے ص ۶۵۳۔ تاریخ وھابیت ص ۹۷

(۶) اعتصام السنۃ ص ۷ و ۸۔ ہدیۃ المھدی ج ۱ ص ۱۲۱۔ التحقیق فی جواب التقلید ص ۱۱۳ طریق محمدی ص ۱۶

۷۔ مکہ مدینہ والے فقہ کے قائل ہیں۔(۱)	۷۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) فقہ کا منکر ہے (۲)
۸۔ مکہ مدینہ میں فقہی نظام رائج ہے۔(۳)	۸۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) فقہی نظام کو کفر کا مترادف سمجھتا ہے (۴)
۹۔ مکہ مدینہ والوں کے نزدیک نبی کریم ﷺ کی سنت کی طرح سنت خلفاء راشدین بھی دین کا حصّہ ہے۔	۹۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) سنت خلفاء راشدین کا منکر ہے۔(۵)
۱۰۔ مکہ مدینہ والے اصحاب رسول کو معیار حق تسلیم کرتے ہیں۔	۱۰۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) اصحاب رسول کے معیار حق ہونے کا منکر ہے۔(۶)
۱۱۔ مکہ مدینہ والے ایصال ثواب کے قائل ہیں (تاریخ وہابیت حقائق کے آئینے میں)	۱۱۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) ایصال ثواب کا منکر ہے۔(۷)

(۱) شرعی فیصلے ص ۳۲۰۔ تاریخ وہابیت حقائق کے آئینے میں ص ۶۷ و ۹۸ و ۱۷۴ (۲) ترجمان وھابیہ ص ۲۴ ۔عقیدہ مسلم ص ۷۴ پر فقہ کے معنی کی تحریف کردی (۳) ترجمان وہابیہ ص ۳۲۲ ۔ تاریخ وھابیت ص ۶۷ (۴) التحقیق فی جواب التقلید (۵) بدور الاھلہ ج ۱ ص ۲۸ عرف الجادی ص ۱۰۱ و ۲۰۷ ۔ فتاویٰ نذیریہ ج ۲ ص ۱۹۶ ۔سیرت ثنائی ص ۱۹۶ (۶) طریق محمدی ص ۸۷ ۔ فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۲۵۲ ۔ فتاویٰ ستاریہ ج ۲ ص ۶۶ (۷) ترجمان وھابیہ ص ۱۶۲

۱۲۔ مکہ مدینہ والوں کے نزدیک آپ ﷺ قبر اطہر میں حیات ہیں اور صلوۃ وسلام سنتے ہیں۔(۱)	۱۲۔ فرقہ اہل حدیث (پاک وہند) حیات النبی ﷺ کا منکر ہے اور قائلین سماع کو مشرک کہتا ہے۔(۲)
۱۳۔ مکہ مدینہ والوں کے نزدیک روضہ اطہر ﷺ کی حفاظت و خدمت ضروری ہے۔	۱۳۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کے نزدیک روضہ رسول ﷺ شرک اور بدعت ہے اور اس کا گرانا واجب ہے۔(۳)
۱۴۔ مکہ مدینہ والوں کے نزدیک ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں تین ہی شمار ہوتی ہیں اور بیوی شوہر پر حرام ہو جاتی ہے۔(۴)	۱۴۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند)ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک ہی شمار کرتا ہے اور بیوی کو شوہر پر حلال سمجھتا ہے۔(۵)
۱۵۔ مکہ مدینہ والے تین طلاقوں کے بعد حلالہ شرعی کے قائل ہیں۔(۶)	۱۵۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) تین طلاقوں کے بعد حلالہ شرعی کا منکر ہے۔(۷)

(۱) تاریخ وھابیت ص۹۰ و۱۴۱۔فتاویٰ ابن تیمیہ ج۱۸ص۳۴۲ (۲) فتاویٰ ثنائیہ ج۱ص۱۰۷۔عقیدہ
مسلم از گوندلوی ص۳۵۵ ملخصاً۔مجموعہ رسائل بہاولپوری ص۸و۱۰ (۳) عرف الجادی ص۶۰۔الروضۃ
الندیہ ج۱ص۱۷۸۔یہ مزار یہ میلے ص۱۶ (۴) مجلّہ البحوث الاسلامیہ (۵) فتاویٰ ثنائیہ ج۲ص۲۱۵۔فتاویٰ
اہل حدیث ج۲ص۵۰۵۔اہل حدیث کا مذہب ص۹۵۔تنویر الآفاق فی مسئلۃ الطلاق
(۶) مجلّہ البحوث الاسلامیہ (۷) حلالہ کی چھری

۱۶۔ مکہ مدینہ والے ننگے سر نماز نہیں پڑھتے، نماز تو کجا بازار میں بھی ننگے سر نہیں گھومتے۔	۱۶۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) ننگے سر نماز پڑھتا ہے، اور اسی کو سنت سمجھتا ہے۔(۱)
۱۷۔ مکہ مدینہ والے ناف کے نیچے یا ناف کے اوپر ہاتھ باندھتے ہیں۔	۱۷۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) ہمیشہ نماز میں سینے پر ہاتھ باندھتا ہے اور اپنے عمل کو سنت سمجھتا ہے اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کو خلاف سنت اور بے ہودہ فعل سمجھتا ہے۔(۲)
۱۸۔ مکہ مدینہ والے امام نماز فجر، مغرب اور عشاء میں سورۃ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ با آواز بلند (جہر سے) نہیں پڑھتے اور نہ سنت سمجھتے ہیں۔	۱۸۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) ہمیشہ نماز فجر، مغرب اور عشاء میں بسم اللہ با آواز بلند (جہر سے) پڑھتا ہے اور اسے سنت سمجھتا ہے۔(۳)
۱۹۔ مکہ مدینہ والے سجدوں میں جاتے وقت گھٹنوں سے پہلے زمین پر ہاتھ نہیں رکھتے۔(۴)	۱۹۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) سجدوں میں جاتے وقت ہمیشہ گھٹنوں سے پہلے زمین پر ہاتھ رکھتا ہے اور اسے سنت سمجھتا ہے۔(۵)

(۱) محمدی نماز ص ۲۷ اور ۱۷۳ (۲) قول حق ص ۶۲ صلوۃ النبی ص ۱۵۷۔ اختلاف امت کا المیہ ص ۷۸

(۳) صلوۃ الرسول (۴) کیفیۃ صلوۃ النبی للشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز (۵) محمدی نماز ص ۱۴۰

۲۰۔ مکہ مدینہ والوں کے نزدیک جلسہ استراحت سنت نہیں اور کرنے میں کوئی حرج نہیں ۔(۱)	۲۰۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) جلسہ استراحت کو اشد ضروری سمجھتا ہے(۲)
۲۱۔ مکہ مدینہ والوں کے نزدیک امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا واجب نہیں۔ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے والے کی نماز درست ہے۔	۲۱۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کے نزدیک امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا فرض ہے بغیر فاتحہ کے مقتدی کی نماز باطل ہے۔(۳)
۲۲۔ مکہ مدینہ والوں کے نزدیک رکوع میں ملنے والے کی رکعت شمار ہوتی ہے۔	۲۲۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کے نزدیک امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھے بغیر رکوع میں شامل ہونے سے رکعت نہیں ہوتی ۔لہذا وہ رکعت دوبارہ پڑھے۔(۴)
۲۳۔ مکہ مدینہ والے رمضان اور غیر رمضان میں تین رکعت وتر پڑھتے ہیں۔(۵)	۲۳۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) رمضان میں تین اور غیر رمضان میں ایک رکعت وتر ادا کرتا ہے(۶)

(۱) کیفیۃ صلوۃ النبی (۲) رسول اکرم کا طریقہ نماز ص۸۳ ۔عرف الجادی ص۳۰ (۳) فتاویٰ نذیریہ ج۱ ص۳۹۸ ۔عرف الجادی ص۲۶ (۴) دستور المتقی ص۱۱۱۔ نزل الابرار ج۱ ص۱۳۳ ۔فتاویٰ نذیریہ ج۱ ص۴۹۶ ۔عرف الجادی ص۲۶ (۵) الہدی النبوۃ للشیخ محمد صابونی (۶) دستور المتقی ص۱۴۴۔عرف الجادی ص۳۳

۲۴۔ مکہ مدینے والے جمعہ میں دو(۲)اذانوں کے قائل ہیں اوراس کوسنت سمجھتے ہیں۔	۲۴۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) جمعہ میں صرف ایک اذان کا قائل ہے دوسری اذان کا منکر ہےاوراس کو بدعت کہتاہے۔(۱)
۲۵۔ مکہ مدینہ والوں کے امام جمعہ کے خطبہ میں خلفاء راشدین اور صحابہ کرامؓ اجمعین کا ذکر کرنا فخر سمجھتے ہیں۔	۲۵۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کے نزدیک جمعہ کے خطبہ میں خلفاء راشدین اور صحابہ کرامؓ کا ذکر کرنا بدعت ہے۔(۲)
۲۶۔ مکہ مدینہ والوں کے نزدیک مسنون تراویح (۲۰) رکعت ہے۔ نبی کریم ﷺ سے لیکر آج تک مسجد حرام اور مسجد نبوی شریف میں صرف اورصرف (۲۰) رکعت تراویح ہی پڑھی جاتی ہے۔(۳)	۲۶۔ فرقہ اہل حدیث پاک و ہند (۲۰) رکعت سنت تراویح کو بدعت کہتا ہے اور ہمیشہ (۸) رکعت تراویح پڑھتا ہے۔(۴)

(۱) فتاویٰ ستاریہ۳ص۸۵و۸۷۔ فتاویٰ علماء ہندج۲ص۱۷۹

(۲) ہدیۃ المھدی ج۱ص۱۱۰۔ نزل الابرار ج۱ص۱۵۳

(۳) رسالہ التراویح للشیخ عطیہ سالم مدرس مسجد نبوی وقاضی مدینہ منورہ۔ رسالہ ینابیع لمہر غلام رسول

(۴) دستور المتقی ص۱۴۲اصلوۃ الرسول

۲۷۔ مکہ مدینہ والے نماز جنازہ آہستہ آواز سے پڑھتے ہیں۔	۲۷۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) نماز جنازہ بلند آواز سے جہراً پڑھتا ہے(۱)
۲۸۔ مکہ مدینہ والوں کے نزدیک احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں عورتوں اورمردوں کی نماز کے طریقہ میں فرق ہے۔	۲۸۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کے نزدیک عورتوں اورمردوں کی نماز کے طریقہ میں کوئی فرق نہیں بلکہ یہ فرق کرنے کو دین میں دخل سمجھتے ہیں۔(۲)
۲۹۔ مکہ مدینہ والوں کے نزدیک امام ابو حنیفہؒ امام المسلمین ہیں جن کے متبعین قیامت تک رہیں گے(۳)	۲۹۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کے نزدیک امام ابوحنیفہؒ جہمی، مرجی، بدعتی اور گمراہ تھے۔العیاذ باللہ۔(۴)
۳۰۔ مکہ مدینہ والے خلفاء راشدین کو نصوص شرعیہ کا فرمانبردار سمجھتے ہیں۔	۳۰۔ خلفاء راشدین کے وہ احکام جو نصوص شرعیہ کے خلاف تھے امت نے ان کو رد کردیا(۵)

(۱) فتاویٰ ثنائیہ ج۲ص۵۲۔فتاویٰ علمائے حدیث ج۵ص۱۵۲

(۲) دستورالمتقی ص۱۵۱۔صلوۃ الرسول

(۳) تاریخ وہابیت حقائق کے آئینے میں

(۴) مجموعہ مقالات پر سلفی جائزہ ص۵۴۸

(۵) تنویرالآ فاق فی مسئلۃ الطلاق ص۱۰۷

فرقہ اہل حدیث پاک و ہند کی شیخ عبدالوہابؒ سے مخالفت

شاہ اسماعیل شہیدؒ کے ساتھ اعلاء کلمۃ اللہ کی جنگ لڑنے والوں کو جب انگریز نے وہابی کہہ کر بدنام کیا تو اسی وقت وہابی سے کیا مراد تھی اور کل تک کے غیر مقلدین وہابی نسبت کو اپنے سے دور کرنے کیلئے کیا کیا جتن نہ کرتے رہے۔ مگر وقت گزرنے کے ساتھ جب اپنے مزعومہ نظریات کو پھیلانے کا موقع میسر ہوا تو اسی مردے کو دوبارہ کھڑا کر لیا اور لفظ وہابی جسے غیر مقلدین اپنے لیے گالی سمجھتے تھے، اب دوبارہ وہی لفظ اپنے لیے استعمال کر کے دیار عرب سے بھیک مانگنا شروع کر دی اور عربی ریالوں اور ڈالروں سے اپنی مردہ تحریک میں جان پیدا کی۔

لہٰذا ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ اس پٹرولیم فرقہ کا وہابیت سے کتنا تعلق ہے اور وہابی عقائد و نظریات سے انہیں کس قدر اتفاق ہے یا عرب و عجم کی آنکھوں میں دھول جھونک کر یہ بازی گر اپنا الو سیدھا کر رہے ہیں تو آئیں پہلے وہابی تحریک اور ان کے معتقدات پر نظر ڈالیں۔ پھر فرقہ اہل حدیث کے اغراض و مقاصد پر نظر کریں تا کہ حقیقت واضح ہو جائے۔

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں یہ بازی گر دھوکہ کھلا

غیر مقلدین کے مکتبہ 'دارالسلام' سے شائع ہونے والی کتاب ''تاریخ وہابیت حقائق کے آئینے میں'' کے مصنف ڈاکٹر محمد بن سعد الشویعر محمد بن عبدالوہاب اور آل سعود کے عقائد نظریات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ جب ابن سعود سے سوال ہوا کہ آپ لوگ استوار ذاتی کے قائل ہیں اور اس سے مستوی کا جسم ہونا لازم آتا ہے۔ تو انہوں

نے جواب دیا معاذ اللہ ہم لوگ تو وہی کہتے ہیں جو امام مالکؒ نے کہا تھا کہ استواء معلوم ہے (یعنی لفظ استواء تو معلوم ہے) لیکن اس کی کیفیت مجہول ہے (یعنی استواء باری تعالیٰ کی کیا کیفیت ہے جہات سِتہ میں سے کونسی جہت ہے یعنی وہ کس طرح مستوی ہے عرش پر بیٹھا ہے یا نہیں ہر کیفیت ہم سے مجہول ہے) اور اس کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے مگر اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ پھر قاضی الزرعی نے کہا کہ آپ (وہابی) لوگ قبروں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کی زندگی کے منکر ہیں؟ تو ابن سعود نے کہا معاذ اللہ ہم تو اس بات کے قائل ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء قبروں میں زندہ ہیں اور ان کی یہ زندگی شہداء کی زندگی سے بھی اعلیٰ ہے۔(۱)

اب ان دونوں نظریات کے برعکس دیارِ عرب میں اپنے آپ کو وہابی جتلا کر وہاں سے زکوۃ وصول کرنے والوں کا عقیدہ بھی سنیے۔

غیر مقلدین کا پیشوا پروفیسر طالب الرحمان اپنی کتاب آیئے عقیدہ سیکھیے میں لکھتا ہے:

”اللہ تعالی عرش پر ہے اور اللہ کا عرش سات آسمانوں کے اوپر ہے۔“(۲)

کتنا تضاد ہے، ابن سعود تو فرما رہے ہیں کہ استواء کی کیفیت مجہول ہے اور ان کے خوشہ چین باقاعدہ جہت بھی متعین کر رہے ہیں۔

نیز غیر مقلدین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات فی القبر کے بھی منکر ہیں۔ غیر مقلدین کے شیخ محمد یحیی گوندلوی عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام کے متعلق یوں گوہر افشانی فرماتے ہیں:

”یہ عقیدہ قرآن وحدیث اور صحابہ کرام کے اجماع سے باطل، ردی اور بے کار ہے۔“(۳)

اسی طرح جب ابن سعود سے سوال ہوا کہ آپ قبرِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور

(۱) تاریخ وہابیت حقائق کے آئینہ میں ص ۴۰ (۲) آیئے عقیدہ سیکھیے ص ۳۹ (۳) عقیدہ مسلم ص ۳۴۸، مکتبہ دار الحسنی

دیگر قبروں کی زیارت سے منع کرتے ہیں تو ابن سعود نے کہا معاذ اللہ، جو چیز شریعت میں ثابت ہے اس کے انکار سے اللہ کی پناہ۔(۱)

دیکھیے کہ ابنِ سعود (وہابی) روضۂ اطہر کی زیارت کو جائز بتا رہے ہیں اور ذرا غیر مقلدین کی راگنی سنیے۔

طالب الرحمان لکھتا ہے

''سفر کر کے انبیاء و اولیاء کی قبروں کی زیارت کے لیے جانا منع ہے۔''(۲)

یعنی ایک جائز کام کیلئے سفر کرنا ناجائز ہے، کیا خوب کہا!

اسی طرح تاریخ وہابیت نامی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۵۱ پر اہلِ قصیم کے نام شیخ کا خط نقل کیا گیا ہے جس میں شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی فرماتے ہیں کہ سلیمان بن سحیم نامی شخص نے مجھ پر ایسی باتوں کا الزام لگایا ہے جو میری زبان تو کجا میرے وہم وگمان سے بھی نہیں گزریں۔ جیسے ان کا یہ کہنا کہ میں مذاہبِ اربعہ کی کتابوں کو منسوخ قرار دیتا ہوں اور کہتا ہوں کہ لوگ چھ سو سال سے کسی مذہب پر نہیں ہیں اور اجتہاد کا دعوی کرتا ہوں، تقلید کی مجھے ضرورت نہیں ہے اور کہتا ہوں کہ علماء کا اختلاف مصیبت ہے، جو بزرگوں کا وسیلہ پکڑے اسے کافر کہتا ہوں... قبرِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو حرام کہتا ہوں اور والدین وغیرہ کی قبر کی زیارت کا منکر ہوں۔ جو غیر اللہ کی قسم کھائے اسے کافر کہتا ہوں، ابن فارض اور ابن عربی کو کافر گردانتا ہوں، دلائل الخیرات اور روض الریاحین جیسی کتابیں جلا دیتا ہوں۔ ان تمام مسائل کا جواب یہ ہے کہ میں کہتا ہوں **سبحنک ھذا بھتان عظیم** یااللہ تو پاک ہے، یہ بہت بڑا بہتان ہے۔(۳)

(۱) تاریخ وہابیت حقائق کے آئینہ میں ص ۱۴۱ (۲) آیئے عقیدہ سیکھیے ص ۲۱۱

(۳) تاریخ وہابیت حقائق کے آئینہ میں ص ۱۵۷

یعنی شیخ منکرِ تقلید نہیں بلکہ خود مقلد ہیں اور اسی کتاب کے صفحہ ۶۷ پر فرماتے ہیں کہ ہمارا مسلکی رخ فقہ حنبلی کے مطابق ہے۔اس کے برعکس حضرات غیر مقلدین کا نظریہ ملاحظہ فرمائیں

پروفیسر حافظ محمد سعید امیر جماعۃ الدعوۃ تقلید کی غلطی کے عنوان کے تحت رقم طراز ہیں:

''عقیدے کی جو خرابیاں یہودیوں اور عیسائیوں میں تھیں وہی مسلمانوں میں پیدا ہو چکی ہیں یہ لوگ قرآن وحدیث کے روشن دلائل کو چھوڑ کر اپنے خود ساختہ مذہبی پیشواؤں کو حلال وحرام کا اختیار دے کر ان کی تقلید کو از خود اپنے اوپر واجب کیے بیٹھے ہیں اور یہی ہے اپنے علماء اور مذہبی پیشواؤں کو رب بنانا۔''(۱)

فرقہ اہل حدیث کے ایک اور معروف عالم پروفیسر طالب الرحمان کسی خاص مسلک کی طرف نسبت کے خلاف یوں گوہر افشانی فرماتے ہیں

''کسی امام کی طرف نسبت کر کے اس کے نام پر مذہب بنانا ناجائز اور فرقہ بندی کو ہوا دینے کے مترادف ہے۔''(۲)

گویا غیر مقلدین کے نزدیک شیخ محمد بن عبدالوہاب نے حنبلی مذہب کو اختیار کر کے ایک ناجائز کام کیا ہے اور فرقہ واریت کو ہوا دی ہے لیکن غیر مقلدین یہ بات سعودی عرب میں کھل کر نہیں کہتے کہ مبادا نان ونفقہ ہی بند ہو جائے۔

ائمہ اربعہ اور ان کے مقلدین شیخ محمد بن عبدالوہاب کے نزدیک اہل السنۃ والجماعۃ میں سے ہیں اور یہ اہلِ حق قیامت تک رہیں گے مگر شرذمہ قلیلہ غیر مقلدین کے نزدیک تقلید شرک ہے۔ اس لیے وہابیت اور چیز ہے اور غیر مقلدیت اور شے ہے۔ انگریز نے شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کے ساتھیوں کو وہابی کے نام سے بدنام کیا تھا اور وہابی بمعنی غیر مقلد

(۱) تفسیر سورۃ التوبہ ص ۱۳۸ مکتبہ دارالاندلس (۲) آیئے عقیدہ سیکھیے ص ۲۹۵

اس وقت ہرگز نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ غیر مقلدین کے پیشواؤں نے وہابیت سے بیزاری کا اظہار کیا ہے۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

''محمد بن عبدالوہاب سے ہمیں حاشا وکلا کوئی نسبت نہیں ہے...تاریخوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے بھائیوں کی طرح وہ بھی ایک مقلد تھا...اور حنبلی تھا۔''(۱)

مگر اب چونکہ عرب دنیا سے مفادات وابستہ ہیں اس لیے معراج ربانی، طالب الرحمان، زبیر علی زئی اور حافظ سعید جیسے حضرات اسی شیخ عبدالوہاب کے قصیدے پڑھ رہے ہیں کل تک جس کا نام سننا بھی گوارا نہ تھا۔ عجیب دورخی ہے، دیار ہند میں تقلید کو شرک کہتے ہیں اور مقلدین کو مشرک مگر عرب میں جا کر یہی تقلید گلے کا ہار بن جاتی ہے۔ ادھر انگریز سے مراعات حاصل کرنے کے لیے لفظ وہابی سے اعلان برأت کر کے خود کو فرقہ اہل حدیث کے طور پر رجسٹرڈ کرواتے ہیں اور دوسری طرف اہل عرب سے جا کر کہتے ہیں **نحن وهابيون في بلاد الهند** کہ ہندوپاک میں ہم ہی وہابی ہیں۔

مقلدین احناف سے بغض

حقیقت یہی ہے کہ غیر مقلدین نے توحید ورسالت اپنے لیے ہی خاص کر رکھی ہے وہ اپنے ماسویٰ سب کو مشرک اور بدعتی سمجھتے ہیں اسی پر بس نہیں صاف طور پر ان کو جہنمی بتلاتے ہیں ان سے نکاح کو ناجائز قرار دیتے ہیں، غیر مقلدین کے ایک مشہور ومقتدر عالم، ابوشکور عبدالقادر حصاروی صاحب نے خاص اس مسئلہ پر ایک کتاب لکھی ہے ''**سياحة الجنان بمناكحة أهل الايمان**'' اس کتاب سے چند حوالے نقل کیے جاتے ہیں۔

(۱) اہل حدیث کا مذہب ص ۹۹

حنفی گمراہ اورفرقہ ناجیہ سے خارج ہیں ان سے نکاح جائزنہیں

عبدالقادر حصاروی صاحب لکھتے ہیں:

''یہ امر روشن ہو چکا ہے کہ حق مذہب اہل حدیث ہے اور باقی جھوٹے اور جہنمی ہیں تو اہل حدیثوں پر واجب ہے کہ ان تمام گمراہ فرقوں سے بچیں اور ان سے اختلاط میل جول اور دینی تعلقات نہ رکھیں یعنی باطل مذہب والوں کے پیچھے نمازیں نہ پڑھیں اور ان کے جنازہ میں شامل نہ ہوں ان سے سلام نہ لیں ان سے مناکحت نہ کریں نہ ان کو اپنی لڑکیاں دیں اور نہ ان سے لیں''۔(۱)

آگے لکھتے ہیں:

''مقلدین حنفیہ کے ہر دو فرقے دیوبندی اور بریلوی بلاشبہ گمراہ اور اہل حدیثوں جیسے مسلمان نہیں ہیں''۔(۲)

مزید لکھتے ہیں:

''خواص تو جانتے ہیں میں عوام کی خاطر کچھ عرض کرتا ہوں کہ مقلدین موجودہ دس وجھوں سے گمراہ اور فرقہ ناجیہ سے خارج ہیں جن سے مناکحت جائزنہیں ہے، وجہ اول یہ ہے کہ موجودہ حنفیوں میں تقلید شخصی پائی جاتی ہے جو سراسر حرام اور ناجائز ہے''۔(۳)

نیز لکھتے ہیں:

''مولانا ابراہیم سیالکوٹی نے رسالہ فرقہ ناجیہ میں یہ لکھا ہے کہ ناجیہ فرقہ اہل حدیث ہے اور باقی فرقے بعد میں پیدا ہوئے ہیں'......اسی طرح مولوی محمد صاحب جونا گڑھی نے اپنی تصنیفات میں حنفیوں کو گمراہ اور فرقہ ناجیہ سے خارج قرار دیا ہے''۔(۴)

آخر میں یوں زہر اگل کر اپنے قلب کو تسکین دیتے ہیں کہ

(۱) سیاحۃ الجنان ص۴ (۲) سیاحۃ الجنان ص۵ (۳) سیاحۃ الجنان ص۵ (۴) سیاحۃ الجنان ص ۱۱

''سچا فرقہ اورناجیہ اہل حدیث ہے باقی سب فی النار والسقر ہیں لہٰذا منا کحت فرقہ ناجیہ کی آپس میں ہونی چاہیے اہل بدعت سے نہ ہوتا کہ مخالطت لازم نہ آئے''۔ (۱)

مشہور غیر مقلد حکیم فیض عالم صدیقی صاحب کو احناف اور فقہ حنفی سے بلاوجہ کا بیر ہے، انہوں نے اپنی کتاب میں احناف اور فقہ حنفی کے متعلق خوب زہر اگلا ہے اور جی بھر کر بے سروپا خرافات اس میں بھری ہیں۔ چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیے۔

حکیم صاحب لکھتے ہیں:

''میں مکرر اس بات کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ آج فقہ حنفیہ کے نام سے جو اسفار لہو الحدیث (دل بہلانے والی باطل باتوں) کا مجموعہ دنیا میں پھیلے ہوئے مسلمانوں کے ایک حصے کو گمراہ کرنے کا موجب بن رہا ہے۔ اس کا ایک لفظ بھی حضرت امام ابوحنیفہ سے تعلق نہیں رکھتا''۔ (۲)

آگے چل کر لکھتے ہیں:

''مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجیے کہ آج فقہ حنفی کی آڑ میں جو مجموعہ اسفار لہو الحدیث ہمارے ہاں مروج اور شائع ہے اس میں ایک حرف بھی سیدنا امام ابوحنیفہ سے ثابت نہیں کیا جاسکتا اور نہ آج تک کوئی ثابت کرنے کی جرأت کرسکا ہے، اس مقام پر بے اختیار سبائیت کی اس ڈاکہ زنی اور رفض کی اس نقب زنی کی داد دینے کو جی چاہتا ہے''۔ (۳)

مزید لکھتے ہیں:

''شیعوں کے تقیہ کی بگڑی ہوئی شکل ''باب الحیل'' کا جو پودا حضرت ابوحنیفہؒ نے لگایا تھا اسی زمانہ میں بار آور ہوا جو آخر میں فتاویٰ عالمگیری کی دسویں جلد کے ستر صفحات میں بھی مکمل طور پر نہیں سما سکا''۔ (۴)

(۱) سیاحۃ الجنان ص۲۳ (۲) اختلافِ امت کا المیہ ص۱۴ (۳) ایضاً ص۳۱۲ (۴) ایضاً ص۳۱۲

غیر مقلدین کے عمل بالحدیث کی حقیقت انہی کے اکابر کے قلم سے

نواب صدیق حسن خان صاحب تحریر فرماتے ہیں

''اس زمانہ میں ایک شہرت پسند اور ریا کار فرقہ نے جنم لیا ہے جو ہر قسم کی خامیوں اور نقائص کے باوجود اپنے لیے قرآن و حدیث کے علم اور اس پر عامل ہونے کا دعویدار ہے، حالانکہ اہل علم و عمل اور اہل عرفان سے اس کو کوئی تعلق نہیں کیونکہ یہ فرقہ ''ان علوم آلیہ'' سے جاہل ہے جن کی واقفیت طالبِ حدیث کے لیے اس فن کی تکمیل میں نہایت ضروری ہے۔اس کے ساتھ ساتھ ہی یہ فرقہ ان ''علوم عالیہ'' سے بھی جاہل ہے جن کے بغیر طریق سنت پر چلنے کی کوئی گنجائش نہیں' مثلاً صرف، نحو، لغت، معانی اور بیان، چہ جائیکہ دوسرے کمالات ان میں پائے جائیں......اسی لیے تم ان لوگوں کو دیکھو گے کہ یہ محض الفاظِ حدیث کی نقل پر اکتفا کرتے ہیں اور حدیث شریف کے فہم اور اس کے معانی و مفاہیم میں غور و خوض کی طرف توجہ نہیں کرتے، ان کا گمان ہے کہ محض الفاظ کا نقل کر لینا ہی کافی ہے حالانکہ یہ خیال حقیقت سے دور ہے کیوں کہ حدیث سے مقصود تو حدیث کی فہم اور اس کے معانی میں غور و فکر کرنا ہے، نہ کہ صرف الفاظِ حدیث کی نقل پر اکتفا کر لینا، پس سب سے پہلے تو حدیث میں اس کا سننا ہے پھر اس کو زبانی یاد رکھنا ہے، پھر اس کو سمجھنا ہے، پھر اس پر عمل کرنا ہے پھر اس کی نشر و اشاعت ہے اور ان لوگوں نے فقط حدیث کے سن لینے اور اس کی نشر و اشاعت پر اکتفا کر لیا ہے حدیث کے یاد کرنے اور سمجھنے کے بغیر حالانکہ اس پر اکتفا و اختصار کر لینے کا کوئی فائدہ نہیں پس حدیث اس زمانہ میں بچوں کا پڑھنا پڑھانا رہ گیا ہے نہ کہ اصحابِ یقین کا وہ اپنی غفلتوں میں بھٹکتے پھر رہے ہیں۔

(۱)(۲)(۳)(۴)

امام غزالیؒ نے حضرت ابوسفیان سے نقل کیا ہے کہ وہ ایک دفعہ زائد بن احمدؒ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو سب سے پہلی حدیث جوان سے سنی وہ حضورﷺ کا ارشاد تھا کہ ''آدمی کے اسلام کی اچھائی میں سے ہے، اس کا بے کار کاموں کو چھوڑ دینا''۔ آپ (یہ حدیث سن کر) کھڑے ہو گئے اور فرمایا مجھے یہی حدیث کافی ہے۔ جب میں اس سے فارغ ہوں گا تو دوسری حدیث سنوں گا، عقل مند لوگوں کا سماع ایسا ہوتا تھا، رہے یہ جاہل (غیر مقلد، ناقل) تو ان کا حدیث کے ساتھ بڑے سے بڑا سلوک فقط یہ ہے کہ یہ لوگ چند ایسے مسائل کو اختیار کر لیتے ہیں جو عبادات کے اندر مجتہدین اور محدثین کے مابین اختلافی ہیں معاملات سے متعلق مسائل جو کہ روزمرہ پیش آتے ہیں ان سے انہیں کوئی واسطہ نہیں۔

اور ان کا سارے کا سارا اتباع حدیث فقط یہ ہے کہ یہ اس خلاف کو نقل کرتے رہتے ہیں جو ائمہ مجتہدین اور محدثین کے درمیان عبادات کے اندر واقع ہوا ہے نہ کہ اعتقادات کے اندر، اسی لیے یہ لوگ اس باب میں ائمہ حدیث کی جانچ پرکھ سے بے بہرہ اور معاملات کے بارے میں حدیث کی سمجھ بوجھ سے ناواقف ہیں، ایسے ہی سنن اور اصحابِ سنن کے اسلوب اور طریقہ کے مطابق کسی ایک مسئلہ کے استخراج اور کسی ایک حکم کے استنباط پر بھی قادر نہیں ہیں، اور انہیں اس کی توفیق بھی کیسے ہو کہ یہ حدیث پر عمل کرنے کے بجائے زبانی جمع خرچ پر اور سنت کی اتباع کے بجائے شیطانی ہتھکنڈوں پر اکتفا کرتے ہیں اور پھر اس کے عین دین ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں اور وہ اس بات پر خوش ہیں کہ مسلمانوں کے درمیان پیچھے رہ جانے والی عورتوں کے ساتھ ہو جائیں اور یہ ان میں سے ہر ایک کی عادت ہے، امیر ہو یا غریب، تندرست ہو یا بیمار، میں نے ان کو بارہا آزمایا لیکن میں نے ان میں سے کسی کو ایسا نہیں پایا کہ جسے صالحین کے طریقہ پر چلنے کی کوئی رغبت ہو یا

(۱)(۲)(۳)(۴)

وہ اہل ایمان کی سیرت کے مطابق چلتا ہو بلکہ میں نے ان میں سے ہر ایک کو کمینی دنیا میں منہمک، اوراس کے ردی ساز وسامان میں مستغرق، جاہ و مال کو جمع کرنے والا، حلال وحرام کی تمیز کے بغیر مال کی لالچ رکھنے والا پایا، اسلام کی مٹھاس سے خالی الذہن، اور عام مسلمانوں کی نسبت شریر کمینے لوگوں کی طرح بہت سنگ دل پایا۔ شعر

میں نے انہیں ڈھیل دی پھر میں نے ان کے متعلق

غور وفکر کیا تو مجھ پر روشن ہوا کہ ان میں کوئی فلاح نہیں ہے

اور وہ قوم فلاح پائے بھی کیسے جس کا قول فعل کے اور فعل قول کے مخالف ہو باتیں تو ''**خیر البریہ**'' ﷺ کی کرتے ہیں لیکن خود ''شر البریہ'' مخلوق میں سے سب سے بدتر ہیں''۔(۱)

نواب صاحب چند سطروں بعد فرماتے ہیں:

''بخدا یہ امر انتہائی تعجب و تحیر کا باعث ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو خالص موحد گردانتے ہیں اور اپنے ما سوی سب مسلمانوں کو مشرک بدعتی قرار دیتے ہیں، حالانکہ یہ خود انتہائی متعصب اور دین میں غلو کرنے والے ہیں............ مقصود یہ ہے کہ یہ ایسے لوگ ہیں جن کا دیکھنا آنکھوں کی چبھن اور گلوں کی گھٹن، جانوں کے کرب اور دکھ، روحوں کے بخار، سینوں کے غم اور دلوں کی بیماری کا باعث ہے اگر تم ان سے انصاف کی بات کرو تو ان کی طبیعتیں انصاف قبول نہیں کریں گی''۔(۲)

یہ طویل ترین اقتباس نواب صاحب کی کتاب ''**الحطة فی ذکر الصحاح الستہ**'' سے لیا گیا ہے جو عربی میں ہے طوالت کے خوف سے اصل عربی عبارت نہیں لکھی گئی صرف اس کے ترجمہ پر اکتفا کیا گیا ہے، اصل عربی کتاب کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے

(۱) الحطة فی ذکر الصحاح الستہ ص ۱۵۲ تا ۱۵۴ (۲) الحطة فی ذکر الصحاح الستہ، ص ۱۵٤، ۱۵۵

کہ نواب صاحب ان لوگوں کے کردار سے کس قدر پریشان تھے، نواب صاحب نے ان سے تنگ آ کر لوگوں کے سامنے ان کا کچا چھٹا کھول دیا اور اپنے انتہائی کرب و بے چینی کا اظہار کر دیا۔

قارئین محترم! یہ تو نواب صاحب کے زمانہ میں پیدا ہونے والے غیر مقلدین کا حال تھا اس سے اندازہ کیجیے کہ موجودہ دور کے غیر مقلدین کا کیا حال ہوگا؟

مولانا عبدالجبار صاحب غزنوی ارشاد فرماتے ہیں

''ہمارے اس زمانہ میں ایک فرقہ نیا کھڑا ہوا ہے جو اتباعِ حدیث کا دعویٰ رکھتا ہے اور درحقیقت وہ لوگ اتباعِ حدیث سے کنارے پر ہیں، جو حدیثیں کہ سلف و خلف کے ہاں معمول بہا ہیں ان کو ادنیٰ سی قدح اور کمزور جرح پر مردو کہہ دیتے ہیں اور صحابہ کے اقوال و افعال کو ایک بے طاقت سے قانون اور بے نور سے قول کے سبب پھینک دیتے ہیں۔

اور ان پر اپنے بے ہودہ خیالوں اور بیمار فکروں کو مقدم کرتے ہیں اور اپنا نام محقق رکھتے ہیں حاشا وکلا، اللہ کی قسم! یہی لوگ ہیں جو شریعت نبویہ (کی حد بندی) کے نشان کو گراتے ہیں اور ملتِ حنیفیہ کی بنیادوں کو کہنہ کرتے ہیں اور سنتِ مصطفویہ کے نشانوں کے مٹاتے ہیں احادیث مرفوعہ کو چھوڑے ہوئے ہیں اور متصل الاسناد آثار کو پھینکے ہوئے ہیں اور ان کے دفع کرنے لیے وہ حیلہ بناتے ہیں کہ جن کے لیے کسی یقین کرنے والے کا شرح صدر نہیں ہوتا اور نہ کسی مؤمن کا سر اٹھتا ہے''۔ الخ (۱)

نواب وحیدالزماں صاحب رقم طراز ہیں

''غیر مقلدوں کا گروہ جو اپنے تئیں اہل حدیث کہتے ہیں انہوں نے ایسی

(۱) فتاویٰ علماءِ حدیث، ج ۷، ص ۸۰

آزادی اختیار کی ہے کہ مسائل اجماعی کی بھی پرواہ نہیں کرتے نہ سلف صالحین صحابہ اور تابعین کی۔قرآن کی تفسیر لغت کے ذریعے اپنی من مانی کی کرتے ہیں۔حدیث شریف میں جو تفسیر آ چکی ہے اس کو بھی نہیں سنتے ،فرقہ اہل حدیث بعضے عوام اہل حدیث کا یہ حال ہے کہ انہوں نے صرف رفع یدین اور آمین بالجہر کو اہل حدیث کے ہونے کے لیے کافی سمجھا ہے، باقی اور آداب اور سنن اور اخلاق نبوی سے کچھ مطلب نہیں،غیبت جھوٹ افتراء سے باک نہیں کرتے ،ائمہ مجتہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیاء اللہ اور حضرات صوفیہ کے حق میں بے ادبی اور گستاخی کے کلمات زبان پر لاتے ہیں اپنے سوا تمام مسلمانوں کو مشرک اور کافر سمجھتے ہیں بات بات میں ہر ایک کو مشرک اور قبر پرست کہہ دیتے ہیں‘‘۔(۱)

مولوی عبدالمجید سوھدروی غیر مقلد لکھتے ہیں

’’آپ نام کے اہل حدیثوں کو نہ دیکھیے کیونکہ فی زمانہ تو کثرت سے ایسے ہی اہل حدیث کہلانے والے ہیں جو بد نام کنندہ نکو نامے چند ہیں یا برعکس نہند نام زنگی کافور کے مترادف ہیں۔‘‘(۲)

قارئین کرام! آپ نے غیر مقلدین کے نواب صاحبان اور دیگر علماء کے حوالے ملاحظہ فرمائے،غور کیجیے کہ وہ غیر مقلدین کے رویہ سے کس قدر نالاں ہیں اور اس حقیقت کا کھلے دل سے اعتراف کر رہے ہیں کہ ان لوگوں کو حدیث سے سوائے متنازعہ مسائل کے کوئی مس نہیں۔یہ لوگ صرف اپنے آپ کو مسلمان اور موحد سمجھتے ہیں اور اپنے ماسوا باقی سب کو مشرک اور بدعتی قرار دیتے ہیں۔

(۱)لغات الحدیث،ج ۲،ص ۹۱ کتاب ش (۲) کرامات اہلحدیث ص ۱

باب ششم

فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کا مقصد
احیاءِ سنت یا افتراقِ امت

ترک سنت مؤکدہ پر کوئی مواخذہ نہیں

مولوی ثناءاللہ امرتسری صاحب سے سوال ہوا:

''کوئی شخص فرض نماز ادا کرے اور سنت مؤکدہ یا غیر مؤکدہ ترک کر دے تو خدا کے پاس اس ترک سنت کا کیا مواخذہ ہوگا؟''

مولوی ثناءاللہ امرتسری صاحب نے جواب دیا:

''سنتوں کی وضع رفع درجات کے لیے ہے ترکِ سنن سے رفع درجات میں کمی رہتی ہے مواخذہ نہیں ہوگا ان شاءاللہ''۔(۱)

اب جماعت غرباء اہل حدیث کے مفتی عبدالستار صاحب کے چند فتاویٰ بھی ملاحظہ فرما لیں۔

قبلہ رخ پاؤں کر کے سونا جائز ہے

سوال نمبر ۲۲۱: کیا قبلہ رخ پاؤں کر کے سونا جائز ہے؟ (۲)

جواب نمبر ۲۲۱: لیٹنے والے کی نیت اگر توہینِ کعبہ نہ ہو تو درست ہے اگر ہو تو درست نہیں ہے، نیت درست ہو تب بھی افضل و بہتر مسنون طریقہ یہی ہے کہ قبلہ کی طرف منہ شمال کی جانب سر ہو جنوب کی جانب پیر ہوں جس طرح مردہ کو قبر میں لٹایا جاتا ہے، اگر اس کے خلاف لیٹے گا تو مسنون نہیں جائز ہے''۔(۳)

نوافل و سنن صلوٰۃ کے ترک پر گناہ نہیں

سوال (۳) ''سنا ہے کہ آپ (مفتی عبدالستار) اور آپ کے طلبہ نماز کی سنتوں کو

(۱) فتاویٰ ثنائیہ ج۱ ص ۶۲۷ (۲) محمد عاشق از ابوہر (۳) فتاویٰ ستاریہ ج۱ ص ۱۳۰

ضروری نہ سمجھ کرنہیں پڑھتے کیا یہ صحیح ہے؟اور کیا حقیقتاً سنتیں نہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں؟ فقط والسلام آپ کا مخلص عبداللہ عفی عنہ صفر۱۳۸۲ھ"۔

جواب (۳): میں یا میرے طلبہ سنتوں کو سنت سمجھ کر پڑھتے ہیں فرض یا واجب نہیں جانتے، کوئی شخص کسی وجہ سے سنتیں نہ پڑھے تو ثواب سے محروم ہوگا، کافر یا گنہگار نہ ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی اور ایک نجدی شخص کو توحید، نماز، روزہ، زکوٰۃ فرض کی ادائیگی پر مفلح اور جنتی فرمایا تھا' نیز آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عالم کو جو فرض نماز پڑھ کر کتاب وسنت کے درس دینے میں مصروف ہو جاتا ہے' عابد پر فضیلت دی ہے۔

فقط ابو محمد عبدالستار امام جماعت غرباء اہل حدیث کثر اللہ سوادھم مورخہ ۳ صفر ۱۳۸۲ھ"(۱)

سوال (۴): نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی سنتیں کبھی ترک کی ہیں؟ نوافل وسنت کے ترک پر گناہ تو نہیں؟

جواب (۴): نوافل وسنن صلوٰۃ کے ترک پر گناہ نہیں"۔(۲)

نواب صدیق حسن خان صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"والسنة ان تكون السورة بعد الفاتحة وبعد آمين ويقرأ على ترتيب المصحف ولو خالف جاز وصح بلا كراهة"(۳)

اور سنت یہ ہے کہ (ملائی جانے والی) سورۃ، سورۃ فاتحہ اور آمین کے بعد ہو اور (باقی سورتوں میں بھی) قرآن کی ترتیب کے مطابق پڑھے۔ اگر ترتیب کے خلاف پڑھا تو بھی جائز اور بلا کراہت صحیح ہے۔

نماز سے ہٹ کر دیگر سنتوں کے متعلق غیر مقلدین کے اکابر کا طرز عمل بھی ملاحظہ

(۱) فتاویٰ ستاریہ' ج ۴' ص ۴۵۔۴۹ (۲) فتاویٰ ستاریہ' ج ۴' ص ۳۵ (۳) نزل الابرار' ص ۸۳۔ بحوالہ اظہار التحسین' ص ۴۸

فرماتے چلیں۔ میاں نذیر حسین صاحب کے ایک شاگرد مولوی سلامت اللہ جیراجپوری صاحب کے صاحب زادے اسلم جیراجپوری صاحب لکھتے ہیں۔

پچاس ہزار اشرفی حق مہر

''ان (مولوی بشیر احمد سہسوانی شاگرد میاں نذیر حسین صاحب، ناقل) کی بیٹی کو بیاہنے کے لیے سہسوان کے ایک معزز اور دولت مند رئیس آئے۔ جماعت اہل حدیث میں اس شادی کی بڑھی دھوم تھی۔ میں بھی والد صاحب کے ساتھ **مدار المهام** صاحب کی مسجد میں گیا جہاں نکاح تھا۔ مجھے تعجب ہوا کہ مہر پچاس ہزار اشرفی حق مہر مقرر کیا گیا۔ واپسی پر جب ہم سوار ہوئے تو میں نے والد سے کہا کہ اس قدر مہر تو سنت کے خلاف ہے، ہماری مسجد کے مؤذن حاجی نعمت اللہ پرتاب گڑھی بھی ساتھ تھے جنہوں نے اجودھیا کے جہاد میں مولوی امیر علی کا ساتھ دیا تھا، متقی، مجاہد اور سوائے اللہ کے کسی سے نہ ڈرنے والے، میری بات سن کر بولے کہ!

'مولویوں کا حال مجھ سے سنو! یہی مولوی محمد بشیر اور قاضی شیخ محمد اور فلاں فلاں ہماری مسجد میں ایک دن بیٹھے ہوئے گفتگو کر رہے تھے، مسئلہ یہ طے ہوا کہ خانۂ خدا میں سوائے اللہ کے کسی کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا جائز نہیں ہے۔ اسی درمیان میں نواب صدیق حسن خان آ گئے جو اس وقت شیش محل میں رہتے تھے اور جماعت اسی مسجد میں پڑھتے تھے۔ یہ سارے مولوی ان کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوئے گئے، صرف میں بیٹھا ہوا تھا اور ہنس رہا تھا۔'

نواب صاحب نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ میں نے سارا قصہ سنایا وہ بھی ہنس پڑے۔ یہ مولوی ہم کو تو حدیث سناتے ہیں کہ **ان اعظم النكاح بركة ايسره مؤنة.** (۱) جس عورت کا مہر کم ہو وہ برکت والی ہوتی ہے اور خود اپنی بیٹیوں کا مہر بندھواتے ہیں پچاس ہزار دینار سرخ''۔(۲)

(۱) رواه البيهقي. مشكوة ص ۲۶۸ كتاب النكاح (۲) نوادرات، ص ۱۸۴

ان حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ غیر مقلدین کے یہاں متفق علیہ اور مؤکدہ سنتوں کی ادائیگی ضروری ہے اور نہ ان کے چھوڑنے پر کوئی گناہ ہے بلکہ سنت سے ہٹا ہوا عمل بلا کراہت صحیح ہے مکروہ بھی نہیں۔لیکن آمین بالجہر ،رفع یدین وغیرہ جن کے مستحب ہونے میں بھی امت کا اختلاف ہے، وہ ان کے یہاں اس قدر ضروری ہیں کہ ان پر عمل کیے بغیر نہ کسی کی نماز صحیح ہے اور نہ کوئی ان کے بغیر محمدی بن سکتا ہے،ان باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ احیاءِ سنت میں مخلص نہیں اور نہ ان کا مقصد احیاءِ سنت ہے،ان کا مطمع نظر فقط اختلافی مسائل کو ہوا دینا ہے اور ہر اس کام کا الٹ کرنا ہے جو اہل السنۃ کا معمول ہے۔

مقصدِ تاسیس جماعت غرباء اہل حدیث

پروفیسر محمد مبارک غیر مقلدین کی ایک ذیلی جماعت، جماعت غرباء اہل حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''جماعت غرباء اہل حدیث کی بنیاد صرف محدثین کی مخالفت پر رکھی گئی تھی، صرف یہی مقصد نہیں بلکہ تحریک مجاہدین یعنی سید احمد بریلوی کی تحریک کی مخالفت کر کے انگریز کو خوش کرنے کا مقصد پنہاں تھا جس کا اظہار اس طرح کیا گیا کہ مولوی عبدالوہاب ملتانی صاحب نے اپنے امام ہونے کا دعویٰ کیا اور ساتھ ہی یہ کہا جو میری بیعت نہیں کرے گا وہ جہالت کی موت مرے گا''۔(۱)

فرقہ اہل حدیث کا ناقص علم

میر ابراہیم سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں:

''جماعت اہل حدیث اپنے ناقص العلم اور غیر محتاط نام نہاد علماء کی تحریروں

(۱)علماء احناف اور تحریک مجاہدین ص ۴۸

اور تقریروں سے دھوکہ نہ کھائے کیونکہ ان میں سے بعض تو پرانے خارجی اور بے علم محض اور پرانے کانگریسی ہیں جو کانگریس کا حق نمک ادا کرنے کے لیے ایک نہایت گہری زمین دوز تجویز کے تحت انگریزی پالیسی ''ڈیوائڈ اینڈ رول لڑاؤ اور حکومت کرو، تفرقہ ڈالو اور فتح کرو'' سے مسلمانوں کو اختلافی مسائل میں مشغول کر کے باہمی اتفاق میں رکاوٹ اور مسلمانوں میں خصوصاً اہل حدیث میں تعصب پیدا کرنا چاہتے ہیں''۔(۱)

جھوٹے، مبتدعین اور مخالفینِ سلف صالحین اہل حدیث

قاضی عبدالاحد صاحب خان پوری تحریر فرماتے ہیں:

''اس زمانے کے جھوٹے اہل حدیث مبتدعین مخالفین سلف صالحین جو حقیقت ما جاء الرسول سے جاہل ہیں وہ صفت میں روافض کے خلیفہ اور وارث ہوئے ہیں کے یعنی جس طرح شیعہ پہلے زمانوں میں باب اور دہلیز کفر و نفاق کے تھے اور مدخل ملاحدہ و زنادقہ کا تھے اسلام کی طرف اسی طرح یہ جاہل بدعتی اہل حدیث اس زمانہ میں باب اور دہلیز اور مدخل ہیں ملاحدہ اور زنادقہ منافقین کے بعینہ مثل تشیع کے............

مقصود یہ ہے کہ رافضیوں میں ملاحدہ تشیع ظاہر کر کے حضرت علی اور حسینؓ کی غلو کے ساتھ تعریف کر کے سلف کو ظالم کہہ کر گالی دے دیں اور پھر جس قدر الحاد و زندقہ پھیلائیں کچھ پرواہ نہیں اسی طرح ان جاہل بدعتی کاذب اہل حدیثوں میں ایک دفعہ رفع یدین کرے اور تقلید کا رد کرے اور سلف کو ہتک کرے مثل امام ابو حنیفہؒ کی جن کی امامت فی الفقہ

(۱) احیاء المیت ص ۳۶ بحوالہ تحقیق مسئلہ تراویح ص ۴۵

اجماع امت کے ساتھ ثابت ہے اور پھر جس قدر کفر بد اعتقادی اور الحاد اور زندیقیت ان میں پھیلاوے بڑی خوشی سے قبول کرتے ہیں اور ایک ذرہ چیں بجبیں بھی نہیں ہوتے اگرچہ علماء اور فقہاء اہل السنۃ ہزار دفعہ ان کو متنبہ کریں ہرگز نہیں سنتے **سبحان اللہ، ما اشبہ اللیلۃ بالبارحۃ** ،اور سرّ اس کا یہ ہے کہ وہ مذہب وعقائد اہل السنۃ والجماعۃ سے نکل کر اتباع سلف سے متنفر ہو گئے ہیں **فافھم و تدبر**''۔(۱)

ماہانہ مجلّہ ''اہل حدیث دہلی'' کے ایڈیٹر حکیم اجمل خان (یہ وہ حکیم اجمل خان نہیں جو خاندان شریفی کے مشہور ومعروف حکیم وطبیب ہیں) اپنی جماعت کی کاروائی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''فی الوقت ہماری جمعیت، مسلک کی دعوت وتبلیغ کے لیے نہیں بلکہ روپیہ، اقتدار کی ہوس کو پورا کرنے کا ذریعہ بن کر رہ گئی ہے، عوام کو بے وقوف بنایا جا رہا ہے اور مسلک و جماعت کے نام اور منصب سے بلیک میل کیا جا رہا ہے، جس شخص کے پاس جمعیت کا عہدہ ومنصب ہو وہ پہلے اس کے ذریعہ عرب دنیا میں چمکتا ہے پھر اپنے کاروبار کو وسیع کرتا ہے کیونکہ اس منصب کے ذریعہ ویزا اور عرب شیوخ تک رسائی بہر حال آسان ہو جاتی ہے اس لیے ان عہدوں پر دوبارہ آنے اور ہمیشہ برقرار رہنے کی کوشش کی جارہی ہے جیسا کہ حالیہ جماعتی انتخابات کے نظارے سامنے آئے ہیں لوگوں نے ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے، آبروریزی کرنے، دھاندلی مچانے لاقانونیت اور شرعی تقاضوں کو پامال کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی ہے اور آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ سب سے بڑی دھاندلی اور لاقانونیت مرکزی جمعیت کے ناظم صاحب کی طرف سے ہو رہی

(۱) التوحید والسنۃ فی رد اہل الحاد والبدعۃ ص ۲۶۲

ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے عہدہ پر دوبارہ آنے کے لیے بے چین ہیں اور اس کے لیے جوڑتوڑ دھاندلیاں کرر ہے ہیں''۔(۱)

کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں:

''دہلی کا حال اس سے بھی زیادہ خراب، یہاں جمیعۃ کے کارکنان کو ہنگامہ آرائی اور دینی جماعت کے ماحول کو پراگندہ کرنے، پارٹی بازی پھیلانے کے لیے استعمال کیا گیا''۔(۲)

غیر مقلدین کے چودھویں صدی کے مجدد کے کارنامے

جماعت غرباء اہل حدیث کے دوسرے امام عبدالستار صاحب نے جماعت غرباء اہل حدیث کے اجلاس دہلی ۱۳۵۳ھ میں ایک خطبہ امارت پیش کیا تھا جس میں چودھویں صدی کے اپنے مجدد کی خدمات ذکر کی تھیں، کچھ خدمات آپ بھی ملاحظہ فرماتے چلیں۔

مولوی عبدالستار صاحب لکھتے ہیں:

''چودھویں صدی کے مجددِ اعظم کی اہم ترین اسلامی خدمات، جناب حافظ کلام رب العالمین رئیس المحدثین امام زمانہ وحید دہرہ مولانا الحاج ابو محمد عبدالوہاب رضی اللہ عنہ حامی توحید و ماحی الشرک محی السنۃ قامع البدعۃ اپنے زمانے کے بخاری نے اپنے استاد شیخ الہند میاں صاحب مرحوم سے تحصیل علم کے بعد ۱۳۰۰ھ میں مدرسہ دارالکتاب والسنۃ کی بنیاد شہر دہلی میں قائم کر کے خالص درس قرآن وحدیث شروع کیا اور دیگر علوم آلیہ وعقلیہ منطق وفلسفہ فقہ مروجہ وغیرہ کے ڈھول کا پول کھولنا شروع کیا اور قرآن وحدیث کے ہوتے ہوئے ان

(۱) مجلّہ اہل حدیث انڈیا ص۲ مارچ ۱۹۹۰ء (۲) مجلّہ اہل حدیث انڈیا ص ۵ مارچ ۱۹۹۰ء

پر عمل عقیدہ رکھنا رکھانا سخت جرم بتایا اور بیان فرمایا کہ کتب فقہ مروجہ شریعتِ اسلام کے بالکل منافی ہیں، کتاب وسنت کے ہوتے ہوئے ان پر عمل کرنا محض گمراہی اور حرام ہے بھلا اکل حلال کے ہوتے ہوئے خنزیر کھانا کب روا ہے" (۱)

مزید لکھتے ہیں:

"بعد نماز علی الصباح کلامِ مجید کا ترجمہ ہوتا ہے، قرآن کھل جاتے ہیں۔ کشن گنج کے تمام اہل حدیث بوڑھوں سے لے کر جوانوں اور شعور دار بچے تک ترجمہ پڑھتے ہیں۔ مولانا ممدوح ترجمہ میں وہ عام فہم دقائق بیان فرماتے ہیں اور شرک و بدعت کی وہ چھاڑ کرتے ہیں اور شخصی تقلید نا سدید کا وہ کھوج کھودتے ہیں اور فقہ کے خراب اور گندے مسائل کی جو قرآن وحدیث کے سراسر خلاف ہیں وہ مٹی خراب کرتے ہیں کہ باید و شاید اور بے تحاشا سامعین کی زبان سے سبحان اللہ اور بارک اللہ نکلتا ہے"۔ (۲)

احناف کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی وجہ

غیر مقلدین کے چودھویں صدی کے مجدد اعظم کے پوتے عبدالغفار سلفی حنفیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے یوں گوہرافشانی کرتے ہیں:

"اہل حدیث کی نماز غیر اہل حدیث کی اقتدا میں بہتر نہیں۔ اگر سنت اور صحیح مسلک کی اشاعت کی خاطر احناف کی اقتداء میں نماز پڑھی جائے تو جائز کیا بلکہ ضروری ہے کیونکہ آپ احناف کی مسجد میں جا کر صحیح طریقہ کے مطابق صحیح وضو کریں گے پھر نماز سنت طریقہ کے مطابق آمین رفع یدین سے پڑھیں گے، مقلدین کو متبعین سنت کی نماز کا علم ہوگا وہ آپ سے دریافت کریں گے آپ نے

(۱) خطبہ امارت ص ۱۳ (۲) خطبہ امارت ص ۱۵۔۱۶

آمین کیوں کہی، رفع یدین کیوں کیا آپ ان کو جواب دیں گے، سننے والوں میں دس ہوں گے تو ایک تو آپ کا حامی بھی ہوگا۔ اس طرح آپ کا مسلک پھیلے گا۔ اگر اس پوری کاروائی کی ہمت و جرأت نہ ہو تو پھر آپ اہل حدیث مسجد بنانے کی الگ الگ کوشش کریں اور تا قیام مسجد اپنی نماز گھر پر پڑھیں''۔ (۱)

ایک غیر مقلد واعظ کا کرتوت

عنایت اللہ اثری صاحب لکھتے ہیں:

''بھوانی کے جس محلّہ میں میرا قیام تھا اس میں اکثر اہل حدیث ہی آباد تھے۔ میں اکثر عشاء کی نماز کے بعد ان کے ساتھ ہی مسجد سے واپس آیا کرتا تھا۔ ایک روز ایک واعظ صاحب مغرب کی نماز میں شامل ہوئے اور سجدے میں جاتے ہوئے بھی رفع یدین کرتے تھے۔ شاید بے خبری کی وجہ سے یا ان کا مسلک ہوگا، نماز کے بعد انہوں نے وعظ بھی فرمایا' جس میں انہوں نے احناف کی تردید فرمائی تو میں نے عرض کی کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں اپنے مسلک کا بیان کافی ہوتا ہے، خیر جو کچھ مقدر تھا ان کی خدمت ہوئی، پھر عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر ہم گھروں کو واپس حسبِ معمول مل کر جا رہے تھے کہ راستہ میں دیوبندی احناف کی مسجد میں وعظ ہو رہا تھا' ہم بھی بیٹھ گئے تو وہی مولوی صاحب مسلک اہل حدیث کی تردید فرما رہے ہیں۔ میں نے وعظ کے بعد ان سے عرض کی ہماری مسجد میں آپ نے ان کا رد فرمایا' جس سے میں نے آپ کو روکا بھی تھا اور اب ان کی مسجد میں آپ نے ہمارا رد فرمایا۔ آپ کا خود اپنا مسلک کیا ہے؟

(۱) فتاویٰ ستاریہ ج۴ ص ۲۸۔۲۹

جس پر سب احناف ان کے مخالف ہو گئے کہ یہ لوگ ہمیں لڑا کر اپنا الو سیدھا کرتے ہیں۔ یہاں پر ان کی کوئی امداد نہیں ہوگی اور کہ ان کو شام کا دیا ہوا بھی ان سے واپس لے لیا''۔(۱)

(۱)الجسر البلیغ ص۲۹

باب ہفتم

فرقہ اہل حدیث (پاک وہند) کے مسائل

بغیر وضو سجدۂ تلاوت جائز

”پس اس حدیث سے جواز سجدۂ تلاوت بے وضو کے ثابت ہوتا ہے“۔(۱)

جماع کے بعد بغیر غسل نماز جائز

”جو اپنی بیوی سے جماع کرے اور انزال نہ ہو تو اس کی نماز بغیر غسل کے درست ہے“۔(۲)

پگڑی پر مسح جائز

”کافی ہے مسح کرنا پگڑی پر“۔(۳)

وضو میں پاؤں پر مسح فرض

”وضو میں بجائے پاؤں دھونے کے مسح فرض ہے“۔(۴)

مسجد میں محراب بنانا بدعت ہے

سوال(۷۰):

زید کہتا ہے کہ مسجد میں محراب بنانا ناجائز ہے اور عمرو کہتا ہے کہ جائز ہے۔ جواب طلب امر یہ ہے کہ قولین میں کون سا قول صحیح اور قابلِ قبول ہے؟

(عبدالودود، قصبہ جمالو)

جواب: بے شک مساجد میں محراب مروجہ کا بنانا ناجائز اور بدعت ہے۔(۵)

(۱) فقہ محمدیہ کلاں، ص ۹۷ (۲) ہدایت قلوب قاسیہ، ص ۳۶ (۳) فتح المغیث، ص ۶

(۴) فتاویٰ ابراہیمیہ، مطبوعہ الٰہ آباد، ص ۲ (۵) فتاویٰ ستاریہ جلد اول ص ۶۳

مرغ کی قربانی جائز ہے

سوال (۲۹۰):

معروض آنکہ زمانہ حال میں چیزوں کی گرانی حد سے بڑھ گئی ہے۔اس وجہ سے امسال قربانی کا جانور بیس روپے سے کم ملنا دشوار ہے۔بندہ نے سنا تھا کہ پہلے کسی صحیفہ میں یہ مضمون نکل چکا ہے کہ مرغ کی قربانی بھی جائز ہے۔فرمان نبوی ''اَلـدِّیْـنُ یُسْرٌ'' اور فرمان الٰہی ''مَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ'' کے عموم کے ماتحت اگر آپ مرغ کی قربانی جائز سمجھتے ہوں تو بندہ کی تحقیق کرادیں۔

(از مولوی محمد ضلع فیرز پور)

جواب: شرعاً مرغ کی قربانی جائز ہے۔(۱)

حنفی والدین کی نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے

سوال (۳۵۴):

اگر نام کا حنفی باپ ہو یا ماں ہی کیوں نہ ہو، ان کی دنیاوی خدمت بجالانی کیسی ہے اوران کا جنازہ پڑھنا چاہیے یانہیں؟ مخالفِ اسلام ہونے کی وجہ سے دل تو ان کی خدمت کو بھی نہیں چاہتا۔

جواب: والدین کی دنیاوی امور میں اطاعت و خدمت کرنی چاہیے۔لقولہ تعالٰی ''وصاحبھما فی الدنیا معروفا'' (الایة) اوراگر بے نماز مشرک ہیں تو نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے۔(۲)

(۱) فتاویٰ ستاریہ جلد دوم ص ۷۲ (۲) فتاویٰ ستاریہ جلد سوم ص ۳۸

اونٹ، گائے، بکری کا پیشاب حلال

سوال: اونٹ کا پیشاب پینا مریض کے لیے حدیث میں ہے مگر بڑی مکروہ چیز ہے۔ کیسے جائز ہوا؟ ہندو لوگ عورت کو نفاس کی حالت میں گائے کا پیشاب پلاتے ہیں۔ کیا باعثِ اعتراض نہیں ہے؟

جواب: حدیث شریف میں بطور دوائی استعمال کرنا جائز آیا ہے، جس کو نفرت ہو وہ نہ پیئے، لیکن حلت کا اعتقاد رکھے۔ ایسا ہی گائے بکری کے بول کے متعلق بھی آیا ہے۔ ''**لا بأس ببول ما يؤكل لحمه**''. (۱)

بجو حلال ہے

سوال (۲۷۷):

ایک شخص بنام منشی کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بجّو کے متعلق فرمایا ہے کہ بجو حلال ہے۔ جو شخص بجو کا کھانا حلال نہ جانے، وہ منافق بے دین ہے۔ اس کی امامت ہرگز جائز نہیں۔ دوسرا شخص بنام محمد کہتا ہے کہ بجو کا کھانا حلال نہیں، ہاں شکار جائز ہے اور بجو کے حلال نہ جاننے والے کو منافق و بے دین کہنا جائز نہیں بلکہ تشدد ہے۔ دونوں میں سے کس کا قول صحیح ہے؟

(سائل حاجی محمد صاحب بہاولپوری)

جواب: منشی کا قول صحیح ہے اور موافق حدیثِ رسول ﷺ ہے۔ بجو گو طبعاً مکروہ ممنوع ہے مگر شرعاً ممنوع نہیں۔ (۲)

(۱) فتاویٰ ثنائیہ، جلد اول، ص ۵۵۵ (۲) فتاویٰ ستاریہ، جلد دوم، ص ۲۱

کچھوا، کوکرا اور گھونگا حلال ہے

سوال: کچھوا، کوکرا اور گھونگا حرام ہیں یا حلال؟ از روئے قرآن وحدیث جواب ہو۔

جواب: قرآن وحدیث میں جو چیزیں حرام ہیں ان میں یہ تینوں نہیں اور حدیث شریف میں آیا ہے ”ذرونی ما ترکتم“ جب تک شرع بند نہ کرے تم سوال نہ کیا کرو۔ ان تینوں سے شرع شریف نے بند (منع) نہیں کیا، لہٰذا حلال ہیں۔ (۱)

اپنی مزنیہ سے پیدا ہونے والی بچی سے، خواہ وہ اپنے نطفہ سے ہو نکاح جائز ہے

غیر مقلد حضرات نہ صرف محقق بن کر ائمہ مجتہدین کے مقام پر سینہ زوری سے فائز ہونا چاہتے ہیں بلکہ اندرونِ خانہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کام بھی خود ہی سنبھال کر حلال و حرام قرار دینے بیٹھ جاتے ہیں۔ اناڑی کاریگروں کی طرح اس میدان میں بھی ان حضرات نے اپنی تحقیق کے خوب ہی گل کھلائے اور مضحکہ خیز فتوے داغے ہیں، چنانچہ نواب آف بھوپال، مولوی صدیق حسن خاں قنوجی کے فرزند مولوی نور الحسن خاں نے اپنے ہی نطفے کی لڑکی سے نکاح جائز قرار دیا ہے۔ لکھتے ہیں:

”و نیست وجه از برائے منع نکاح با دختریکه ایں کس باما درش زنا که وه زیرا که تحریم محارم محرمات بشرع است و شرع بتحریم بنت شرعی آمده و ایں دختر بنت شرعی نیست تا داخل باشد زیر قولهٖ تعالی ”وَ بَنَاتُكُمْ“ و نتواں گفت که اسم بنت لاحق مخلوقه بماء او ست زیرا که ایں طوق اگر

(۱) فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ص ۵۵۷

بشرع است پس باطل است و اگر مراد آنست که غیر شرعی است پس مضر مانیست چه اگرچه مخلوق از آب او ست لیکن ایں آب نه آبے است که بدان طوق نسب ثابت شده بلکه آبے است که صاحب اور اجز حجر حاصل دیگر نیست"۔(۱)

اس بیٹی سے ممانعتِ نکاح کی کوئی وجہ نہیں جس کی ماں سے اس شخص نے زنا کیا ہو، کیونکہ محرمات کا ذی محرم کے لیے حرام ہونا شرع سے ہے اور شریعت میں شرعی بیٹی کی حرمت آئی ہے جب کہ مذکورہ لڑکی شرعی بیٹی نہیں ہے کہ حکم ربانی 'تمہاری بیٹیاں تمہارے لیے حرام ہیں' کے حکم میں داخل ٹھہرے۔ اور ہم نہیں کہہ سکتے کہ بیٹی کا نام اس کے مخلوقہ پانی کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ (بیٹی کہنا) اگر اسے شرع قرار دیں تو باطل ہے اور اگر اس سے مراد یہ ہے کہ (بیٹی ہونا) غیر شرعی ہے، تو یہ بات ہمارے لیے مضر نہیں ہے کیونکہ اگرچہ یہ لڑکی اس کے نطفے سے پیدا ہوئی ہے، لیکن یہ نطفہ وہ نطفہ نہیں ہے جس سے نسب ثابت ہو جائے بلکہ ایسا نطفہ ہے جس سے پتھر کے سوا اور کچھ حاصل نہیں۔

اب عالی جناب مولوی وحید الزمان خاں صاحب حیدر آبادی کی تحقیق انیق ملاحظہ ہو:

"وَ لَوْ زَنَا بِامْرَاَةٍ تَحِلُّ لَهٗ اُمُّهَا وَبِنْتُهَا" (۲)

اور اگر کسی عورت سے زنا کیا تو اس آدمی کے لیے مذکورہ عورت کی ماں اور بیٹی جائز ہے۔

یہی حیدر آبادی صاحب غیر مقلدین کے لیے مزید گنجائش یوں پیدا فرماتے ہیں:

"ولو جامع احد زوجة ابیه سواء کان بالغا او غیر بالغ صغیرا او مراهقا لم تحرم علی ابیه لما قدمنا ان حرمة المصاهرة لا تثبت بالزنا" (۳)

(۱) عرف الجادی، ص ۱۰۹ (۲) نزل الابرار ج ۲، ص ۲۱ (۳) نزل الابرار ج ۲، ص ۲۱

اگرکسی نے اپنے باپ کی زوجہ سے مجامعت کی، خواہ وہ بالغ ہو یا نابالغ، چھوٹا ہو یا قریب البلوغ، اس کے باپ پر وہ عورت حرام نہیں ہوگی، جیسا کہ ہم بیان کرآئے ہیں کہ زنا سے حرمتِ مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔

مزید لکھتے ہیں:

”وکذلک لو جامع زوجة ابنه لا تحرم علی ابنه“ (۱)

اسی طرح اگرکسی نے اپنے بیٹے کی زوجہ سے جماع کیا تو وہ عورت اس کے بیٹے پر حرام نہیں ہوگی۔

غیرمقلدانہ مذہب کیا ہوا، عیاشی کے مفت پرمٹ تقسیم کرنے والوں کی منڈی ہوگئی۔ اپنے نطفے کی لڑکی سے نکاح جائز، بہو سے زنا کیا تو وہ لڑکے پر حرام نہ ہوئی، لڑکے نے باپ سے بدلہ لیا اور سوتیلی ماں سے زنا کیا تو وہ باپ پر حرام نہیں ہوئی، جس سے زنا کیا اس کی ماں اور بیٹی سے نکاح حلال۔ سارے مزے وہابیوں کے گھر میں جمع ہوگئے۔ خیر یہ چھوٹے میاؤں کے فتوے تھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان پر بڑے میاں اور ان کے شیخ الکل مولوی نذیر حسین دہلوی کی مہر تصدیق دکھادی جائے تاکہ سند رہے اور بوقتِ ضرورت کام آئے۔ سوال وجواب ملاحظہ فرمائیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے باغوائے نفسِ امارہ ایک عورت سے زنا کیا، بعد اس کے مزنیہ کی لڑکی سے نکاح کیا اور بعد نکاح کے بھی دونوں سے وطی کی، تو نکاح درست ہوا یا نہیں؟ برتقدیر عدم جواز صورت نباہ کی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

جواب: نکاح مذکور درست ہوا، اس لیے کہ یہ عورت ان عورتوں میں سے نہیں جن سے

(۱) نزل الابرار، ج ۲، ص ۲۸

نکاح حرام ہے"۔(۱)

متعہ کرنا جائز ہے

"وکذلک بعض اصحابنا فی نکاح المتعة فجوزوھا لانه کان ثابتا جائزا فی الشریعة کما ذکرہ فی کتابه فما استمتعتم به منھن فاتوھن اجورھن قرأة ابی بن کعب و ابن مسعود فما استمتعتم به منھن الٰی اجل مسمی یدل صراحة علٰی اباحة المتعة فالاباحة قطعية لكونه قد وقع الاجماع علیه والتحریم ظنی". (۲)

اور اسی طرح ہمارے بعض اصحاب (غیر مقلد علماء) نے نکاحِ متعہ کو جائز قرار دیا ہے کیونکہ شریعت سے اس کا جائز ہونا ثابت ہے جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور ہے فما استمتعتم به منھن فاتوھن اجورھن. اور ابی بن کعب اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی قراءۃ فما استمتعتم به منھن الی اجل مسمّی متعہ کی اباحت پر صراحةً دلالت کرتی ہے۔ پس (متعہ کی) اباحت قطعی ہے کیونکہ اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے اور اس کی تحریم ظنی ہے۔

مشت زنی جائز بلکہ واجب ہے

ان محققین نے گھر کے اندر اور باہر عیاشی کے پرمٹ تقسیم فرما دیے اور خالص زنا پر اباحت و جواز کی شرعی مہریں لگا دیں۔ بعدہٗ خیال آیا ہوگا کہ بعض آدمی ایسے بھی ہوتے ہیں جو نہ گھر میں کسی سے زنا کر سکیں نہ متعہ کی استطاعت رکھتے ہوں، ان کی سہولت کے پیشِ نظر مشت زنی کو مباح بلکہ واجب تک قرار دے دیا گیا، تاکہ فرقہ اہل حدیث کی شریعت کی بہتی

(۱) فتاویٰ نذیریہ، جلد دوم، ص ۱۷۶ (۲) نزل الابرار، جلد دوم، ص ۳

گنگا میں وہ بھی ہاتھ دھولیں اور محروم نہ رہیں۔ چنانچہ سبق پڑھایا ہے:

”بالجملة استنزال منی بکف و بچیزے از جمادات نزد دعائے حاجت مباح است و لاسیما چوں فاعل خاشی از وقوع در فتنہ یا معصیت کہ اقل احوالش نظر بازیست باشد کہ دریں حین مندوب است بلکہ گاھے واجب گردد“۔(۱)

الغرض منی کا ہاتھ سے یا جمادات کی قسم سے کسی چیز کے ساتھ خارج کر دینا بوقتِ ضرورت مباح ہے، خاص طور پر جب فاعل کو فتنہ یا معصیت میں پڑنے کا خطرہ ہو کہ اس کی نگاہ نے اسے مجبور کر دیا ہو تو ایسے موقع پر (مشت زنی) مباح ہے بلکہ کسی وقت واجب بھی ہو جاتی ہے۔

موصوف نے اسی کتاب میں دوسرے مقام پر اس کارِ بد و لائقِ صد نفرین حرکت کو خوف خدا اور خطرۂ روزِ جزا سے عاری ہو کر صحابہ کرامؓ کی جانب منسوب کرتے ہوئے لکھا ہے:

”بعض اھل علم نقل ایں استمناء از صحابہ نزد غیبت از اھل خود کردہ اند و درمثل ایں کارحرجے نیست بلکہ ھمچو استخراج دیگر فضلات موذیہ بدن است“۔(۲)

بعض اہل علم نے تو صحابہ کرام سے بھی اس عمل کو جب کہ وہ اپنی بیویوں سے دور رہتے تھے نقل کیا ہے۔ غرض اس طرح کے کام میں کوئی حرج نہیں بلکہ ہاتھ سے منی نکالنا ایسا ہی ہے جیسے بدن سے دوسرے فضلات کو نکالا جائے۔

(۱) عرف الجادی، ج ۲، ص ۲۰ (۲) عرف الجادی، ج ۲، ص ۲۰۷

ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا، عورتوں کے ساتھ غیر فطری عمل، شطرنج کھیلنا، گانا بجانا اور مجلس میلاد جائز ہے

نواب علامہ وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں:

"ولا یجوز الانکار علی امور مختلفة فیها بین العلماء کغسل الرجل ومسحه فی الوضوء والتوسل بالاموات فی الدعاء والدعاء من الله عند قبور الاولیاء والانبیاء وارسال الیدین فی الصلوة ووطی الازواج والاماء فی الدبر والمتعة والجمع بین الصلوتین واللعب بالشطرنج والغناء والمزامیر والفاتحة المرسومة او مجلس المیلاد وهو المنقول عن امامنا احمد بن حنبل." (۱)

ان امور کا جو علماء کے مابین مختلف فیہ ہیں انکار کرنا جائز نہیں ہے مثلاً وضو میں پاؤں کا دھونا یا اس پر مسح کرنا، دعا میں مُردوں کا وسیلہ پکڑنا، انبیاء اور اولیاء کی قبروں کے پاس دعا کرنا، نماز میں قیام کی حالت میں دونوں ہاتھ کا چھوڑے رکھنا، بیویوں یا باندیوں سے وطی فی الدبر کرنا، متعہ کرنا، دو نمازوں کو جمع کرنا، شطرنج کھیلنا، گانا بجانا، اور مروجہ فاتحہ و نیاز اور میلاد کی مجلس منعقد کرنا۔ اور یہی بات ہمارے امام احمد بن حنبلؒ سے منقول ہے۔

مذہبی آزادی

علامہ وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں:

وکذلک لا بأس بتتبع الرخص واختیار قول اهل المدینة فی الغناء

(۱) ہدیۃ المہدی ص ۱۱۸

واختيار قول اهل الكوفة فی النبیذ واختيار قول اهل مكة فی المتعة اذا اجتهد واعرف ان الحق معهم او قلد احدها منهم. ومنع الشيخ ابن القيم تحكم بحث لا دليل عليه. (۱)

اسی طرح اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ آدمی رخصتوں کے پیچھے لگا رہے اور گانے کے سلسلہ میں اہل مدینہ کا قول اختیار کرے، نبیذ کے سلسلہ میں کوفہ والوں کا قول لے لے اور متعہ کے سلسلہ میں اہل مکہ کے قول پر عمل کرلے۔ البتہ پہلے وہ اجتہاد کر لے اور یہ جان لے کہ حق انہی کے ساتھ ہے، اور ان لوگوں میں کسی کی تقلید کرے۔ باقی رہا شیخ ابن قیم کا اس سے منع کرنا تو یہ ان کی نری زبردستی ہے اور بلا دلیل بات ہے۔

آدمی بیک وقت چار سے زیادہ بیویاں رکھ سکتا ہے

نواب نور الحسن خاں بن نواب صدیق الحسن خاں صاحب لکھتے ہیں:

"وغیلان بن ثقفی نزد قبول اسلام ده زن نزد خود داشت آنحضرت او را امر کرد باختیار چهار زن از آنها۔ وایں را اگرچه ابن حبان و حاکم تصحیح کرده اند مگر بخاری و ابو زرعه وابو حاتم اعلانش نموده، وابن عبد البر گفته كلها معلولة، واعله غيره من الحفاظ، پس چنانكه بايد وشايد منتهض از برائے استدلال بر منع زیادت برا ربع نشود۔

وآیه کریمه **فانكحوا ماطاب لكم من النساء مثنى وثلث ورباع** به محاوره عرب وائمه لغت مفید جواز نکاح دو دو وسه سه و چهار چهار و يك بارست۔ ودر آں تعرضے از برائے مقدار عدد زنان نیست۔"

(۱) ہدیۃ المہدی ص ۱۱۲

غیلان بن ثقفی نے جب اسلام قبول کیا تھا تو ان کے نکاح میں دس عورتیں تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ ان دس میں سے صرف چار کو اپنے لیے پسند کر لیں۔ اس حدیث کی اگر چہ ابن حبان اور حاکم نے تصحیح کی ہے، مگر امام بخاری، ابوزرعہ اور ابوحاتم نے اس کو نہیں لیا اور ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ اس کی ساری سندیں معلول ہیں اور دیگر حفاظ حدیث نے بھی اس حدیث کو معلول قرار دیا ہے۔ اس لیے یہ حدیث اس لائق نہیں ہے کہ اس کو چار عورت سے زیادہ بیک وقت شادی نہ کرنے کے سلسلہ میں بطور دلیل پیش کیا جائے۔

اور آیت کریمہ **فانکحوا ما طاب لکم من النسآء مثنی وثلث و رباع** کا مطلب محاورۂ عرب اور ائمہ لغت کے مطابق یہ ہے کہ ایک بار میں دو دو اور تین تین اور چار چار عورتوں سے شادی کی جا سکتی ہے، اس میں عورتوں کی مقدار سے کوئی تعرض نہیں ہے۔

(کہ صرف چار عورتوں سے بیک وقت شادی کی جا سکتی ہے زیادہ سے نہیں)۔

پھر آگے مزید لکھتے ہیں:

"اگر کسے نقل مخالف ایں معنی از ائمہ لغت و اعراب باشد مقام استفادہ از روئے ست بیان تفصیل فرماید"

اگر کسی کو اس بارے میں لغت اور اعراب کے اماموں سے اس کے مخالف کوئی بات معلوم ہو تو وہ تفصیل بیان کرے کہ اس سے استفادہ کیا جائے۔

آگے لکھتے ہیں:

"وقعقعة به دعوی اجماع نزد غیر مفرغ جلبه اهون وایسر خطب ست وچه قسم ایں اجماع بصحت خواهد رسید حالانکه ظاهر و ابن صباغ

وعمرانی و ثلثه از محققین متاخرین بر خلاف ایں رفته اند۔"

اجماع کا شور شرابا جبکہ بھاگنے کی کوئی جگہ نہ ہو، یہ اس میدان کا سب سے آسان راستہ ہے۔ حالانکہ اس طرح کا اجماع کیسے صحیح ہوسکتا ہے جبکہ ظاہر یہ اور ابن صباغ اور عمرانی اور متاخرین میں سے محققین کی ایک جماعت اس اجماع کے خلاف ہے۔

اور پھر اپنی اس بات کو کہ بیک وقت چار سے زیادہ نکاح کرنا جائز ہے پختہ کرنے کے لیے مزید لکھتے ہیں:

"وهم قرآن کریم و رسول رحیم که نه زن و زیاده در بعض اوقات فراهم آورده خلافِ اجماعِ مذکور است۔ و دعوی خصوصیت مفتقر بدلیل۔"

نیز قرآن کریم اور رحم کھانے والے رسول ﷺ، کہ آپ کے نکاح میں نو عورتیں یا اس سے زیادہ بھی رہی ہیں اس اجماع کے خلاف ہیں اور یہ دعویٰ کرنا کہ یہ آپ ﷺ کی خصوصیت تھی محتاج دلیل ہے۔

آگے چل کر لکھتے ہیں:

"دیکھو تم حق بات ظاہر کرنے سے بچنا مت، اور قیل وقال کے چکر میں مت پڑنا اور خاص طور پر تم کو ایسے موقع پر تو قطعاً بزدلی کا اظہار نہ کرنا چاہیے جہاں بڑے بڑے لوگ بزدل بن جاتے ہیں، اس لیے کہ قیامت کے روز تم سے یہ سوال نہیں ہوگا کہ بندے کی پسند کیا تھی بلکہ سوال یہ ہوگا کہ تمہارے معبود کی پسند کیا تھی۔"(۱)

صحابہ کرامؓ کے اقوال وافعال حجت نہیں

سید میاں نذیر حسین فرماتے ہیں:

(۱) عرف الجادی ص ۱۱۱، ۱۱۲

"افعال الصحابةؓ لا تنتهض للاحتجاج بها." (۱)

صحابہ کے افعال سے حجت قائم نہیں ہوسکتی ہے۔

نواب نورالحسن خاں صاحب لکھتے ہیں:

"قول صحابی حجت نباشد" (۲)

صحابی کا قول حجت نہیں ہوتا۔

آگے چل کر لکھتے ہیں:

"در قولِ صحابه حجت نیست" (۳)

صحابہ کے اقوال حجت نہیں ہیں۔

اسی کتاب کے ص ۱۰ پر لکھتے ہیں:

"وحجت بآثار صحابه قائم نیست"

آثارِ صحابہ سے حجت قائم نہیں ہوتی ہے۔

مزید لکھتے ہیں:

"و نه احدے را او تعالیٰ از عبادِ خود بایں آثار متعبد ساخت۔"(۴)

اور نہ ہی خداوند تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے کسی کو صحابہ کرام کے آثار کا غلام بنایا ہے۔

قارئین کرام! یہ وہی ہیں جو عوام کے سامنے چیختے رہتے ہیں **ما اٰتکم الرسول فخذوہ، ما اٰتکم الرسول فخذوہ** اور اپنا حال یہ ہے!

کسی نے سچ کہا ہے، ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور!

(۱) سیرت ثنائی ص ۱۹۶ (۲) عرف الجادی ص ۳۸

(۳) عرف الجادی ص ۴۴ (۴) عرف الجادی ص ۸۰

جو روزہ رکھنے پر قادر نہ ہو اس کو روزہ کا فدیہ دینا واجب نہیں

نواب نورالحسن خاں صاحب لکھتے ہیں:

”وعلی کل حال در آیة کریمه **وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين** دلالت بر وجوب اطعام برتارك صوم غير مطيق نيست و چنانكه در كتاب و سنت دليلے ايں سخن نيست، هم چناں در غير ايں هر در حجت نيره تيرهم دليلے براں يا فته نشود پس حق عدم وجوب اطعام است ۔“ (۱)

بہرحال اس آیت کریمہ **وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين** میں فدیہ مسکین کی دلیل نہیں ہے اور جیسا کہ کتاب وسنت میں اس کے وجوب پر کوئی دلیل نہیں ہے اس طرح کتاب وسنت کے علاوہ میں بھی اس پر کوئی روشن دلیل نہیں ہے۔اس لیے حق یہی ہے کہ روزہ نہ رکھنے کی صورت میں کھانا کھلانے کا کام واجب نہیں ہے۔

نماز جمعہ واجب نہیں

نواب نورالحسن خاں بھوپالی لکھتے ہیں:

”وبر بعيد المكان واجب نيست اگرچه نداء بشنود بنا بر مزيد مشقت دواں ۔“ (۲)

جس کا گھر مسجد سے فاصلہ پر ہو اگرچہ وہ اذان کی آواز سنتا ہو اس پر مشقت کی وجہ سے جمعہ واجب نہیں ہے۔

(۱) عرف الجادی ص ۸ (۲) عرف الجادی ص ۴۱

مالِ تجارت میں زکوٰۃ نہیں

غیر مقلدین کا مذہب ہے کہ اموالِ تجارت میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

نواب نور الحسن خاں لکھتے ہیں:

”وازینجا دریافت شد کہ دلیلے بر وجوب زکوٰۃ در اموال تجارت نیست۔“(۱)

یہیں سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ اس پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ تجارت کے مال میں زکوٰۃ واجب ہوگی۔

علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

ولا شيء في غيرها من الجواهر والعروض ولو كانت للتجارة .(۲)

ان کے سوا دیگر سامانوں اور جواہرات میں زکوٰۃ نہیں اگرچہ تجارت کے لیے ہوں۔

نواب نور الحسن غیر مقلد لکھتے ہیں:

”وابن منذر کہ حمایت اجماع بر اینجا پیش کردہ جسارت عجیب ست واگر بگیریم پس حجت برقائم بحجیت اجماع خواھد بود نہ بر غیرے۔“(۳)

ابن منذر نے جو اس کے (یعنی مال تجارت میں زکوٰۃ) واجب ہونے پر اجماع سے حمایت حاصل کی ہے یہ ان کی عجیب جسارت ہے اور اگر ہم اس کو تسلیم بھی کر لیں تو یہ ان پر حجت ہوگی جو اجماع کی حجیت کے قائل ہیں دوسروں پر نہیں۔

یہاں نواب نور الحسن نے اجماع امت کا انکار بھی کیا ہے۔

(۱) عرف الجادی ص ۶۵ (۲) کنز الحقائق ص ۴۵

(۳) عرف الجادی ص ۶۵

رات کے وقت مردہ دفن نہیں کرنا چاہیے

نواب نورالحسن خاں صاحب بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"ودفن موتی در شب منهی عنه ست۔" (۱)

مردہ کورات میں دفن کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

بغیر وضو کے طواف

نواب نورالحسن بھوپالی لکھتے ہیں:

"و وضوء قبل از طواف ثابت نشده۔" (۲)

طواف کے لیے پہلے وضو بھی کیا جائے یہ ثابت نہیں ہے۔

بغیر گواہوں کے نکاح جائز

نواب نورالحسن خاں صاحب بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"**لا نکاح الا بولی و شاهدی عدل** اگر ثابت شود و بصحت رسد دلیل باشد آنکه اشهاد از شرط نکاح ست ولکن در حدیث مقال ست پس منتهض از برائے استدلال نشود۔" (۳)

لا نکاح الا بولی و شاهدی عدل (ولی اور دو عادل گواہوں کے بغیر نکاح نہیں ہے) یہ حدیث اگر ثابت ہو اور صحیح ہو تو پھر تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ گواہ ٹھہرانا نکاح کی شرط میں سے ہے۔ لیکن اس حدیث میں کلام کیا گیا ہے (جرح ہے) پس استدلال کے لیے درست نہیں ہے۔

(۱) عرف الجادی ص ۵۸ (۲) عرف الجادی ص ۹۷ (۳) عرف الجادی ص ۱۷

اذان میں حی علی خیر العمل کہنا جائز ہے

نواب نورالحسن خاں صاحب لکھتے ہیں:

”وشیعہ دراثبات حی علی خیر العمل حد بسیار دارند تا آنکه ایں تثویب را از اعظم شعارات گردانید ند و نافی آں اجتهاد در تبدیع آں دارد و از اشد حوادثات می انگارد، و باآنکه دراینجا امر هین و خطیب یسیرست چه مسئله اجتهادی وظنی ست بر هیچ از منکر و مثبت نکیر نیست، وانصاف آنست که از وجه صحیح مرفوع ثابت شده واجب القبول باشد۔“ (۱)

شیعہ ’حی علی خیر العمل‘ کے ثابت کرنے میں پورا زور صرف کرتے ہیں حتی کہ وہ اس کو اپنے مذہب کا شعارِ عظیم سمجھتے ہیں اور اس کا جو منکر ہے اور اس کو بدعت قرار دینے میں کوشاں رہتا ہے اور اس کو سخت قسم کی بدعت قرار دیتا ہے۔لیکن چونکہ یہ مسئلہ اس اعتبار سے بہت معمولی ہے کہ یہ اجتہادی اور ظنی ہے اس لیے جو اس کا انکار کرے اس پر بھی کوئی نکیر نہیں اور اس کا جو اثبات کرے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں۔اور انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ جو چیز بھی صحیح طور پر مرفوع طریق سے ثابت ہو اس کا قبول کرنا واجب ہوتا ہے۔

وضو میں ڈاڑھی کا خلال کرنا درست نہیں

نواب نورالحسن خاں صاحب لکھتے ہیں:

”واحادیث فعل تخلیل لحیة خالی از مقال نیست۔“ (۲)

ڈاڑھی میں خلال کرنے سے متعلق جو احادیث ہیں وہ کلام سے خالی نہیں ہیں۔

(۱)عرف الجادی ص ۲۴

(۲)عرف الجادی ص ۱۲

وضو میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنا فرض ہے

نواب علامہ وحید الزماں حیدر آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"وفرض الوضوء النية والمضمضة والاستنشاق." (۱)

وضو میں نیت کرنا، کلی کرنا، اور ناک میں پانی ڈالنا فرض ہیں۔

حالت احرام میں بیوی سے ہم بستری کرلے تو حج فاسد نہیں ہوتا

مولانا نور الحسن بھوپالی لکھتے ہیں:

"وجماع قبل وقوف عرفه مفسد حج نیست۔" (۲)

وقوف عرفہ سے پہلے بیوی سے ہم بستر ہو جانا حج کو فاسد نہیں کرتا۔

پورے گھر والوں کی طرف سے ایک ہی قربانی کافی

نواب نور الحسن خاں غیر مقلد لکھتے ہیں:

"وایں زعم کہ شاة جز یك کس یا سه کس فقط مجزی نیست محتاج دلیل ست۔" (۳)

یہ گمان کرنا کہ ایک بکری صرف ایک ہی یا صرف تین آدمیوں کی طرف سے کافی ہوگی، یہ بات محتاج دلیل ہے۔

(۱) کنز الحقائق ص ۱۱ (۲) عرف الجادی ص ۱۰۱

(۳) عرف الجادی ص ۲۴۳

خون اور قے سے وضو نہیں ٹوٹتا

نواب نورالحسن خان لکھتے ہیں:

”و نمی شکندر از بر آمدن خون و قے۔“ (۱)

وضو خون اور قے سے نہیں ٹوٹتا۔

تراویح پر اجرت جائز

میاں نذیر حسین محدث دہلوی لکھتے ہیں:

”سننا قرآن اور پڑھنا، اجرت کے ساتھ نماز تراویح میں جائز ہے اور ثواب ہو گا۔“ (۲)

کافر کا ذبیحہ حلال

علامہ وحیدالزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”و ذبیحة الکافر حلال اذ ذبح لله و ذکر اسم الله عند الذبح.“ (۳)

اور کافر کا ذبیحہ حلال ہے جب کافر ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لے اور اللہ کے لیے ذبح کرے۔

ہاتھی اور خچر حلال

علامہ وحیدالزماں لکھتے ہیں:

”وفی البغل و الفیل قولان.“ (۴)

(۱) عرف الجادی ص ۱۴
(۲) فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۶۴۳
(۳) کنز الحقائق ص ۱۸۲
(۴) کنز الحقائق ص ۱۸۶

خچر اور ہاتھی میں دو قول ہیں (ایک قول کی رو سے ان کا کھانا جائز ہے)

انسانی گوشت کھانا حلال

علامہ وحیدالزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

"ومن لم يجد الا آدميا مباح الدم كحربی وزان محصن فله قتله واكله." (۱)

اگر کوئی شخص کچھ کھانے کو نہیں پاتا سوائے اس آدمی کے جس کا قتل کرنا جائز ہے جیسے حربی یا وہ مسلمان جس نے شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کیا ہو تو اس بھوکے آدمی کے لیے جائز ہے کہ وہ اسے قتل کرے اور اس کو کھائے۔

حرام کھانے کی کھلی چھٹی

علامہ وحیدالزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

"ومن اضطر جاز له اكل المحرم ولو الى الشبع." (۲)

اگر کوئی شخص مضطر اور مجبور ہو جائے تو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ حرام کھائے (جیسے مردار سور، کتا وغیرہ) اور خوب آسودہ ہو کر یعنی پیٹ بھر کر بھی کھا سکتا ہے۔

بھیک مانگنے کا آسان نسخہ

نواب نورالحسن خان بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"سوم فاقه کش که سه کس از مردم دانشمند تصدیق اصابت فاقه بوئے کند۔" (۳)

(۱) کنزالحقائق ص ۱۸۷ (۲) کنزالحقائق ص ۱۸۷ (۳) عرف الجادی ص ۷۰

تیسرے اس شخص کو سوال کرنا جائز ہے جس کی فاقہ کشی پر تین عاقل اور دانش مند آدمی گواہی دیں کہ وہ محتاج ہے۔

سونے چاندی کا استعمال

نواب نورالحسن خاں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”حرام ست نوشیدن و خوردن در آوند ھائے زر و سیم و الحاق سائر استعمالات بداں ناتمام ست۔“ (۱)

سونے اور چاندی کے برتن میں کھانا پینا حرام ہے مگر اس میں اور استعمالات کو شامل کرنا صحیح نہیں ہے۔

علامہ وحیدالزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”ولا تکره الکتابة بقلم الذهب والفضة او من دواتهما.“ (۲)

سونے چاندی کے قلم دوات سے لکھنا مکروہ نہیں ہے۔

پانی تلاش کیے بغیر تیمّم کرنا جائز

نواب نورالحسن بن نواب صدیق الحسن خاں بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”ومتعبر دراں علم یا ظن بعدم وجود ماء ست وبحث و کشف و اخفاء سوال و طلب مخصوص درجهات اربعه دو یك میل یا انتظار تاخیر وقت آن نماز معتبر نیست۔“ (۳)

تیمّم کرنے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کو یقین یا گمان ہو کہ پانی نہیں ہے اس کے لیے پانی کی تلاش کی جدوجہد کرنا، لوگوں سے باصرار پانی مانگنا، ادھر ادھر چاروں طرف اس کی

(۱) عرف الجادی ص ۵۰ (۲) کنزالحقائق ص ۲۸ (۳) عرف الجادی ص ۱۵

جستجو یا پانی کی تلاش کے لیے میل دو میل کی قید یا نماز کو پانی کی تلاش میں آخر وقت تک مؤخر کرنا، ان چیزوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

شرابی پر کوئی حد متعین نہیں

نواب نور الحسن خاں غیر مقلد لکھتے ہیں:

"پس حق آنست کہ جلد شراب غیر مقدر ست بر مقدار رائے امام ست۔"(۱)

حق یہ ہے کہ شراب کے بارے میں کوڑا مارنے کی کوئی متعین مقدار نہیں ہے۔

خلوتِ صحیحہ کے بعد بھی کامل مہر واجب نہیں

نواب نور الحسن خاں غیر مقلد لکھتے ہیں:

"نیست دلیل بر وجوب مهر کامل بمحیر دخلوت و تمسك بغیر دلیل حلال نیست۔" (۲)

اس پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ محض خلوت کی وجہ سے کامل مہر واجب ہوگا اور بلا دلیل بات سے استدلال اور تمسک کرنا حلال نہیں ہے۔

نبیذ کا پانی پاک

نواب نور الحسن خاں بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"آب نبیذ پاك ست۔"(۳)

نبیذ کا پانی پاک ہے۔

(۱)عرف الجادی ص ۲۱۳ (۲)عرف الجادی ص ۱۰۶ (۳)عرف الجادی ص ۹

عدت کا شمار حیض یا طہر کی مدت سے نہیں

نواب نورالحسن خاں بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”ومعتبر در عدت ایام حیض رجوع بسرے صفات دم وعادت نساء ست ودر شرع دلیلے از برائے اقل و اکثر طهر و حیض نیامده۔“ (۱)

عدت میں یا تو اعتبار عورتوں کے خون کی صفتوں کا ہوگا یا ان کی عادتوں کا اور شریعت میں کوئی دلیل طہر وحیض کی مدت کے بارے میں وارد نہیں ہے۔

وضو میں پاؤں پر مسح کرنا جائز

نواب نورالحسن خاں بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”وشك نيست كه قرأت نصب و جر در آيه كريمه جواز غسل و مسح هر دو كند و برائے هر يكے قائلين تعف بسيار كرده اند۔“ (۲)

اس میں شک نہیں کہ (**فامسحوا برؤسکم وارجلکم**) والی آیتِ کریمہ میں نصب و جر دونوں کے ساتھ پڑھنا یہ دلیل ہے کہ پاؤں پر مسح بھی درست ہے اور پاؤں کا دھونا بھی درست ہے۔ جو لوگ صرف مسح یا صرف دھونے کے قائل ہیں انہوں نے بڑی زبردستی سے کام لیا ہے۔

محض دنیاوی کام کے لیے دو نمازوں کو اکٹھا پڑھنا جائز

علامہ وحید الزماں حیدر آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”**یجوز الجمع بین الظهر والعصر و کذلک بین المغرب والعشاء**

(۱) عرف الجادی ص ۱۶ (۲) عرف الجادی ص ۱۲

جمع تقديم و تاخير بسفر او عذر او مرضى او حاجة من حوائج الدنيا والآخرة." (۱)

جائز ہے کہ ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھا جائے اسی طرح مغرب اور عشاء کو بھی خواہ یہ جمع کرنا تقدیماً ہو یا تاخیراً، دونوں طرح جائز ہے۔ اور خواہ جمع کرنا سفر یا عذر یا مرض کی وجہ سے ہو یا کسی دنیاوی یا اخروی ضرورت کی وجہ سے ہو۔

نرالا اجتہاد

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسری سے سوال ہوا۔

سوال: زید نمازِ عشاء میں جماعت کے ساتھ آخری رکعت میں ملتا ہے، سلام پھیر کر باقی رکعات بلند آواز سے پڑھتا ہے اور بکر اس کی اقتداء کرتا ہے، زید کا یہ فعل بلند آواز سے پڑھنا جائز ہے؟ اور بکر کا اس کے ساتھ شامل ہو کر پورا کرنا کیسا ہے؟

جواب: یہ صورت حدیث میں نہیں آئی اگر کوئی شخص نیک نیتی سے ایسا کرے گا تو اجر ملے گا۔ (۲)

ضعیف حدیث پر عمل جائز

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسری سے سوال ہوا۔

سوال: جو شخص باقاعدہ نماز پنج وقتہ نہ پڑھے، کبھی کبھی پڑھے اس کا جنازہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ایک ضعیف حدیث میں آیا ہے کہ 'صَلّوا علی من قال لا الہ الا اللہ؛ جو لا الہ الا اللہ پڑھے اس کا جنازہ پڑھ لیا کرو۔ (۳)

(۱) کنز الحقائق ص ۱۷ (۲) پرچہ اہل حدیث ۱۷ جولائی ۱۹۳۶ء (۳) پرچہ اہل حدیث ۲۱ ذی قعدہ ۱۳۵۴ھ

نماز جمعہ سے پہلے کی چار سنتوں کا انکار

نواب نور الحسن خاں بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"وتطوع بعد از جمعه چهار رکعت ست وپیش ازاں جز تحیة تطوع نیست۔" (۱)

سنت بعد جمعہ چار رکعت ہے جمعہ سے پہلے سوائے دو رکعت تحیۃ المسجد کے کوئی سنت نماز نہیں۔

بغیر وضو کے قرآن پاک کو ہاتھ لگانا جائز

نواب نور الحسن بن نواب صدیق الحسن خاں غیر مقلد لکھتے ہیں:

"محدث را مس مصحف جائز باشد۔" (۲)

جس کا وضو نہ ہو ایسے شخص کو بھی قرآن کریم کا چھونا جائز ہے۔

بغیر وضو کے سجدہ تلاوت جائز

نواب علامہ وحید الزماں حیدر آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"ویجوز علی غیر وضوء." (۳)

سجدہ تلاوت بلا وضو بھی جائز ہے۔

صرف ایک میل پر قصر جائز

نواب نور الحسن بن نواب صدیق الحسن خاں غیر مقلد لکھتے ہیں:

"وبالجملة مرید سفر زائد بر میل نه کمتر ازاں مصداق مسافر ست۔"(۴)

(۱)عرف الجادی ص۴۴ (۲)عرف الجادی ص۱۵ (۳) کنز الحقائق ص۳۴ (۴)عرف الجادی ص۴۰

حاصل کلام یہ ہے کہ ایک میل سے زائد سفر کرنے والا، نہ کہ اس سے کم، مسافر ہو جاتا ہے۔

نماز میں چل کر دروازہ کھولنا جائز

نواب علامہ وحید الزماں حیدر آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"والمشی لفتح الباب اذا لم یکن فی البیت من یفتحہ." (۱)

اگر گھر میں دروازہ کھولنے والا کوئی نہ ہو تو چل کر نمازی دروازہ کھولے گا (تو اس سے اس کی نماز میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔)

قرآن کے دو کو ایک کر دیا

نواب نور الحسن خاں صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"حق آنست کہ فقیر و مسکین متحد اند۔" (۲)

حق اور صحیح بات یہ ہے کہ مسکین اور فقیر معنی کے اعتبار سے ایک ہیں۔

غیر مقلدین کا یہ مذہب قرآن کریم کی اس آیت کے خلاف ہے '**انما الصدقات للفقراء والمساکین**' یعنی زکوٰۃ فقراء اور مساکین کے لیے ہے۔

مال دار کو زکوٰۃ لینا جائز

نواب نور الحسن صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"ومن جملہ سبل خدا صرف صدقہ در اہل علم ست کہ قیام دارند بمصالح دینیہ مسلمین پس ایشاں را نصیبے در مال خدا ست خواہ تونگر باشند یا گدا بلکہ صرف آں دریں جہت از اہم امور ست۔" (۳)

(۱) کنز الحقائق ص ۲۷ (۲) عرف الجادی ص ۶۵ (۳) عرف الجادی ص ۶۹

خدا کے راستوں میں ایک راستہ یہ ہے کہ زکوٰۃ کا مال اہل علم پر خرچ کیا جائے، چونکہ علماء مسلمانوں کی دینی مصلحتوں کو قائم رکھتے ہیں اس وجہ سے زکوٰۃ میں ان کا حصہ ہے، بلکہ اہل علم پر زکوٰۃ خرچ کرنا سب سے اہم مصرف ہے خواہ وہ علماء مال دار ہوں یا فقیر۔

ماں باپ کو زکوٰۃ دینا جائز

نواب نورالحسن صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"ادلـه عـمـومًـا و خـصـوصًـا بـاشـند بجواز دفع زکوة بسوئے اصول و فروع۔"(۱)

عمومی وخصوصی دلائل اس پر ناطق ہیں کہ ماں باپ اور سگی اولاد کو زکوٰۃ دینی جائز ہے۔

عام عورتوں کو پردہ کرنے کی ضرورت نہیں

نواب نورالحسن خاں بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"وآیه حجاب مختص بازواج رسول خدا ست۔" (۲)

وہ آیت جن میں پردہ کرنے کا حکم ہے وہ صرف رسول خدا ﷺ کی بیویوں کے ساتھ مختص ہے۔

زیادہ بھوک پیاس لگے تو روزہ معاف

نواب نورالحسن خاں بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

وشـرط صـوم استطاعت ست پس متعطش و مستاکل را صوم واجب نبود. (۳)

(۱)عرف الجادی ص۷۲ (۲)عرف الجادی ص۵۲ (۳)عرف الجادی ص۸۰

روزہ رکھنے کے لیے استطاعت شرط ہے اس لیے جس کو بہت بھوک پیاس لگتی ہو یا جس کو بہت بھوک لگتی ہو اس کو روزہ رکھنا واجب نہیں ہے۔

بغیر بسم اللہ کے ذبیحہ حلال

نواب نورالحسن خاں صاحب بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"وحق آنست کہ نزد اکل کافی ست اگر نزد ذبح معلوم نباشد۔" (۱)

حق یہ ہے کہ اگر یہ معلوم نہ ہو کہ ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھا گیا ہے تو گوشت کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھ لینا کافی ہے۔

نمازی کے آگے سے گدھے، کالے کتے یا عورت کے گذرنے سے نماز فاسد

نواب وحیدالزماں حیدرآبادی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"ومرور الحمار والکلب الاسود والامرأة اذا لم تکن سترة." (۲)

نمازی کے آگے اگر سترہ نہ ہو تو گدھے یا کالے کتے یا عورت کا گزرنا نماز کو فاسد کر دے گا۔

بغیر روزہ کے اعتکاف درست

نواب نورالحسن خاں صاحب بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"ودلیلے کہ دال باشد برآنکہ اعتکاف جز بصوم درست نمی آید، نیامدہ۔"

(۱) عرف الجادی ص ۲۴۱ (۲) کنزالحقائق ص ۲۷

اس پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ بلا روزہ اعتکاف صحیح نہیں ہے۔

نیز فرماتے ہیں:

"پس حق عدم اشتراط صوم در اعتکاف ست۔"(۱)

پس حق یہی ہے کہ اعتکاف میں روزہ شرط نہیں ہے۔

شیعہ کا ذبیحہ حلال ہے

غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل حضرت مولانا سید میاں نذیر حسین محدث دہلوی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

"واضح ہو کہ ذبیحہ اہل تشیع کا کھانا حلال ہے کیونکہ وہ اہل اسلام میں سے ہیں۔"(۲)

صرف عورتوں کی امامت

نواب نور الحسن خاں صاحب بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"واما منع رجال از امامت نساء کہ همراه شان مرد نباشد پس دلیلے دال برعدم جوازش معلوم نیست۔" (۳)

اس بات سے روکنا کہ مردان عورتوں کی امامت نہ کرے جن کے ساتھ مرد نہ ہوں اس کے عدم جواز پر ہمیں کوئی دلیل معلوم نہیں۔

ہم بستری سے پہلے غسل

نواب نور الحسن خاں صاحب بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"و سنت است غسل از برائے مجامعت۔" (۴)

(۱) عرف الجادی ص ۸۳ (۲) فتاویٰ نذیریہ ج ۳ ص ۳۱۷ (۳) عرف الجادی ص ۳۷ (۴) عرف الجادی ص ۱۴

مجامعت (بیوی سے ہم بستر ہونے) کے لیے غسل کرنا سنت ہے۔

سمع اللہ، ربنا لک الحمد اور دو سجدوں کے درمیان ذکر فرض

علامہ وحید الزماں حیدر آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"ومن فرائضها .... التسميع والتحميد والذكر بين السجدتين." (۱)

نماز کے فرائض میں سے سمع اللہ لمن حمدہ اور ربنا لک الحمد کہنا بھی ہے اور اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان ذکر کرنا بھی فرض ہے۔

عورتوں کو قبر پر جانے کی اجازت

سید میاں نذیر حسین محدث دہلوی لکھتے ہیں:

"عورتوں کو قبر پر جانا جائز ہے اور یہی جمہور اور اکثر علماء کا قول ہے۔" (۲)

کافر کے پیچھے نماز جائز

علامہ وحید الزماں حیدر آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"ولو اخبر بعد الصلوٰة بانه كافر فلا يعيدون." (۳)

نماز پڑھانے کے بعد کافر نے بتلایا کہ وہ کافر ہے تو بھی مقتدی اپنی نماز کو نہیں دہرائیں گے۔

(۱) کنز الحقائق ص ۲۰ (۲) فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۶۵۸ (۳) کنز الحقائق ص ۲۴

بلا عذر چھوڑی ہوئی نمازوں کی قضا نہیں

نواب نور الحسن خاں صاحب بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”دلالت نمی کند دلیلے بر وجوب قضائے نمازے که بغیر عذر شرعی متروك گشته۔“ (۱)

اس پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ جو نماز بلا عذر شرعی چھوڑ دی گئی ہو اس کی قضا واجب ہے۔

جوتے سمیت نماز پڑھنا سنت

علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”ویسن ان یصلی فی النعلین.“ (۲)

اور مسنون ہے کہ جوتوں میں نماز ادا کی جائے۔

ایک ہی عورت کی گواہی کافی

علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”ویثبت بشهادة مسلم مکلف عادل ولو کان عبدا أو انثی.“ (۳)

رمضان کی رویئت کا ثبوت ایک مسلمان مکلّف عادل کی شہادت سے ہو جائے گا اگرچہ وہ غلام یا عورت ہی کیوں نہ ہو۔

حلال جانوروں کا سب کچھ کھانا جائز

غیر مقلدین کا مذہب ہے کہ حلال جانور کے سب اعضاء کا کھانا سوائے دم مسفوح کے جائز ہے۔ کیونکہ ان کی حرمت ثابت نہیں۔ (۴)

(۱) عرف الجادی ص ۳۵ (۲) کنز الحقائق ص ۱۹ (۳) کنز الحقائق ص ۴۷ (۴) فتاویٰ نذیریہ ج ۳ ص ۳۲۰

بیٹے کی بیوی سے زنا

غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل حضرت مولانا سید میاں نذیر حسین محدث دہلوی لکھتے ہیں:

سوال: اگر کسی نے اپنے بیٹے کی بیوی سے جبراً زنا کیا تو وہ بیوی بیٹے کے نکاح سے نکل گئی یا اس کا نکاح بیٹے سے باقی ہے؟

جواب: اہل حدیث کے نزدیک وہ عورت اپنے خاوند کے نکاح سے باہر نہیں ہوئی۔(۱)

چھینک کا جواب فرض

علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

"وتشميط العاطس فرض على الفور." (۲)

چھینکنے والے کا اسی وقت جواب دینا فرض ہے۔

شراب ملی خوشبو اور دوا کا استعمال جائز

علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

"فانواع الطيب والادوية التي يختلط بها لا بأس باستعمالها وشربها لانها لا تسمى خمرا ولا هي مسكرة." (۳)

پس خوشبو اور دواؤں کی وہ قسمیں جن میں شراب ملی ہو ان کے استعمال میں اور پینے میں کوئی حرج نہیں ہے اس لیے کہ ان کو شراب نہیں کہا جاتا ہے اور نہ ان سے نشہ پیدا ہوتا ہے۔

(۱) فتاویٰ نذیریہ ج۲ ص۲۲۶ (۲) کنز الحقائق ص۲۰۷ (۳) کنز الحقائق ص۱۹۰، ۱۹۱

اٹھارہ لیٹر شراب کا شوربا پاک

غیر مقلدین کے مشہور عالم نواب علامہ وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں:

"مرق مد من الخمر طاھر." (۱)

ایک مد شراب کا شوربہ پاک ہے۔

نوٹ: ایک مد تقریباً اٹھارہ لیٹر کا ہوتا ہے۔لغت کی مشہور کتاب المنجد میں ہے

"والمد یساوی ۱۸ لترا فرنجیا علی التقریب"

مد تقریباً اٹھارہ لیٹر انگریزی کے برابر ہوتا ہے۔

شراب کا سرکہ جائز

نواب نور الحسن خاں صاحب بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"سرکہ ساختن خمرنا رواست اگر از خود سرکہ گردد جائز باشد۔" (۲)

شراب کا سرکہ بنانا جائز نہیں لیکن اگر شراب خود بخود سرکہ ہو جائے تو جائز ہوگا۔

شراب سے گندھے ہوئے آٹے کی روٹی کھانا جائز

علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

"وکذلک الخبز اذا اختلط عجینہ بالخمر لانہ یحترق ویفنی بالطبخ."(۳)

اسی طرح اس روٹی کا کھانا بھی جائز ہے جس کے آٹا میں شراب ملی ہو اس لیے کہ روٹی پکانے سے اثر جل کر ختم ہو جائے گا۔

(۱) کنز الحقائق ص ۲۳۶ (۲) عرف الجادی ص ۱۰ (۳) کنز الحقائق ص ۱۰۴

جمعہ کے عربی خطبہ میں اردو اشعار

سید میاں نذیر حسین محدث دہلوی لکھتے ہیں:

''خطبہ جمعہ میں اردو اشعار پڑھنا درست ہے۔''(۱)

نبیذ کا پینا جائز

نواب نور الحسن خاں صاحب بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''پس شراب نبیذ تا سہ روز یاشد وبعد ازاں نزد شدت و زیادت درخور ریختن بود۔'' (۲)

نبیذ تین روز تک پی جاسکتی ہے اس کے بعد جب اس میں تیزی اور شدت پیدا ہو جائے تو وہ بہادیئے جانے کے لائق ہو جاتی ہے۔

کافر کے کتے کا شکار کیا ہوا کھانا حلال

نواب نور الحسن خاں صاحب بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''و دلیلے بر عدم حل صید کلب مرسل کافر قائم نیست۔'' (۳)

اس پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ اگر کسی کافر نے کتا شکار پر چھوڑا ہو تو اس شکار کا کھانا حلال نہیں ہے۔

نجس چیز پر نماز جائز

علامہ وحید الزماں لکھتے ہیں:

''والصلوٰۃ علی نجس لم یظھر علیه لونه و ریحه ورطوبته.'' (۴)

(۱) فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۶۱۴ (۲) عرف الجادی ص ۲۱۴ (۳) ایضاً ص ۲۳۸ (۴) کنز الحقائق ص ۲۷

ایسی نجس چیز پر بھی نماز پڑھی جا سکتی ہے جس پر نجاست کا رنگ یا اس کی بو یا اس کی تری ظاہر نہ ہو۔

تصویروں والے کپڑوں اور برتنوں کا استعمال اور ان کی خرید وفروخت جائز

سید میاں نذیر حسین محدث دہلوی لکھتے ہیں:

''ولایتی کپڑوں یا برتنوں کا استعمال جن میں تصویریں بنی ہوتی ہیں جائز ہے اور ان کی بیع وشراء بھی جائز ہے۔''(۱)

جو مچھلی مر کر پانی کے اوپر آجائے اس کا کھانا حلال

علامہ وحید الزماں لکھتے ہیں:

''ولا بأس باكل الطافي اى السمك الذى مات على وجه الماء.''(۲)

اور طافی مچھلی کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے یعنی وہ مچھلی جو پانی کی سطح پر مر جائے۔

چوہے کا پاخانہ کھانا جائز

علامہ وحید الزماں لکھتے ہیں:

''ولو وجد خرء فارة خلال خبز يحل اكله.'' (۳)

اگر روٹی کے بیچ میں چوہے کا پاخانہ پایا گیا ہو تو اس کا کھانا جائز ہے۔

(۱) فتاویٰ نذیریہ ج ۳ ص ۳۰۴ (۲) کنز الحقائق ص ۱۸۷ (۳) کنز الحقائق ص ۲۳۶

منی، خون، شرم گاہ کی رطوبت اور شراب پاک

علامہ وحید الزماں حیدر آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”والمنی طاھر و کذلک الدم غیر دم الحیض ورطوبۃ الفرج والخمر وبول الحیوانات غیر الخنزیر۔“(۱)

منی پاک ہے اسی طرح حیض کے خون کے علاوہ اور خون پاک ہے نیز (عورت کی) شرم گاہ کی رطوبت اور شراب بھی پاک ہے اور سور کے علاوہ تمام جانوروں کا پیشاب بھی پاک ہے۔

حلال جانوروں کا پیشاب پاک

مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

”وعند القول الظاھر قول من قال بطھارۃ بول ما یوکل لحمہ۔“ (۲)

میرے نزدیک انہی کی بات قوی ہے جو لوگ ان جانوروں کے پیشاب پاک ہونے کے قائل ہیں جن کا گوشت کھایا جاتا ہے۔

سور اور کتے کا جوٹھا اور کتے کا پسینہ پاک

علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”وبول ما یؤکل لحمہ طاھر وکذا سورہ و جمیع الاسار غیر سور الکلب والخنزیر ففیہ قولان وکذا فی ریق الکلب والعرق کالسور۔“(۳)

جن چیزوں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا پیشاب پاک ہے، اور ان کا جھوٹا بھی پاک

(۱) کنز الحقائق ص۱۲ (۲) تحفۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی ج۱ ص۷۸ (۳) کنز الحقائق ص۱۳

ہے۔اسی طرح تمام جانوروں کے جوٹھے پاک ہیں (خواہ ان کا گوشت کھایا جاتا ہو یا نہ کھایا جاتا ہو) سوائے کتے اور خنزیر کے، کہ ان کے جوٹھے کے بارے میں دو قول ہیں (ایک قول اس کی پاکی کا اور دوسرا اس کی ناپاکی کا)۔اسی طرح کتے کے تھوک اور پسینہ کے بارے میں دو قول ہیں۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

”واختلفوا فی لعاب الکلب والخنزیر وسورهما الارجح طهارته کما مر.“ (۱)

لوگوں کا اس میں اختلاف ہے کہ کتے اور سور کا جوٹھا اور ان کا لعاب پاک ہے یا ناپاک، اور راجح مذہب یہ ہے کہ وہ پاک ہے جیسا کہ اس کا بیان گزر چکا۔

کتے کا پیشاب پاخانہ پاک

علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”وکذلک فی بول الکلب وخرائه والحق انه لا دلیل علی النجاسة.“ (۲)

لوگوں کا اس میں بھی اختلاف ہے کہ کتے کا پیشاب اور پاخانہ پاک ہے یا ناپاک اور حق بات یہ ہے کہ ان کی نجاست پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

غسل معاف

غیر مقلدین کا مذہب ہے کہ مندرجہ ذیل امور سے غسل واجب نہیں ہوتا

(۱) اگر کسی جن نے کسی عورت کی شرم گاہ میں اپنا حشفہ (یعنی آلۂ تناسل کا سرا) داخل کر

(۱) نزل الابرار ص ۴۹ (۲) نزل الابرار ص ۴۹۔۵۰

دیا ہو اور عورت نے اس جن کو دیکھا نہ ہو اور اس کو انزال بھی نہ ہوا ہو۔

(۲) اگر کسی آدمی نے اپنا آلۂ تناسل کسی جانور کی شرم گاہ میں داخل کر دیا ہو۔

(۳) اگر آدمی نے اپنا آلۂ تناسل کسی آدمی کی دبر میں داخل کیا ہو۔

(۴) اگر کسی نے اپنا آلۂ تناسل کسی جانور کی دبر میں داخل کر دیا ہو۔

علامہ وحید الزماں حیدر آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”فلو ادخل الجن حشفه فی فرج المرأة ولم تره ولم تنزل لا یلزم علیها الغسل، وکذا اذا ولج فی فرج البهیمة او دبر الآدمی او دبر البهیمة.“ (۱)

اگر کسی جن نے اپنا حشفہ کسی عورت کی شرم گاہ میں داخل کر دیا اور اس عورت نے اس کو نہیں دیکھا اور اس کو انزال بھی نہیں ہوا تو اس عورت پر غسل واجب نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے کسی جانور کی شرم گاہ میں یا کسی آدمی کی دبر یا کسی جانور کی دبر میں اپنا آلۂ تناسل داخل کر دیا تو اس پر غسل نہیں۔

زانیہ کی بنائی ہوئی مسجد میں نماز

غیر مقلدین کا مذہب ہے کہ زانیہ کی بنائی ہوئی مسجد کا حکم زمینِ مغصوب کا ہے اور زمینِ مغصوب میں نماز پڑھنا قول صحیح میں جائز ہے۔ (۲)

زانیہ کی مسجد اور عام مساجد کا حکم برابر

غیر مقلدین کا مذہب ہے کہ زانیہ (بدکاری کا پیشہ اختیار کرنے والی عورت) کی بنائی ہوئی مسجد کا حکم بھی عام مساجد کی طرح ہے۔ اور اس میں نماز پڑھنا درست ہے۔ (۳)

(۱) نزل الابرار ج ۱ ص ۲۳ (۲) فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۳۷۳ (۳) فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۳۹۸

گدھ، چمگادڑ اور چوہا حلال

علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

"ویحل ما سواھا من ذوات القوائم والطیور وحشرات الارض کوبر و نسر ورخم وعُقْعُقْ وَلَقْلَقْ وغراب و خفاش وھدھد وببغاء وطاؤس وخطاف وقنقذ الفیران." (۱)

اوران کے سوا (یعنی ذی ناب جانوروں کے علاوہ) چوپائے، پرندے اورحشرات الارض حلال ہیں جیسا کہ خرگوش، گدھ، دیسی کوا، سارس، کوا، چمگادڑ، ہدہد، طوطا، مور، ابابیل، سیہہ اور چوہے وغیرہ۔

گندم اور چنا پیشاب میں گر کر بھی پاک

علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

"ولو انتفخت الحنطة من بول الانسان او الحمص او نحوہ وتنقی فی الماء وتجفف فتطھر." (۲)

اوراگر گندم کا دانہ یا چنا وغیرہ انسانی پیشاب سے پھول جائے اور پانی میں صاف ہو جائے اورخشک ہوجائے تو پاک ہوجاتا ہے۔

بدبودار اور سڑا ہوا گوشت کھانا جائز

علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

"ولا یحرم اکل لحم انتن ولا اکل شحم کذلک ولا شرب سمن

(۱) کنز الحقائق ص ۱۸۶ (۲) نزل الابرار ج ۱ ص ۵۰

ولبن ولا اكل طعام كذلك.“ (۱)

اور بدبودار سڑا ہوا گوشت کھانا حرام نہیں ہے، اسی طرح اسی قسم کی چربی کا کھانا اور اسی طرح سڑے ہوئے بدبودار گھی کا کھانا اور دودھ کا پینا نیز سڑے ہوئے اور بدبودار کھانے کو کھانا۔

خون اور پیپ پاک

علامہ وحیدالزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”والدم و لو كان مسفوحًا والقيح والصديد والقئ لا دليل على نجاستها غير دم الحيض فانه نجس كما مر.“ (۲)

خون اگر چہ بہا ہوا ہو اور پچھنا، پیپ اور قے یہ سب پاک ہیں اور ان کی نجاست پر کوئی دلیل نہیں ہے، صرف حیض کا خون ناپاک ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

شراب پینے والے کا جوٹھا پاک

علامہ وحیدالزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”وسؤر شارب الخمر طاهر سواء كان فور شربه الخمر أوبعده لان الصحيح طهارة الخمر كذا سور الجلالة وعرقها.“ (۳)

شراب پینے والے کا جوٹھا پاک ہے خواہ شراب پینے کے فوراً ہی بعد کا وہ جوٹھا ہو یا اس کے بعد کا، اس لیے کہ صحیح مذہب یہ ہے کہ شراب پاک ہے، اسی طرح گندگی کھانے والے جانوروں کا جوٹھا اور ان کا پسینہ بھی پاک ہے۔

(۱) نزل الابرار ج۱ ص۵۴ (۲) نزل الابرار ص۵۵ و ص۱۷۰

(۳) نزل الابرار ج۱ ص۳۱

نجاست سے رنگا ہوا دھاگہ پاک

علامہ وحیدالزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”والثیاب التی یصبغ غزلها بالنجاسة طاهرة اذا جلبت من بلاد اخری.“ (۱)

یعنی وہ کپڑے جن کا دھاگا نجاست سے رنگا گیا ہو وہ پاک ہیں بشرطیکہ ان کو باہر سے (دوسرے ممالک) سے منگایا گیا ہو۔

قارئین کرام! کیا دوسرے ممالک کی نجاست 'نجاست نہیں ہوتی یا غیر ممالک کی نجاست ان کو مرغوب ہے؟

چھوٹا کنواں نجاست گرنے کے باوجود پاک

علامہ وحیدالزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”ولا یفسد ماء البئر ولو کان صغیرا والماء فیه قلیلا بوقوع نجاسة او موت حیوان دموی او غیر دموی ولو انتفغ او تفسخ فیه بشرط ان لا یتغیر احد اوصافه و الا یفسد.“ (۲)

اور کنویں کا پانی؛ اگرچہ کنواں چھوٹا ہو اور تھوڑا پانی ہو؛ نجاست کے گر جانے اور خونی یا غیر خونی حیوان کے مر جانے سے؛ اگرچہ وہ اس میں پھول کر پھٹ جائے؛ فاسد نہیں ہوتا بشرطیکہ پانی کا کوئی وصف نہ بدلے ورنہ فاسد ہو جائے گا۔

(۱) نزل الابرار ج ا ص ۵۰

(۲) نزل الابرار ج ا ص ۳۱

شراب کا پینا حلال

غیر مقلدین کا مذہب ہے کہ اگر شراب سرکہ میں گر جائے اور پھر وہ سرکہ بن جائے تو اس کا کھانا پینا جائز ہے۔ (۱)

شراب کا استعمال جائز

غیر مقلدین کا مذہب ہے کہ شراب سے بنی ہوئی خوشبودار پینے کی چیزیں پاک ہیں۔ ان کا کھانا اور استعمال کرنا جائز ہے۔ (۲)

مٹی کھانا جائز

نواب نورالحسن خاں صاحب بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"واما اکل تراب پس در منع ازاں دلیلے نیامدہ۔" (۳)

اس بات پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ مٹی کھانی ممنوع ہے۔

شرمگاہ میں روئی اور روزہ

علامہ وحیدالزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

"اذا دخلت قطنة ثم اخرجتها ولم یکن علیها دواء او غذاء." (۴)

جب روزہ دار عورت نے روئی کا کوئی ٹکڑا اپنی شرمگاہ میں ڈالا اور پھر اس کو نکال لیا اور اس پر دوا یا غذا نہیں تھی تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

(۱) نزل الابرار ج ۱ ص ۵۴
(۲) نزل الابرار ص ۵۰
(۳) عرف الجادی ص ۲۳۷
(۴) کنز الحقائق ص ۴۸

غیر فطری عمل سے روزہ نہیں ٹوٹتا

علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”او جامع امرأته فیما دون الفرج او الدبر.“ (۱)

اگر کسی نے اپنی عورت سے شرم گاہ کے علاوہ میں یا پاخانہ کے مقام میں جماع کیا تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

شرم گاہ کی نمائش اور ناپاک کپڑے میں نماز جائز

نواب نور الحسن خاں صاحب بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”وازینجا در یافته باشی که هر چیزے از عورتش در نماز نمایاں شد یا در جامه ناپاك نماز گذار و نمازش صحیح است و زاعم بطلانش مطالب بدلیل۔“(۲)

یہیں سے تم کو یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ اگر کسی کی شرم گاہ کا کچھ حصہ نماز میں کھلا رہا یا اس نے ناپاک کپڑے میں نماز ادا کی تو اس کی نماز صحیح ہے اور جو یہ گمان کرتا ہے کہ اس کی نماز باطل ہے اس کو دلیل پیش کرنی چاہیے۔

مقام پاخانہ اور آلۂ تناسل میں پانی جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”اذا استنجی فدخل الماء من الدبر او الاحلیل الی جوفه.“ (۳)

(۱) کنز الحقائق ص ۴۸ (۲) عرف الجادی ص ۲۲ (۳) کنز الحقائق ص ۴۸

(اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا کہ) روزہ دار نے استنجا کیا اور اس کے پاخانہ یہ آلۂ تناسل کے راستہ اس کے پیٹ میں پانی پہنچ گیا۔

مقام پاخانہ اور شرم گاہ میں انگلی ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

علامہ وحیدالزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

"اذا دخل اصبعه فی دبره او ادخلتها فی فرجها." (۱)

اگر روزہ دار نے اپنی انگلی اپنے مقعد میں یا عورت نے اپنی انگلی اپنی پیشاب گاہ میں ڈالی تو اس سے اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

مقام پاخانہ میں چھری، لوہا یا لکڑی ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

علامہ وحیدالزماں حیدرآبادی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"وادخال عود او حدید بیده او خشبة." (۲)

مقعد میں چھری، لوہا اور لکڑی ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

منی پاک

نواب نورالحسن خاں صاحب بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"منی هر چند پاك ست واما غسل و فرك وحت از شارع علیه السلام ثابت شده۔" (۳)

یعنی منی ہر چند کہ پاک ہے مگر اس کا دھونا اور رگڑنا اور کھرچنا شارع علیہ السلام سے ثابت ہے۔

(۱) کنز الحقائق ص ۴۸ (۲) کنز الحقائق ص ۴۸ (۳) عرف الجادی ص ۱۰

مردہ عورت سے زنا کرنے پر غسل واجب نہیں

علامہ وحید الزماں حیدر آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”اذا اولج فی فرج امرأة میتة فالمرجح فی عدم الوجوب.“ (۱)

اگر کسی نے مردہ عورت کی شرم گاہ میں اپنا آلۂ تناسل داخل کیا تو راجح مذہب یہ ہے کہ اس پر غسل واجب نہ ہوگا۔

عورت سے غیر فطری عمل

غیر مقلدین کا مذہب ہے کہ عورت سے لواطت کرنے والا کافر تو کجا فاسق بھی نہیں ہوتا۔ (۲)

سود لینا جائز

علامہ وحید الزماں حیدر آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”واجازوا للدول الاسلامیة ان لم تجد قرضا حسنا ان یاخذ الاموال بالربا.“ (۳)

علماء نے اسلامی حکومتوں کے لیے اجازت دی ہے کہ اگر یہ حکومتیں قرض حسنہ نہ پائیں تو سود پر قرض حاصل کریں۔

حالت حیض میں ہم بستری کرنا

نواب نور الحسن خاں صاحب بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”وهر كه زن خود را در حيض بيايد يك دينار يا نيم دينار صدقة وهر“ (۴)

(۱) نزل الابرار ج۱ ص۲۳ (۲) نزل الابرار ج۱ ص۴۶ (۳) کنز الحقائق ص۱۳ (۴) عرف الجادی ص۱۶

جو آدمی حالتِ حیض میں اپنی بیوی سے ہم بستری کرے تو وہ ایک دینا یا آدھا دینار صدقہ کرے۔

مردار کا کھانا حلال

علامہ وحیدالزماں حیدرآبادی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"فمیتة البحر حلال سواء ماتت بنفسها او بالاصطیاد ...... سواء کان سمکا او بقرا او غنما او کلبا او خنزیرا او انسانا بحریا او کوسجا او مارماهی اوالجریث یحل اکله بلا ذبح." (۱)

سمندر کا مردار حلال ہے خواہ وہ خود سے مرا ہو یا شکار کرنے سے مرا ہو ... اور خواہ وہ مردار مچھلی ہو یا گائے یا بکری یا کتا یا سور یا سمندری انسان یا کوسج اور مارماہی یا جریث (یہ تینوں ایک قسم کے سمندری جانور ہیں، ناقل) ان کا بلا ذبح کیے ہوئے (جب مردار ہیں تو ذبح کرنے کا کیا معنی؟ ناقل) کھانا حلال ہے۔

سمندری سانپ حلال

علامہ وحیدالزماں حیدرآبادی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"اما حیات البحر التی لا تبقی حیة فی البر فهی حلال لانها فی حکم السمک." (۲)

سمندری سانپ جو خشکی میں زندہ نہیں رہتے ہیں وہ بھی حلال ہیں اس لیے کہ ان کا حکم مچھلی کا ہے۔

(۱) کنزالحقائق ص ۱۸۵ (۲) کنزالحقائق ص ۱۸۵

باب ہشتم

فرقہ اہل حدیث (پاک وہند) کے "الہامات وکرامات"

اور عملیات وتعویذات

’الہامات وکرامات‘

مولوی عبدالمجید سوہدروی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”چونکہ کرامات کا ظہور عام طور پر اولیاء اللہ ہی سے ظہور پذیر ہوتا ہے۔ اس لیے عوام میں یہ مشہور ہوگیا ہے کہ جماعت اہل حدیث میں کوئی ولی نہیں ہوا۔ اسی لیے تو نہ وہ کرامات کو مانتے ہیں اور نہ ان میں کوئی اہل کرامت ہوا ہے۔ اہل حدیث چونکہ عام طور پر جھوٹے ولیوں کی کرامات کا انکار کرتے ہیں اور ان کی استدراجی وشیطانی حرکات کو کرامت قرار نہیں دیتے اس لیے بھی عوام ان سے بدظن ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اولیاء اللہ ہی کے منکر ہیں اور ان کی کرامات کے بھی قائل نہیں ہیں۔

مدت ہوئی میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اہل حدیث کی طرف سے اس اعتراض کی بایں طور تردید ہونی چاہیے کہ نفس مسئلہ کی بھی وضاحت ہو جائے اور عوام پر یہ بھی روشن ہو جائے کہ بفضلہٖ جماعت اہل حدیث میں بے شمار افراد اہل کرامت ہوئے ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جتنے حضرات اہل حدیث میں اہل کرامت ہوئے ہیں اتنے کسی اور جماعت میں نہیں ہوئے۔ کرامت کا تعلق ولی سے ہے اور ولی وہی ہوسکتا ہے جو سنت کا عاشق اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا گرویدہ ہو اور ظاہر ہے کہ اہل حدیث سے زیادہ سنت نبوی کا پابند اور رسول کا محبّ اور کون ہوسکتا ہے۔ آپ نام کے اہل حدیثوں کو نہ دیکھیے کیونکہ فی زمانہ تو کثرت سے ایسے ہی اہل حدیث کہلانے والے ہیں جو بد نام کنندہ نکو نامے چند ہیں یا برعکس نہند نام زنگی کافور کے مترادف ہیں، میرا دعویٰ ان مخلص، بے ریا، عامل بالحدیث، محبّ رسول اہل حدیث حضرات سے ہے، جو صحیح معنوں میں اہلحدیث تھے، اللہ کے پیارے تھے، رسول کے دلارے تھے، نہ سب اہلحدیث۔“(۱)

(۱) کرامات اہلحدیث ص ۱

مولوی عبدالرحمٰن لکھوی غیر مقلد کو غیب کا علم

مولوی عبدالمجید سوہدروی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مولانا عبدالرحمٰن صاحب جب سفر حج کے لیے روانہ ہوئے، اور بمبئی پہنچ کر جہاز کا ٹکٹ خرید لیا اور جہاز چلنے کو تھا کہ آپ نے فرمایا: اس جہاز پر نہیں جانا چاہیے، چنانچہ ٹکٹ واپس کر دیا گیا، پھر ایک ہفتہ کے بعد دوسرے جہاز ناوری کا ٹکٹ خریدا، جب وہ تیار ہوا تو آپ نے پھر یہی فرمایا کہ اس جہاز پر بھی نہیں جانا چاہیے، ہمراہی حیران تھے کہ مولانا کیا کر رہے ہیں' جان بوجھ کر روانگی میں تاخیر کرتے ہیں مگر بالآخر آپ کا کہا مانا اور وہ ٹکٹ بھی واپس کیا، پھر تیسرے جہاز پر سوار ہوئے، جب جدہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ پہلے دونوں جہازوں میں بیماری پھیل گئی تھی اور حکومت نے انہیں چالیس چالیس دن کے لیے کامران روک لیا ہے، یعنی اگر وہ لوگ ان جہازوں میں سوار ہوتے تو ۴۰ دن بعد جدہ پہنچتے، کسی نے مولانا سے پوچھا کہ آپ کو کیونکر پتہ چلا تھا تو آپ نے فرمایا کہ الہام ہوا تھا۔

نوٹ: آپ کے بہت سے الہامات اور کرامات اور بھی ہیں یہاں صرف انہیں پر اکتفا کیا جائے۔ خادم عفی عنہٗ''(۱)

مولوی غلام رسول کو غیب کا علم اور تصرف فرمانا

مولوی عبدالمجید صاحب لکھتے ہیں:

''ایک بار قلعہ میاں سنگھ میں ایک حجام آپ کی حجامت بنا رہا تھا کہ اس نے یہ شکایت کی حضور میرا بیٹا کئی سال سے باہر گیا ہوا ہے' جس کا ہمیں کچھ پتہ نہیں کہ کہاں ہے، زندہ ہے یا مر گیا ہے۔ بس ایک ہی بیٹا تھا اس کی فکر میں ہم تو مرے جا رہے ہیں۔ آپ تھوڑی دیر

(۱) کرامات اہلحدیث ص ۱۲

خاموش رہے، پھر فرمایا میاں وہ تو گھر بیٹھا ہے اور روٹی کھا رہا ہے، جاؤ بے شک جا کر دیکھ لو، حجام گھر گیا تو سچ مچ بیٹا آیا ہوا تھا۔ بیٹے سے ماجرا پوچھا تو اس نے کہا کہ ابھی ابھی میں سکھر سندھ میں تھا، معلوم نہیں مجھے کیا ہوا اور کیونکر طرفۃ العین میں یہاں پہنچ گیا۔''(۱)

قاضی سلیمان منصور پوری کو قبر کے اندر کا علم تھا

مولوی عبدالمجید لکھتے ہیں:

''شاہ جی نجم الدین سکنہ بسی کا بیان ہے کہ ایک بار میں قاضی صاحب کے ساتھ جا رہا تھا، لاہوری گیٹ کے قریب ایک قبر آئی، جس پر آپ ٹھہر گئے اور کہا: دیکھو شاہ جی! اس صالح مرد کی قبر سے کس قدر خوشبو آ رہی ہے۔ شاہ جی کا بیان ہے کہ میں جو آگے بڑھا تو سچ مچ مجھے بھی نہایت خوشگوار خوشبو آئی، اس کے بعد میں بارہا اکیلا وہاں سے گزرا مگر پھر کبھی ویسی خوشبو نہیں آئی، (یہ محض ان کی صحبت کا اثر تھا) شاہ جی کہتے ہیں کہ میں نے اس مرد صالح کا نام پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اس کا نام زرداد خان پٹھان بتایا گیا ہے۔ جو عرصہ دراز سے یہاں مدفون ہے۔'' (۲)

قاضی سلیمان منصور پوری سے ایک مردہ نے ملاقات کی

مولوی عبدالمجید لکھتے ہیں:

''قاضی صاحب جب کبھی لاہور تشریف لاتے تو مال روڈ پر حیات برادرز کے ہاں قیام فرمایا کرتے تھے، میاں فضل کریم صاحب بن حاجی حیات محمد صاحب مالک فرم کا بیان ہے کہ جس مکان پر آپ ٹھہرا کرتے تھے، اس کے قریب ہی ایک خانقاہ تھی جو اجڑی ہوئی تھی، ایک دن آپ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا یہاں کوئی قبر ہے میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ

(۱) کرامات اہل حدیث ص ۱۲۔۱۳ (۲) کرامات اہلحدیث ص ۱۸

نے کہا: آج رات ہمیں وہ بزرگ ملے اور کہا کہ قاضی جی آپ اتنی بار یہاں آئے مگر ہمیں ایک بار بھی نہیں ملے، پھر فرمایا وہ بہت نیک اور صالح آدمی ہیں، فلاں جگہ کے رہنے والے تھے، ادھر سے گذر رہے تھے کہ انتقال ہوگیا۔ میاں فضل کریم کہتے ہیں کہ اس کے بعد جب میں نے اس کی تحقیق کی تو وہ باتیں ویسی ہی ثابت ہوئیں جو قاضی صاحب نے بیان فرمائی تھیں یہاں تک کہ ان کا نام اور پتہ بھی قاضی جی نے مجھے بتادیا تھا۔'' (۱)

مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالی نے بیداری میں اپنی قبر سے ہاتھ نکال کر قاضی سلیمان کا ہاتھ پکڑ لیا

مولوی عبدالمجید لکھتے ہیں:

''صوفی حبیب الرحمٰن صاحب کا بیان ہے کہ ۱۹۱۰ء میں جب حضرت ضیاء المعصوم صاحب مرشد امیر حبیب اللہ خاں شاہ کابل، پٹیالہ تشریف لائے تو انہوں نے سرہند جانے کے لیے قاضی جی کو اپنے ساتھ لے لیا، حضرت ضیا معصوم جب روضہ حضرت مجدد الف ثانی پر مراقبہ کے لیے بیٹھے، تو قاضی جی نے دل میں کہا کہ شاید ان بزرگوں نے آپس میں کوئی راز کی بات کہنی ہو ان سے الگ ہوجانا چاہیے، ابھی آپ اپنے جی میں یہ خیال لے کر اٹھے ہی تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی نے آپ کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور فرمایا کہ سلیمان بیٹھے رہو، ہم کوئی بات تجھ سے راز میں نہیں رکھنا چاہتے، صوفی صاحب کا بیان ہے کہ قاضی صاحب نے بعض دوستوں کا ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ واقعہ مراقبہ یا مکاشفہ کا نہیں، بلکہ بیداری کا ہے۔'' (۲)

(۱) کرامات اہل حدیث ص ۱۸۔۱۹ (۲) کرامات اہل حدیث ص ۱۹

قاضی صاحب کا کشف

مولوی عبدالمجید لکھتے ہیں:

''مولوی حسین احمد تاجر کتب پٹیالہ کا بیان ہے کہ مجھے دردِ کمر کی شکایت رہتی تھی اور اسی وجہ سے میں نماز باجماعت ادا کرنے سے معذور تھا کیوں کہ اکثر اہلحدیث صبح کی نماز میں لمبی قرأت کرتے ہیں اور میں کھڑا نہیں ہوسکتا تھا، ایک دن میں قاضی صاحب کی مسجد میں نمازِ صبح کے لیے چلا گیا، قاضی صاحب سورۂ آل عمران پڑھ رہے تھے، دو رکوع پڑھے ہوں گے کہ مجھے درد شروع ہو گیا اور میں نے ارادہ کیا کہ اب نماز چھوڑ دوں، معاً قاضی جی نے اللہ اکبر کہا اور رکوع چلے گئے، پھر دوسری رکعت میں بھی مختصر قیام کیا، اور سلام پھیر دیا لوگ حیران ہوئے کہ آج اتنی مختصر قرأت کیوں کی، کسی نے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ بھئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے، مقتدیوں کا لحاظ رکھا جائے، مولوی حسین احمد کہتے ہیں کہ تین چار یوم کے بعد پھر ایک دفعہ میں نماز میں شامل ہوا تو ایسا ہی اتفاق ہوا، جب مجھے درد شروع ہوا اور میں جی میں یہ سوچنے لگا کہ نماز چھوڑ دوں یا نہ؟ تو قاضی جی نے قرأت ختم کر دی اور اختصار سے کام لے لیا، قریباً قریباً آٹھ مرتبہ مَیں نے آزمایا، حالانکہ جماعت کے ساتھ بعد میں شریک ہوتا تھا اور قاضی جی کو میری آمد کا کوئی علم نہ ہوتا تھا، اس سے میں نے یقین کر لیا کہ آپ صاحبِ کشف ہیں۔''(۱)

قاضی صاحب کو اپنی موت کا علم تھا

مولوی عبدالمجید سوہدروی لکھتے ہیں:

''آپ مسجد سکلی گراں میں ۳۰ سال تک وعظ کہتے رہے، جب ۱۹۳۰ء میں حج کو روانہ

(۱) کرامات اہلحدیث ص ۲۰۔۲۱

ہونے لگےتو نمازِ جمعہ کے بعد فرمایا کہ میرا یہ آخری جمعہ ہے، اگر اس اثناء میں کسی کو تکلیف پہنچی ہوتو کہہ دے، میں اس سے معافی مانگ لوں، چنانچہ کئی لوگ تاڑ گئے کہ معلوم ہوتا ہے اب آپ واپس نہیں آئیں گے، آپ کو کشف کے طور پر اپنی موت کا علم ہو چکا ہے۔ (چنانچہ ایسا ہی ہوا، واپسی پر آپ جہاز ہی میں انتقال فرما گئے) اور کیوں نہ ہوتا جب کہ آپ کی دلی دعا یہی تھی اللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ حَبِیْبِکَ." (۱)

قاضی صاحب کو علم تھا کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے

مولوی عبدالمجید صاحب لکھتے ہیں:

"جب آپ حج کو جارہے تھے تو فرمایا کہ عبدالعزیز کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا (یعنی اپنا پوتا) اس کا نام معزالدین حسن رکھنا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔" (۲)

قاضی سلیمان منصور پوری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان

مولوی عبدالمجید صاحب لکھتے ہیں:

"جب آپ حج پر تشریف لے گئے اور مدینہ منورہ پہنچے تو مسجد نبوی کے پیش امام آپ کی بہت مدارت کرنے لگے۔ ایک دن آپ جو اٹھے تو امام صاحب جوتیاں سیدھی کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا یہ کیا؟ تو امام صاحب نے فرمایا کہ مجھے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ محمد سلیمان ہمارا مہمان ہے، اس کی مدارت میں فرق نہ کرنا۔" (۳)

(۱) کرامات اہلحدیث ص ۲۲۔۲۳ (۲) کرامات اہلحدیث ص ۲۳
(۳) کرامات اہلِ حدیث ص ۲۳

حضور اکرم ﷺ نے قاضی صاحب کی کتاب پڑھنے کا لوگوں کو حکم دیا

مولوی عبدالمجید صاحب لکھتے ہیں:

''خلیفہ ہدایت اللہ صاحب منیجر رحمۃ للعالمین کا بیان ہے کہ میرے پاس برما، بنگال، بہاولپور وغیرہ سے کئی ایسے خطوط آئے ہیں جن میں یہ مرقوم ہے کہ رحمۃ للعالمین بھیج دیجیے کیونکہ ہمیں خواب میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر مجھ سے محبت چاہتے ہو تو رحمۃ للعالمین جو قاضی محمد سلیمان نے لکھی ہے پڑھا کرو۔'' (۱)

قاضی صاحب سے اللہ تعالیٰ نے کتاب لکھوائی

مولوی عبدالمجید صاحب لکھتے ہیں:

''مرزا محمد حسین صاحب سکنہ راہوں کا بیان ہے کہ ۱۹۱۱ء میں قاضی صاحب نے جب مرزا قادیانی کی تردید میں رسالہ غایت المرام شائع کیا تو کسی نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے یہ رسالہ کیونکر لکھا؟ جواباً فرمایا کہ ایک روز نماز جمعہ کے بعد مجھے القاء ہوا کہ مرزا جی کے متعلق ایک کتاب لکھوں چنانچہ اس کا مضمون بھی مجھے بتا دیا گیا اور یہ بھی کہا گیا کہ اس کا جواب کوئی نہیں دے سکے گا، اس کے بعد آپ نے یہ بھی فرمایا کہ لو میں اب پھر تحدی سے کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی حج نہیں کر سکے گا، اور یہی اس کی بطالت کی دلیل ہے، چنانچہ غایت المرام میں بھی یہ اعلان ہوا اور اس کے بعد مرزا قادیانی کئی سال تک زندہ رہا مگر نہ اس رسالہ کا جواب لکھ سکا نہ حج کو جا سکا۔

(۱) کرامات اہلحدیث ص ۲۳

یہ رسالہ جب مولانا عبید اللہ صاحب مصنف تحفۃ الہند نے دیکھا تو خود بخود فرمایا کہ یہ رسالہ قاضی سلیمان نے نہیں لکھا، بلکہ اللہ نے لکھوایا ہے اس لیے ان سے کہہ دینا کہ اس پر نازاں نہ ہوں، اس رسالہ کے مطالعہ سے کئی لوگ مرزائیت سے تائب ہو چکے ہیں اور اس کا دوسرا حصہ تائید الاسلام بھی چھپ چکا ہے جو نہایت مفید اور قابل دید ہے۔''(۱)

مولوی عبدالجبار غزنوی کے خلیفہ مولوی محمد سلیمان روڑوی کا اپنے پیر کو جنت میں جاتے ہوئے دیکھنا

مولوی عبدالمجید صاحب لکھتے ہیں:

''ایک روز علی الصبح آپ فرمانے لگے کہ لو بھائی آج ہمارے پیرو مرشد (مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی) بہشت میں پہنچ گئے ہیں۔ میں نے رات ان کو بہشت میں دیکھا ہے۔ اور یہ شعر سنا ہے جو میری زبان پر جاری ہو گیا ہے'' لے او بیلی اللہ بیلی ساڈے ہوئے چلانے'' یعنی اے دوست! خدا حافظ ہم تو جا رہے ہیں سب حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے، چنانچہ بعد میں جو اطلاعات آئیں، ان سے معلوم ہوا کہ ٹھیک اسی وقت اور اسی دن امام صاحب کا انتقال ہوا تھا، جس دن مولوی صاحب نے علی الصبح ہم سے یہ کہا تھا۔''(۲)

یہ ساری 'کرامات' غیر مقلدین کی صرف ایک کتاب سے نقل کی گئی ہیں ان کے علاوہ اور بہت سی 'کرامات' ہیں جن میں سے ہم کچھ آگے نقل کریں گے۔

(۱) کرامات اہلِ حدیث ص ۲۳۔۲۴ (۲) کرامات اہلحدیث ص ۲۸

غیر عورت کو اپنے گھر بلانے کا عجیب نسخہ

''قلعہ میاں سنگھ میں ایک گلاب نامی چوکیدار تھا، وہ موضع مرالی والہ میں چوکیدار مقرر ہو کر چلا گیا۔ وہاں ایک بیوہ دھوبن تھی۔ اس کے دام الفت میں گرفتار ہو گیا۔ جب مرالی والہ کے باشندوں کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے گلاب کو وہاں سے نکال دیا وہ واپس ''قلعہ میاں سنگھ'' میں آ گیا۔ اب چوکیدار نے یہ دستور مقرر کر لیا کہ روزانہ مولوی صاحب کے پاس جاتا اور یہ کہتا کہ حضرت میں مر چکا ہوں۔ ایک دن مولوی صاحب قریب کے بالاخانے میں قیلولہ فرما رہے تھے۔ گلاب مولوی صاحب کے ایک خادم بڈھا کشمیری کو سفارشاً ساتھ لے کر مولوی صاحب کی خدمت میں پہنچا اور دستور کے موافق مولوی صاحب کو دابنا شروع کیا اور اپنی سابقہ درخواست پیش کی۔ بڈھا نے بھی مولوی صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت اس بات میں کیا گناہ ہے، عورت بیوہ ہے، اگر اس کا نکاح ہو جاوے تو کارِ ثواب ہے۔ آپ نے بڈھا کشمیری کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس سے قسم لے لو کہ یہ شخص قبل از نکاح اس کو مس نہ کرے گا۔ گلاب نے قسم اٹھائی کہ قبل از نکاح بالکل عورت مذکورہ کو مس نہ کروں گا۔

مولوی صاحب نے فرمایا کہ بعد از نماز عشا اپنے گھر کے چھت پر کھڑے ہو کر ''مرالی والا'' کی طرف منہ کر کے تین دفعہ یہ لفظ کہنا۔ آ جا، آ جا، آ جا۔ تین روز ایسا ہی کر کے پھر مجھے بتانا، تیسرے روز عصر کے قریب عورت مذکورہ گلاب کے گھر آ گئی اور کہنے لگی کہ پرسوں عشا سے لے کر اب تک میرے تن بدن میں آگ لگی ہوئی تھی۔ تمہارے گھر میں داخل ہوتے ہی آرام ہو گیا۔ گلاب اس عورت کو پکڑ کر اندر لے گیا۔ اور متواتر تین روز اندر ہی رہا۔ تیسرے روز قیلولہ کے وقت مولوی صاحب نے بڈھا کشمیری کو بلا کر فرمایا کہ جاؤ اور

اس موذی کو پکڑ کر لاؤ وہ اس وقت زنا کر رہا ہے۔ بڈھا فوراً گیا اور گلاب کو پکڑ لایا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ جا میری آنکھوں کے سامنے سے دور ہو جا۔ وہ لوٹ کر گھر گیا۔ وہ عورت جیسے آئی تھی ویسے ہی خفا ہو کر چلی گئی۔''(۱)

رسول اللہ ﷺ کا مولوی غلام رسول سے ملنے کے لیے حالت بیداری میں قلعہ میاں سنگھ تشریف لانا

''جناب تایا صاحب حکیم غلام محمد نے فرمایا۔ میں نے مولوی صاحب کو کہا ہم حکام کی باز پرس سے تنگ آ گئے ہیں بہتر ہے کہ ہم یہاں کی بود و باش ترک کر کے کسی ریاست میں جا کر قیام کریں مولوی صاحب نے فرمایا: بھائی جان آپ کا فرمانا بجا ہے۔ لیکن میں مجبور ہوں۔ کیونکہ ایک دن میں مسجد میں سویا ہوا تھا کہ ایک شخص نے مجھے آ کر جگایا اور کہا کہ میرے ساتھ چلو تم کو رسول اللہ ﷺ بلاتے ہیں۔ میں اس کے ساتھ ہو لیا۔ جب گاؤں سے باہر نکلا تو دیکھتا ہوں کہ حضور ﷺ کی پالکی پڑی ہے۔ حاضر ہو کر میں نے سلام کیا۔ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا غلام رسول ہم تمہاری مسجد کو جانا چاہتے ہیں۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑے رکھا اور پالکی والوں نے پالکی اٹھا لی مسجد میں تشریف لا کر اسی پکڑے ہاتھ سے مجھے منبر پر بٹھایا اور فرمایا: وعظ کرو، تم سے لوگوں کو ہدایت ہو گی۔ تمہاری یہی بود و باش ہے۔ بھائی صاحب فرمائیے میں تو مامور ہوں، کیسے اس جگہ کو چھوڑ سکتا ہوں؟''(۲)

صوفی عبد اللہ صاحب غیر مقلد کی کرامات

صوفی محمد عبد اللہ صاحب غیر مقلد مہتمم جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن، کی سوانح عمری

(۱) سوانح حیات مولانا غلام رسول ص ۹۹۔۱۰۰ (۲) سوانح حیات مولانا غلام رسول، ص ۱۴۱

'صوفی محمد عبداللہ حالات، خدمات، آثار' کے نام سے مولوی محمد اسحاق بھٹی شاگرد مولوی اسماعیل سلفی نے ۴۴۶ صفحات پر لکھی ہے۔ اور مکتبہ سلفیہ کی شاخ، شاکرین ۴ شیش محل روڈ لاہور سے شائع ہوئی ہے۔ اس کا پینتیسواں باب صوفی صاحب کی کرامات پر مشتمل ہے۔ اس باب میں ۵۹ واقعات ذکر کیے گئے ہیں۔ جن میں سے ہم صرف تین نقل کرتے ہیں۔

صوفی صاحب کے کہنے سے بھینس نے فوراً دودھ دے دیا

''اوڈاں والا کے قریب کے گاؤں چک نمبر ۵۰۷ گ ب سے ایک شخص صوفی صاحب کے پاس آیا اور عرض کیا کہ اس کی بھینس دودھ نہیں دیتی۔ فرمایا اس سے جا کر کہو صوفی عبداللہ کہتا ہے، دودھ دیا کر۔ اس نے بھینس کو انہی لفظوں میں صوفی صاحب کا پیغام دیا اور بھینس دودھ دینے لگی۔''(۱)

صوفی صاحب کے اختیار میں ہے کٹا، کٹی دلوانا

''میرے فیصل آباد کے ایک دوست مولوی محمد رمضان یوسف سلفی نے بتایا کہ صوفی صاحب کسی گاؤں میں گئے اور ایک شخص انہیں اپنے گھر لے گیا اور کہا کہ میری بھینس ہر سال کٹا جنتی ہے، دعا فرمایے یہ کٹی جنے۔ صوفی صاحب نے بھینس کی دم پکڑی اور اسے تین دفعہ کھینچ کر کہا۔ دے کٹی...... دے کٹی...... دے کٹی...... اس کے بعد اس نے متواتر تین کٹیاں دیں۔'' (۲)

(۱) صوفی محمد عبداللہ حالات، خدمات، آثار ص ۳۶۰

(۲) صوفی محمد عبداللہ حالات، خدمات، آثار ص ۳۶۱

صوفی صاحب کولڑکا لڑکی دینے کا اختیار

’’اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے مختلف مواقع پر صوفی صاحب کے مختلف طریقے تھے، ایک شخص نے عرض کیا میری کئی لڑکیاں ہیں، لڑکا کوئی نہیں۔ دعا کیجیے اللہ تعالیٰ لڑکا عطا فرما دے ......صوفی صاحب نے اس کی بات سن کر زمین پر لکیریں کھینچنا شروع کیں اور ساتھ ہی لکیریں گننے لگے۔ پہلی لکیر کھینچی تو کہا ایک۔ دوسری کھینچی تو کہا دو۔ تیسری کھینچی تو کہا تین۔ چوتھی لکیر آدھی کھینچی تھی اور ابھی لفظ ’’چار‘‘ زبان سے نہیں نکلا تھا کہ درخواست کنندہ نے ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا، بس تین ہی بہت ہیں۔ اس عمل کا اثر یہ ہوا کہ تین لڑکے صحیح اور تندرست پیدا ہوئے اور چوتھا ساڑھے چار مہینے کے بعد ساقط ہو گیا۔

یہ بات صاحب واقعہ نے میرے فیصل آباد کے دوست علی ارشد صاحب کو بتائی اور انہوں نے مجھ سے بیان کی۔‘‘(۱)

مولوی عبداللہ غزنوی صاحب غیر مقلد کے الہامات

(۱)

’’جب میں الہام کو سمجھتا نہ تھا اور توحید سے بخوبی واقف نہ تھا، ایک بار اپنے دادا محمد شریف کی قبر کے پاس جو اس دیار میں مرجع اور مقبولِ انام ہے، گیا تو القاء ہوا: لَآ اِلٰـــــــہَ غَیْـرُکَ، لیکن اس وقت میں نے غلطی کی اور میں نے خیال کیا کہ یہ وِرد مجھ کو وظیفہ کرنے کے لیے سکھایا گیا ہے۔ اب میں نے جان لیا کہ وہ اللہ کی طرف سے الہام تھا۔‘‘(۲)

(۱) صوفی محمد عبداللہ حالات، خدمات، آثار ص ۳۶۰

(۲) سوانح عمری عبداللہ غزنوی، ص ۳

(۲)

’’بارہا مجھ کو الہام ہوا ہے: **یا عبدی هٰذا کتابی و هؤلاء عبادی فاقرأ کتابی علی عبادی** یعنی اے میرے بندے! یہ میری کتاب ہے اور یہ میرے بندے ہیں، پس پڑھ میری کتاب میرے بندوں پر اور یہ بھی الہام ہوتا ہے: **ولئن اتبعت اهوائهم بعد الذی جاءک من العلم ما لک من الله من ولی ولا نصیر**‘‘. (۱)

(۳)

سکندر پور کے باغ میں، جو ہزارہ کے علاقے میں ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے فجر کی نماز کے بعد یہ القاء ہوا: **ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار** اور ظالم کی تعریف ان لفظوں سے معلوم کرائی: **والظالمون هم الذین یخالفون عن امر ربهم ثم لا یتوبون** یعنی ظالم وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ارشادوں کی مخالفت کرتے ہیں اور باز نہیں آتے۔ اور جن لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیے ان کو اس مضمون کے ساتھ آگاہ کیا: **واصبر نفسک مع الذین یدعون ربهم بالغداة والعشی یریدون وجهه** اور فرماتے تھے کہ الہام ہوا: **فاذا قرأناه فاتبع قرانه ثم ان علینا بیانه** یعنی جو کچھ الہام ہوتا ہے اس کے لفظ یاد رکھ اور اس کا بیان کرنا اور تفسیر ہمارا ذمہ ہے اور فرماتے تھے الہام ہوا: **واما من خاف مقام ربه (الایة)** یعنی وہ شخص کہ ڈرا اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے۔ اور یہ الہام ہوا کہ ’’همیشه بدل خود مطالعه کرده باش مباده کدورتے از ما سوا بنشیند‘‘ یعنی ہمیشہ اپنے دل میں جھانکتے رہو، ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کدورت بیٹھ جاوے۔

(۱) سوانح عمری عبداللہ غزنوی، ص ۱۵

اورشہر دہلی میں یہ الہام ہوا: **ولا تمدن عینیک الی ما متعنا به ازواجا منهم زهرة الحیوة الدنیا** اور مت پھیلا اپنی آنکھیں طرف ان کی کہ فائدہ دیا ہم نے ساتھ اس کے بھانت بھانت لوگوں کو زندگانی دنیا کی تازگی سے۔اور باغ سکندریہ میں یہ الہام ہوا: **قل لازواجک واولادک واتباعک قوموا لله قانتین** یعنی کہہ دے اپنی بیبیوں اور اولاد اور تابع داروں کو کہ کھڑے ہوجاؤ اللہ کے لیے تابع دار ہو کر اور اس کے اخیر میں یہ الہام ہوا: **انا حبیبک وانیسک فلا تحزن** یعنی میں تیرا مددگار رہوں،تو غم نہ کھا،اور یہ بھی الہام ہوا: **ما اودعت فی قلبک فان رؤیا المؤمن جزء من ستة اربعین جزء من النبوة** یعنی جو تدبر اور تفکر قرآن کا تیرے دل میں ہم نے ڈال دیا ہے اس کو مت بھول کیونکہ مومن کا خواب ایک حصہ ہے نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے۔

اورفرماتے تھے دہلی میں یہ الہام ہوا: **ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذکرنا واتبع هواه وکان امره فرطا** اور فرماں برداری نہ کر اس شخص کو جو غافل کیا ہم نے اس کے دل کو اپنی یاد سے اور پیچھے پڑا اپنی خواہش کے اور ہے کام اس کا حد سے بڑھا ہوا۔یعنی غافلوں کی غفلت میں پیروی نہ کر۔اور یہ بھی القاء ہوا: **کن فی الناس کاحد من الناس** یعنی ہو تو لوگوں میں جیسے دوسرے لوگ ہیں اور القاء ہوا: اگر وقتے غفلت شد تدارك آں وقت دیگر لازم است ،یعنی کسی وقت غفلت ہوجاوے تو دوسرے وقت میں اس کا تدارک لازم ہے"۔(۱)

(۴)

فرماتے تھے' تین بار الہام ہوا: **ولله علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلا** اور واسطے اللہ کے ہے اوپر لوگوں کے حج کرنا بیت اللہ کا جو طاقت رکھے طرف اس کی

(۱)سوانح عمری عبداللہ غزنوی،ص ۳۵،۳۶

راہ کی۔اورفرماتے تھے،الہام ہوا:**ولسوف یعطیک ربک فترضٰی** یعنی اورالبتہ جلدی دے گا تجھ کورب تیرا پھرتو خوش ہوجاوے گا۔اورفرماتے تھے،الہام ہوا**الم نشرح لک صدرک** یعنی کیانہیں کھولا ہم نے سینہ تیرا؟(۱)

(۵)

جنگل کی غار میں اکیلے جا کر چھپ گئے اور کچھ مدت پوشیدہ رہے۔ان دنوں میں یہ الہام ہوا:**فقطع دابر القوم الذین ظلموا فالحمد للہ رب العالمین.** (۲)

(٦)

مولوی عبدالرحمٰن بن شیخ محمد بارک اللہ (لکھوی) کہ وقت کے عالموں سے مشہور عالم ہیں اورزہدوتقویٰ اورصلاحیت میں اپنے زمانے کے امام،آپ(مولوی عبداللہ غزنوی) کی صحبت بابرکت سے فیض حاصل کرنے کے لیے ملک پنجاب سے سفرکر کے ملک غزنی تک جو دو ماہ کی مسافت ہے گئے،راستے میں جوانہوں نے مخالفوں سے کچھ کلمات آنجناب (غزنوی صاحب) کی نسبت سنےتو حیران ہوئے۔اسی رات ان کو یہ الہام ہوا:**فورب السماء والارض انہ لحق مثل ما انکم تنطقون**، دوسری باریہ الہام ہوا:**وانہ لمن المصطفین الاخیار**، تیسری باریہ الہام ہوا:**ان ھو الا عبد انعمنا علیہ.** (۳)

بات مولانا عبداللہ غزنوی کے الہامات کی ہورہی ہےتو چلتے چلتے ذرا موصوف کے سوانح نگارمولوی عبدالجبارغزنوی صاحب کا یہ بیان بھی ملاحظہ ہو:

''جوالہام اورخوابیں آپ کوکتاب وسنت پرثابت رہنےاورخلق اللہ کوکتاب وسنت کی طرف بلانے اورتقویٰ اورتوکل اورصبروخشیت اورزہدوقناعت وترک ماسوی اللہ اورانابت

(۱)سوانح عمری عبداللہ غزنوی،ص ٣٦ (۲)سوانح عمری عبداللہ غزنوی،ص ١٤ (۳)حوالۂ سابق

اور آپ کے مقامِ امانت میں پہنچنے اور آپ کی حفظہ اور نصرت اور مغفرت کے وعدہ پر ہوئے ہیں وہ سیکڑوں بلکہ ہزاروں تک پہنچتے ہیں۔ ان کے جمع کے لیے ایک بڑی کتاب چاہیئے‘‘ ۔(۱)

(۱)سوانح عمری عبداللہ غزنوی،ص۲۰

"عملیات وتعویذات"

پریشانی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنا

شر جی کہتے ہیں ایک بار پاؤں ابن عباسؓ کا سن ہو گیا کہا یا محمد فی الفور کھل گیا۔(۱)

ایسے عمل جو قرآن وحدیث سے ثابت نہ ہوں کرنے جائز ہیں

نواب صاحب لکھتے ہیں:

''میں کہتا ہوں اس حدیث سے اس بات پر استدلال باشارۃ النص ہوسکتا ہے کہ اگر تعالیٰ کسی نیک بخت کو اس امر کا الہام کرے کہ فلاں سورۃ قرآن یا آیت قرآن فلاں امر کے لیے نافع ہے تو ہوسکتا ہے جو اعمال آیات سے مشائخ نے لکھے ہیں اور بطریق مرفوع ثابت نہیں ہیں ان کے جواز پر یہی حدیث دلیل ہے وَمَا یُدْرِیْکَ اَنَّھَا رُقْیَۃٌ ہاں کیفیت عمل میں کوئی ایسا امر آ کر شامل نہ ہو جو طریق شرعی سے بیگانہ سمجھا جائے یہی تلاوت ونفل وتعداد تکرار ونحوہا فقط۔'' (۲)

قبر پر بعد دفن کے سورہ بقرہ کا اول آخر پڑھے

نواب صاحب لکھتے ہیں:

(۱) کتاب التعویذات، ص ۴۷ (۲) کتاب التعویذات، ص ۵۳

''صحیح مسلم میں آیا ہے کہ عمرو بن عاص نے کہا تھا جب تم مجھ کو دفن کر چکو تو پاس میری گور کے اتنی دیر ٹھہرنا کہ اونٹ کو نحر کر کے اس کا گوشت تقسیم کرتے ہیں تا کہ میں تم سے استیناس کروں اور دیکھوں کہ میں اپنے رب کے قاصدوں کو کیا جواب دیتا ہوں؛ انتہی۔ پھر بعد دفن کے قبر پر اول وآخر سورہ بقرہ پڑھے رواہ البیہقی فی السنن عن ابن عمر نووی نے کہا اس کی اسناد حسن ہے گو ابن عمرؓ ہی کا قول ہو کیونکہ ایسی بات رائے سے نہیں کی جاتی یا عموم فضل تلاوت بقرہ سے استعلام کیا ہو بامید انتفاعِ میت بتلاوت بقرہ واللہ اعلم۔'' (۱)

مصیبت کے وقت رسول اللہ ﷺ کا تشریف لانا برائے دفع کربت

نواب صدیق حسن خاں لکھتے ہیں:

''ایک شخص صالح ایک کربت میں گرفتار تھے انہوں نے اس درود کا وظیفہ کیا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الطَّاھِرِ الزَّکِیِّ صَلٰوۃً تُحَلُّ بِھَا الْعُقَدُ وَ تُفَکُّ بِھَا الْکُرَبُ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کربت سے رہائی بخشی یہ بھی آیا ہے کہ کوئی دعا بے درود کے قبول نہیں ہوتی۔

مکمل حکایت قابل ذکر ہے

ایک شخص کا باپ بعض بلاد میں مر گیا اس کا منہ و بدن سیاہ ہو گیا پیٹ پھول گیا۔ اس نے کہا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ موت غربت اور اس کے باپ کے بدن پر ہاتھ پھیرا وہ سفید ہو گیا کہا تم کون ہو کہا میں تیرا نبی محمد رسولِ خدا ہوں ﷺ تیرا باپ مسرف تھا لیکن مجھ پر بہت

(۱) کتاب التعویذات، ص ۶۶

درود پہنچا تھا میں اس حالت کے دور کرنے کو آیا اس کی آنکھ کھل گئی دیکھا تو باپ کے بدن پر نور تھا اللہ کی حمد کی اور اچھی طرح کفن دفن کیا؛ انتہی

لب گوہر فشاں وا ہوں گے جب عرض شفاعت کو
تماشا گاہ محشر میں تکیں گے نیک منہ بد کا
بیٹھیں گے حسن گھڑی ساماں عشرت بزم جنت میں
کھلے گا حال امت کو ترے انعام بے حد کا
خدا بن مانگے کیا کیا نعمتیں دیتا ہے بندوں کا
ترا دست دعا ضامن ہے جب سے کل کے مقصد کا'' (۱)

نوٹ !

یہ حکایت نواب صاحب کی کتاب میں اسی طرح ہے۔ہم نے بغیر کسی ردو بدل کے نقل کر دی ہے۔

امام جعفر صادق کو علیہ السلام کہنا

نواب صاحب لکھتے ہیں:

جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے جو شخص اپنی دعا میں پانچ بار لفظ ربنا کہتا ہے اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔'' (۲)

(۱) کتاب التعویذات، ص ۷۷، ۷۸

(۲) کتاب التعویذات، ص ۷۹، ص ۱۳۶

دائیں کہنی پر لا الہ الا اللہ اور بائیں پر محمد رسول اللہ ﷺ لکھنا

دائیں پنڈلی پر جبریل اور بائیں پر میکائیل لکھنا

نواب صاحب لکھتے ہیں:

''اس کو تلیث بھی کہتے ہیں عموم غسل کرے اور چوب خرا سے یا کسی اور چوب سے اس کے ذراع ایمن پر لا الہ الا اللہ اور ذراع ایسر پر محمد رسول اللہ اور ساق ایمن پر جبریل اور ساق ایسر پر میکائیل اور شق ایمن پر اسرافیل اور شق ایسر پر عزرائیل لکھ دے وہ بہت جلد صحت پائے گا۔ وَهٰذَا مِمَّا جُرِّبَ وَصَحَّ اسی طرح پشت محموم پر اذان واقامت لکھے يَبْرَءُ سَرِيْعًا بِإِذْنِ اللهِ تَعَالٰى اس کا ذکر بعض علماء کبار نے کیا ہے تھوڑے لوگ اس کو جانتے ہیں۔'' (۱)

تنگی کے وقت حضرت خضر کا تشریف لانا

نواب صاحب لکھتے ہیں:

''بعض صالحین نے کہا ہے بعض مفاوز میں مجھ کو عطش شدید ہوا یہاں تک کہ میں تلف سے ڈرا اور مرنے کے لیے مستعد ہو بیٹھا اتنے میں آنکھ لگ گئی ایک کہنے والے نے کہا کہ تین بار يَا لَطِيْفًا بِخَلْقِهٖ يَا عَلِيْماً بِخَلْقِهٖ يَا خَبِيْرًا بِخَلْقِهٖ الْطُفْ بِيْ يَا لَطِيْفُ يَا عَلِيْمُ يَا خَبِيْرُ یہ تحفہ ابد ہے جب تجھ کو کچھ تنگی پیش آوے یا کوئی نازلہ نازل ہو تو اس کو کہا کہ یہ کہنا کافی شافی ہوگا۔ میں نے پوچھا تم کون ہو؟ میں خضر ہوں۔'' (۲)

(۱) کتاب التعویذات، ص ۸۲　　(۲) کتاب التعویذات، ص ۹۱

حاملہ پر سورہ یوسف باندھے

نواب صاحب لکھتے ہیں:

”سورہ یوسف کولکھ کرزن حاملہ پر باندھ دے مگر ایسا لکھے کہ کوئی حرف نہ مٹے ان شاء اللہ ذکر جمیل سعید معصوم مرضی خدا سے پیدا ہوگا۔“(۱)

بچہ پیدا کرنے کا ایک اور عمل

نواب صاحب لکھتے ہیں:

”ایک شخص نے حسن بصری سے کہا کہ میں اپنی بی بی سے صحبت نہیں کرسکتا ہوں دو بیضہ مشوی منگا کرکے ایک پر یہ آیت لکھی وَالسَّمَآءَ بَنَيْنَاهَا بَاَيْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ اور وہ انڈا مرد کو دیا۔ دوسرے پر لکھا وَالْاَرْضَ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُوْنَ☆ وہ عورت کو دیا اور کہا کھا جاؤ کام کرو وہ دونوں گویا ایک رسی میں بندے تھے کھل گئے۔ مطلب ان کا حاصل ہو گیا۔“ (۲)

شام سے صبح تک بیوی کے ساتھ مشغول رہنے کا نسخہ

نواب صاحب لکھتے ہیں:

”(ف) حکماء ہند نے کہا ہے جب کتا کتی سے منعقد ہو جائے تو فوراً اس کی دم جڑ سے کاٹ کر چالیس دن تک زمین میں گاڑ دے پھر اس کو نکالے وہ ایک ہڈی کی طرح پر ہوگی اس کو ایک دھاگے میں باندھ کر کمر سے لگانے سے انزال نہ ہوگا اور نہ تھکے گا اور نہ تعب پائے گا اگرچہ مغرب سے صبح تک مشغول رہے۔“ (۳)

(۱) کتاب التعویذات، ص۹۴ (۲) کتاب التعویذات، ص۹۴ (۳) کتاب التعویذات، ص۹۴۔۹۵

ولادت کی آسانی کے لیے عورت کی ران میں تعویذ باندھنا

نواب صاحب لکھتے ہیں:

''جس عورت کو درد زہ ہو تو پرچہ کاغذ میں یہ آیت لکھے وَاَلْقَتْ مَا فِیْهَا وَ تَخَلَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ اهیا اشرهیا اور اس پرچہ کو پاک کپڑے میں لپیٹے اور اس کی بائیں ران میں باندھے تو وہ جلد جنے گی، سیوطی نے درمنثور میں بروایت اعمش کہا ہے کہ یہ کلمہ اہیا شراھیا موسیٰ علیہ السلام کی دعا ہے اس کے معنی یہ ہیں اے زندہ قبل ہر چیز کے اور اے زندہ بعد ہر چیز کے۔ شفاء العلیل میں کہا ہے کہ اہیا بکسر ہمزہ واشر ہیا بفتح ہمزہ وشین معجمہ لفظ یونانی ہے۔ یعنی وہ ازلی کہ کبھی اس کو زوال نہیں اور شر ہیا بدون ہمزہ کے خطا ہے بزعم علماء یہود وکذا فی القاموس۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی نے فرمایا اگر اول سورت کو شیرینی پر حقت تک پڑھے اور حاملہ کو کھلا دے تو بھی جلد جنے انتہی۔ میں کہتا ہوں میں نے بارہا گڑ پر اس آیت کو پڑھ کر زنانِ اہل اسلام و کفر کو دیا ہے فی الفور اس کا اثر ظاہر ہوا کبھی تخلف سرعت ولادت میں نہ پایا وللہ الحمد اس کے سوا ایک یہ تدبیر بھی ہے کہ کتاب موطا تالیف امام مالک کو حاملہ سے لگاوے اللہ کے اذن سے جلد خلاصی ہو جاتی ہے۔ میں نے اس کا تجربہ بھی کیا ہے۔'' (۱)

(۱) کتاب التعویذات، ص ۱۰۶، ۱۰۷

عورت کے پیٹ اور شرم گاہ پر پانی چھڑکنا

نواب صاحب لکھتے ہیں:

''ایک پاک برتن میں اس آیت کو لکھ کر شکم وفرج پر چھڑک دے (کَاَنَّھُمْ یَوْمَ یَرَوْنَ مَا یُوْعَدُوْنَ لَمْ یَلْبَثُوْآ اِلَّا سَاعَۃً مِّنْ نَّھَارٍ بَلاَغٌ فَھَلْ یُھْلَکُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُوْنَ . کَاَنَّھُمْ یَوْمَ یَرَوْنَھَا لَمْ یَلْبَثُوْا اِلَّا عَشِیَّۃً اَوْ ضُحٰھَا. لَقَدْ کَانَ فِي قَصَصِھِمْ عِبْرَۃٌ لِّاُوْلِی الْاَ لْبَابِ) پھر دھو کر کچھ پانی اس عورت کو بھی پلا دے اس کو دیلمی نے ابن عباس سے رفعاً ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم بسندہ.'' (۱)

ولادت کی آسانی کے لیے

''شیخ محمد نازلی حقی کہتے ہیں میں نے ایک کاس پر آیۃ الکرسی وسورہ فاتحہ واخلاص اور یہ دعا لکھ کر پلائی فوراً بچہ پیدا ہو گیا اگر رکابی پر نہ لکھ سکے تو ورقہ لکھ کر دھو کر پلا وے یہاں تک کہ ایک عورت کو مدینے میں یہ اتفاق ہوا کہ نصف بچہ باہر آ گیا تھا اور نصف دو دن تک باقی تھا اور کوئی دوا کارگر نہ ہوتی تھی۔ روضہ مطہرہ میں آ کر وقت ضحیٰ مجھ سے کہا تو میں نے یہ عمل لکھ دیا۔ اس کا شوہر لے گیا فی الفور بچہ پیدا ہو گیا۔ ۱۲۶۱ھ سے ۱۲۸۶ھ تک اس کو بحمدہ تعالیٰ مجرب پایا دعا یہ ہے لَوْ اَنْزَلْنَا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَہٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ وَتِلْکَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُھَا لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِیْ کُلِّ لَمْحَۃٍ وَّنَفَسٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ اِنْتَھٰی.''(۲)

(۱) کتاب التعویذات، ص ۱۰۷

(۲) کتاب التعویذات، ص ۱۰۸

اگر دائیں ران پر آدم اور بائیں ران پر حوا لکھے تو احتلام نہ ہوگا (معاذ اللہ)

نواب صدیق حسن خاں صاحب لکھتے ہیں:

''اگر دہنی ران پر آدم اور بائیں ران پر حواء لکھے گا تو بھی احتلام سے بچا رہے گا۔ (۱)

نبی کریم ﷺ کی ذات پاک کا وسیلہ

''بعض علماء نے کہا ہے یہ ابیات فضل عظیم رکھتے ہیں بعض لوگ ایک امر عظیم میں پڑ گئے تھے اور جان سے تنگ آ گئے تھے اور کوئی حیلہ خاص کا تھا ایک شخص نے جس کو پہنچانتے نہ تھے یہ ابیات سکھائے اور کہا کہ ان کو مکرر پڑھو اللہ کی طرف سے کشف غمہ ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

وَكَمْ لِلّٰهِ مِنْ لُطْفٍ خَفِيٍّ ۔۔۔ يَدُقُّ خِفَاهُ عَنْ فَهْمِ الذَّكِيْ
وَكَمْ اَمْرٍ تَشَآءُ بِهٖ صَبَاحًا ۔۔۔ وَتَاْتِيْكَ الْمَسَرَّةُ فِي الْعَشِيِّ
اِذَا ضَاقَتْ بِكَ الْاَحْوَالُ يَوْمًا ۔۔۔ فَثِقْ بِالْوَاحِدِ الْفَرْدِ الْعَلِيِّ
تَشَفَّعْ بِالنَّبِيِّ فَكُلُّ عَبْدٍ ۔۔۔ يُغَاثُ اِذَا تَشَفَّعَ بِالنَّبِيِّ

شرجی نے ان ابیات کا ایک قصہ لکھا ہے جس میں ذکر فرج کرب و کشف غمہ ہے۔ یہ ابیات مشتمل ہیں استغاثہ باللہ اور تشفع بالنبی ﷺ پر ان کی تاثیر میں کون شک کر سکتا ہے تشفع برسول خدا ﷺ یہی ہے کہ اول و آخر ان ابیات کے درود شریف پڑھے۔'' (۲)

(۱) کتاب التعویذات، ص ۲۰۰

(۲) کتاب التعویذات، ص ۱۱۰

حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہما السلام کا وسیلہ

نواب صاحب لکھتے ہیں:

’’جو عورت سوا لڑکی کے لڑکا نہ جنتی ہو تو حمل پر تین مہینے گذرنے سے پہلے ہرن کی جھلی پر زعفران و گلاب سے اس آیت کو لکھے اَللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی وَمَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَکُلُّ شَيْءٍ عِنْدَہٗ بِمِقْدَارٍ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالِ پھر اس آیت کو لکھے یَا زَکَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامِ ۣاسْمُہٗ یَحْیٰی لَمْ نَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا پھر یہ لکھے بِحَقِّ مَرْیَمَ وَعِیْسٰی اِبْنًا صَالِحًا طَوِیْلَ الْعُمُرِ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ پھر وہ تعویذ حاملہ باندھ لے یہ توسل بانبیاء بکیفیت کذا کچھ مخالف شرع شریف نہیں ہے۔‘‘(۱)

حمل ٹھہرانے کا عجیب وغریب طریقہ

نواب صاحب لکھتے ہیں:

’’اس آیت ھُنَالِکَ دَعَا زَکَرِیَّا رَبَّہٗ قَالَ رَبِّ ھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ کو مشک وزعفران وگلاب سے ایک طرف بلور یا زجاج پر کاتب باوضو ہو کر لکھے پھر پانی میں گھول کر مرد عاقر یا زن عاقر کو تین دن تک پلائے اور عضد مرد وزن پر لکھ کر ریشم کے دھاگے سے باندھ دے اور وقت دخول فراش کے علیحدہ کر کے صحبت کر لے پھر نہا کر باندھ کے وہ شب اول ودوم یا سوم میں باذن اللہ تعالیٰ حاملہ ہو جائے گی اور اسی طرح اگر یہ آیت یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً وَّاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ

(۱) کتاب التعویذات، ص ۱۴۱

تَسَآءَ لُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا کوایک قطعہ حلوہ پر نصف شب کو شب جمعہ سے ایسی جگہ لکھ کر کوئی نہ دیکھے کھالے گا پھر بی بی سے جماع کرے گا تو تین بار کے اندر باذن خدا وہ حاملہ ہو جائے گی۔'' (۱)

عورت کے پیٹ پر لکیر کھینچے

نواب صاحب لکھتے ہیں:

''یہ بھی اس شخص معتمد نے مجھ کو خبر دی کہ جو عورت سوائے لڑکی کے لڑکا نہ جنتی ہو تو اس کے پیٹ پر گول لکیر کھینچے انگلی کے پھیرنے کے ساتھ ستر بار یا متین کہے ان شاء اللہ تعالیٰ لڑکا پیدا ہو گا۔''(۲)

شرم گاہ کے غسل کے پانی کے ساتھ نظر لگ جانے کا علاج

نواب صاحب لکھتے ہیں:

''جب نظر لگے اور نظر کا لگانے والا ثابت ہو جائے تو اس کے منہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں اور اس کی شرم گاہ کے غسل کے پانی کو ایک برتن میں لے کر اس پانی کو عیون (آنکھوں) پر چھڑکے تو اسی دم اچھا ہو جائے گا۔ اس کو بھی شرجیؒ نے ذکر کیا ہے اور اوپر گذر چکا ہے۔ اس کو امام مالکؒ نے مؤطا میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کے مانند روایت کیا ہے۔ مولانا فرماتے تھے صحیح مسلم میں رفعاً آیا ہے کہ نظر کا لگنا ٹھیک ہے اگر کوئی چیز تقدیر پر غالب ہوتی تو نظر غالب ہوتی اور جب کوئی تم سے دھلائے تو دھو دو کہ شاید

(۱) کتاب التعویذات، ص ۳۰۔۳۱ (۲) کتاب التعویذات، ص ۱۴۲

تمہاری ہی نظر لگی ہو اس کا برا ماننا عبث ہے۔

فائدہ:

عثمانؓ نے ایک خوبصورت لڑکا دیکھا کہا اس کی ٹھوڑی میں کالا ٹیکا لگا دو کہ اس کو نظر نہ لگے۔مولوی خرم علی صاحب مرحوم نے کہا ہے کہ یہ لڑکے کو کالا ٹیکا لگا دیتے ہیں معلوم ہوا کہ بے اصل بات نہیں واللہ اعلم انہتی ۔ میں کہتا ہوں لگانا سیاہ ٹیکے کا لڑکوں کو اثر مذکور سے ترمذی میں ثابت ہے۔مولوی صاحب مرحوم کو میں نے بھی دیکھا تھا میرے والد مرحوم کے معاصر و محبّ تھے بڑے موحد فقیہ متقی تھے۔ان کی بہت کتابیں ہیں،نصیحۃ المسلمین،ترجمہ قول الجمیل ،ترجمہ سر شہادتین،ترجمہ مشارق،ترجمہ در المختار،رسالہ جہاد وغیرہ غفر اللہ لنا و لھم.“(۱)

درود ناریہ اور درود تنجینا کے فوائد

نواب صاحب لکھتے ہیں:

صلوٰۃ تنجینا

”شیخ اکبر نے اس صیغہ درود کو ایک کنز کنوز عرش سے بتایا ہے اور کہا ہے کہ جو شخص اس کو جوفِ لیل میں ہزار بار پڑھے گا اس کی حاجت دنیاوی و دینی بہت جلد درجہ اجابت کو پہنچے گی جیسے برق خاطف یہ درود تریاق جسیم و اکسیر اعظم ہے امام صابونی و محمد بن سلیمان جزولی صاحب دلائل الخیرات نے اس کے اسرار و منافع بہت بیان کیے ہیں مولوی قطب الدین دہلوی کو اجازت اس صیغہ کی یوں تھی کہ ہر روز ستر بار واسطے قضائے حوائج کے پڑھے انہوں نے اجازت اس کی عام دی ہے صیغہ اس صلوٰۃ کا یہ ہے”اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُنْجِیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَ ھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ

(۱) کتاب التعویذات،ص ۱۴۳

اَلْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَآ اَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَآ اَقْصَى الْغَايَاتِ مِنَ الْخَيْرَاتِ فِى الْحَيَاةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ انْتَهٰى." بعض مشائخ نے کہا ہے جو کوئی اس درود شریف کو شب جمعہ میں ہزار بار پڑھے گا وہ حضرت ﷺ کو خواب میں دیکھے گا اور اس کے سارے حوائج پورے ہوں گے۔ بعض کا لفظ یہ ہے "مَنْ قَرَأَ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ اَلْفَ مَرَّةٍ فَرَّجَ اللّٰهُ هَمَّهٗ وَبَلِيَّتَهٗ بِبَرَكَةِ النَّبِيِّ ﷺ لفظ تنجینا بتخفیف وتشدید دونوں طرح پر مروی ہے۔ قرآن پاک میں بھی یہ مادہ بذکر دعا یونسؑ دونوں باب سے آیا ہے۔ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِى الْمُؤْمِنِيْنَ O وَاللّٰهُ اَعْلَمُ."

صلوٰۃ تفریحیہ قرطبیہ

"اس کو مغاربہ صلوٰۃ ناریہ کہتے ہیں اس لیے جب یہ درود ایک مجلس میں واسطے تحصیل مطلوب یا دفع مرہوب کے بعدہ ۴۴۴۴ پڑھی جاتی ہے تو وہ مقصد سرعت میں مثل نار کے حاصل ہوتا ہے ولہٰذا اس کو اہل اسرار "مِفْتَاحُ الْكَنْزِ الْمُحِيْطِ لِنَيْلِ مُرَادِ الْعَبِيْدِ" کہتے ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے خواص اس عدد کے ذکر کیے ہیں اور کہا ہے "اِكْسِيْرٌ فِى سَبَبِ التَّاثِيْرِ" مراد اس عدد سے چار ہزار چار سو چوالیس (۴۴۴۴) بار پڑھنا ہے۔ صیغہ اس درود کا یہ ہے "اَللّٰهُمَّ صَلِّ صَلٰوةً كَامِلَةً وَّسَلِّمْ سَلَامًا تَامًّا عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ تَنْحَلُّ بِهِ الْعُقَدُ وَتَنْفَرِجُ بِهِ الْكُرَبُ وَتُقْضٰى بِهِ الْحَوَائِجُ وَتُنَالُ بِهِ الرَّغَائِبُ وَحُسْنُ الْخَوَاتِمِ وَيُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ فِىْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَّنَفَسٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ" قرطبی نے کہا جو شخص اس درود کو ہر روز اکتالیس بار یا سو بار یا زیادہ بار پڑھا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے ہر ہم وغم کی

تفریح اور ہر کرب وضر کا کشف کر دے گا اور اس کا کام آسان اور اس کا حال اچھا اور اس کا رزق وسیع ہو جائے گا ابواب حسنات وخیرات کے اس پر مفتوح ہو جائیں گے، حوادثِ دہر و شر نکبات جوع وفقر سے امن میں رہے گا، اس کی محبت لوگوں کے دل میں ہوگی، وہ جو چیز اللہ سے مانگے گا وہ ملے گی، انتہیٰ شیخ محمد تونسویؒ کہتے ہیں: جو شخص اس درود کو ہر روز گیارہ بار پڑھے گا گویا آسمان سے رزق اترتا ہے، زمین سے رزق اگتا ہے۔ امام دینوریؒ نے کہا: ہر روز گیارہ بار پڑھنے سے مراتب علیہ ودولت غنیہ حاصل ہوگی اور اگر تین سو تیرہ بر واسطے کشف اسرار کے پڑھے گا تو مراد سے زیادہ دیکھے گا اور اگر ہر روز سو بار پڑھے گا تو غرض کو فوق المراد پائے گا۔

(ف) صیغے درودہائے ماثورہ کے قریب تیس کے ہیں جن کو مع سند کے کتاب نزول الابرار میں لکھا گیا ہے۔ اہل تفسیر وحدیث نے کہا ہے کہ صلوٰۃ والسلام آنحضرت ﷺ پر افضل عبادات واحسن حالات واعظم قربات واشرف مقامات ہے۔ ادب درود شریف کا یہ ہے کہ اس میں نام پاک اللہ اور اسم مبارک محمد اور لفظ آل واصحاب ہو ایک درود وسلام کا مکرر پڑھنا ذکر صلوات متعددہ سے افضل ہے۔ بعض خواص نے کہا ہے ”خُذْ حَرْفًا قُلْ اَلْفًا“ اور اثناء صلوٰۃ میں لفظ صلوٰۃ وسلام معاً ذکر کرے اور واسطے تکثیر ثواب کے اسم عدد بھی ذکر کرے جس طرح حدیث میں دوبارہ تسبیح وغیرہ آیا ہے۔ سبحان اللہ عدد کذا وکذا یہ سب آداب صلوٰۃ ناریہ میں بحمدہ تعالیٰ موجود ہیں غرضیکہ بعد تلاوت قرآن وذکر خدا کے کوئی وظیفہ ودعا بہتر درود شریف سے نہیں ہے۔ اس مسئلے کا بیان جیسا کہ کتاب نزول الابرار میں ہے ویسا کسی دوسری کتاب میں نہیں ہے۔“ (۱)

(۱) کتاب التعویذات، ص ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵

دعائے حزب البحر پڑھنے کی تلقین (۱)

ختم صحیح بخاری برائے دفع جملہ نوازل (۲)

ختم خواجگان، ختم مجدد الف ثانی، ختم قادریہ، ختم لا یلاف، ختم برائے میت

طریق ختم خواجگان

نواب صاحب لکھتے ہیں:

''یہ ختم جس نیت وقصد سے پڑھا جاتا ہے وہی مقصد حاصل ہوتا ہے طریقہ اس کا یہ ہے کہ پہلے ہاتھ اٹھا کر ایک بار سورہ فاتحہ پڑھے پھر سورہ فاتحہ کو مع بسم اللہ سات بار پڑھے پھر درود سو بار پھر الم نشرح مع بسم اللہ ہفت بار پھر سورہ اخلاص با بسم اللہ ہزار و یک بار پھر سورہ فاتحہ با بسم اللہ سات بار پھر درود سو بار پھر فاتحہ پڑھ کر ثواب اس ختم کا ارواح حضرات کو جن کی طرف یہ ختم منسوب ہے پیش کرے ان بزرگوں کی تعیین نام میں اختلاف ہے پھر اللہ تعالیٰ سے حصول مدعا بوسیلہ ان بزرگوں کے چاہے اور جب تک کام نہ ہو مداومت رکھے اللہ ہر مشکل کا آسان کرنے والا ہے اس ختم کو خواہ ایک شخص تنہا پڑھے یا زیادہ لوگ پڑھیں بطور تقسیم لکن رعایت عدد وتر کی اولیٰ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ وتر ہے وتر کو دوست رکھتا ہے خانقاہ

(۱) کتاب التعویذات، ص ۱۵۹ (۲) کتاب التعویذات، ص ۱۶۱

شریف مظہری کا دستور یہ تھا کہ بعد فاتحہ آخر کے دعا آواز بلند سے پڑھتے اور کہتے تھے کہ ہم نے ثواب ان کلمات کا جو اس حلقہ میں پڑھے گئے ہیں ارواح طیبات حضرات علیہ نقشبندیہ رضوان اللہ عنہم کو پیش کیا اور اللہ تعالیٰ سے ہم امداد و اعانت بواسطۂ ان حضرات کے چاہتے ہیں مجدد الف ثانی کے ختم میں بھی معمول دعا اسی طور پر تھا۔ میں کہتا ہوں کہ شیخ محمد بن علی نے خزینۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ امام جعفر صادقؓ وابو یزید بسطامیؒ وابو الحسن خرقانی اور جو بعد ان کے ہوئے ان سے تا شاہ نقشبند سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قضا حاجات وحصول مرادات و دفع بلا و قہر اعداء وحساد و رفع درجات و وصالی قربات وظہور تجلیات میں استعمال اس فائدہ جلیلہ واسرار غریبہ کا تریاق مجرب ہے طریقہ اس ختم کا یہ ہے کہ سو بار استغفار پڑھے اور سات بار فاتحہ اور سو بار درود اور ننانوے بار الم نشرح اور ہزار اور ایک بار سورہ اخلاص پھر سات بار فاتحہ پھر وقت تمام ہونے اس ختم کے سو بار درود پھر حاجت کا سوال کرے اور مقصود کا طالب ہو باذن اللہ وہ حاجت پوری ہوگی اور چار دن سے زیادہ تجاوز نہ کرے گی اور سات دن اس پر مداومت رکھے۔

وَقَالَ وَجَرَّبَهَا كَثِيْرٌ وَّلٰكِنْ اَوْصُوْا لِمَنْ وَصَلَ اِلٰى مُرَادِهٖ اَنْ لَّا يَفْشِيَ سِرَّهٗ لِاَحَدٍ مِّنَ السُّفَهَاءِ لِئَلَّا يَسْتَعْمِلُوْا فِيْمَا حُرِّمَ ثُمَّ كَانَ ذٰلِكَ التَّرْتِيْبُ عَادَةً لَّهُمْ يُدَاوِمُوْنَهَا وَيَعْمَلُوْنَ بِهَا كُلَّ يَوْمٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ صَبَاحًا وَّمَسَآءً اَوْ دُبُرَ كُلِّ الْمَكْتُوْبَاتِ الْخَمْسِ فَعَادَاتُ السَّادَاتِ سَادَاتُ الْعَادَاتِ وَمَنْ خَالَطَ السَّادَاتِ يَنَالُ السِّيَادَةَ وَالسَّعَادَةَ وَهُوَ اَعْظَمُ الرُّكْنِ وَاَفْضَلُ الْوِرْدِ الْمَخْصُوْصِ فِى الطَّرِيْقَةِ النَّقْشَبَنْدِيَّةِ بَعْدَ اسْمِ الذَّاتِ وَنَفْيِ الْاِثْبَاتِ كَذَا ذَكَرَهٗ اَبُو السَّعُوْدِ انتهى. محررِ سطور اگرچہ کسی شیخ کا مرید نہیں لیکن آباء ومشائخ میرے سب نقشبندیہ گذرے ہیں اگرچہ ان کو اجازت جملہ سلاسل سلوک کی بھی حاصل تھی۔ اس

لیے میں نے اس ختم کا اس جگہ ذکر کرنا مناسب جانا بابت اس ختم کے لاتقف عنداحد میں خزینۃ الاسرار میں تفصیل اس اجمال کی لکھی ہے اور طریقہ مجددیہ کو بھی بابت اس ترتیب کے ذکر کیا ہے والد مرحوم میرے نقشبندی تھے اور قاضی محمد علی شوکانی بھی نقشبندی تھے اور اہل خاندان شاہ ولی اللہ محدثؒ اور مرزا مظہر جان جاناںؒ بھی اسی طریقہ علیہ پر تھے۔ وللہ الحمد۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے فرمایا ہے کہ دراعمال مشائخ ختم خواجگان نیز مجرب است و طریقه او معروف و مشهور و ختم ''یَا بَدِیْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَیْرِ یَا بَـدِیْـعُ '' ایک ہزار ودو صد بار دراول وآخر درود شریف صد بار نیز خواہ تنہا خواہ بجماعت نیز مجرب است انتہی ۔ایک طریقہ ختم خواجگان کا یہ ہے کہ رسوا دورد کے ہر چیز کو مع تسمیہ پڑھے فاتحہ سات بار درود ایک سو بار الم نشرح انہتر بار اخلاص ایک ہزار ایک بار پھر فاتحہ سات بار درود ایک سو بار اور کسی قدر شیرینی پر فاتحہ حضرات مشائخ پڑھ کر تقسیم کر دے۔ واللہ اعلم''

ختم حضرت مجدد شیخ احمد سرہندیؒ

''یہ ختم واسطے حصول جمیع مقاصد وحل مشکلات کے مجرب ہے پہلے سو بار درود پڑھے پھر پانچ سو بار ''لاحـول ولا قـوة الا بـالله'' بلاکم وبیش پھر سو بار درود اس ختم کو ہمیشہ پڑھتا رہے یہاں تک کہ مطلب حاصل اور مشکل حل ہو۔ مرزا صاحب قدس سرہٗ نے قاضی ثناء اللہ مرحوم کو لکھا تھا کہ ختم خواجگان وختم مجددؒ ہر دن بعد حلقہ صبح کو لازم کرلو۔''

ختم قادریہ

''اس کو مشائخ نے واسطے برآمد امر مہم کے مجرب سمجھا ہے عروج ماہ میں پنجشنبہ سے شروع کر کے تین دن تک پڑھے بسم اللہ معہ فاتحہ وکلمہ تمجید ودرود وسورہ اخلاص ہر ایک کو ایک سو گیارہ بار پھر شیرینی پر فاتحہ پڑھ کر اور ثواب اس کا روح پر فتوح آنحضرت و مشائخ

طریقت کو دے کر تقسیم کرے۔“

دیگر ختم قادریہ

”پہلے دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورہ اخلاص گیارہ بار پھر بعد سلام کے یہ درود ایک سو گیارہ بار پڑھے ”اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مَّعْدنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ “ پھر شیرینی پر فاتحہ شیخ جیلانیؒ پڑھ کر تقسیم کر دے۔“

ختم لا یلاف

”اس کا بہ نیت رفع شر گیارہ بار یا ایک سو ایک بار پڑھنا اور اول و آخر پانچ بار درود پڑھنا بعد نماز فجر مجرب ہے۔ وللہ الحمد“

ختم برائے میت

جس کے پاس ختم قرآن یا تہلیل ہو اس سے کہے کہ دس بار قل ھو اللہ بسم اللہ سمیت پڑھے پھر دس بار درود پھر دس بار ”سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ“ پھر دس بار ”اَللّٰھُمَّ اغْفِرْہُ وَارْحَمْہُ “ پھر ہاتھ اٹھا کر سورہ فاتحہ پڑھ کر آواز بلند سے کہے کہ ثواب ان کلمات طیبات کا جو اس حلقہ میں پڑھے گئے اور ثواب ختم قرآن، تہلیل کا فلاں کی روح کو پیش کیا۔ لوگ حلقے کے یوں کہیں ”رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ.“ (۱)

(۱) کتاب التعویذات، ص ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴

باب نہم

فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کی چند مشہور شخصیات

سر سید احمد خاں اور وہابی تحریک

اٹھارویں صدی عیسوی میں انگریزوں کی ہوس ملک گیری کھل کر سامنے آئی اور مغل حکومت کی کمزوری سے انہوں نے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔جنگِ پلاسی اور جنگِ بلکسر کے بعد تو ان کے اقتدار و استیلاء کا سیلاب پورے زور کے ساتھ بڑھتا تا آنکہ ۱۸۰۳ء میں انہوں نے دہلی پر قبضہ کر لیا اور تھوڑی ہی مدت میں ملک کے دوسرے بڑے بڑے حصوں پر بھی قابض ہو گئے۔

دہلی پر انگریزوں کے قبضہ کے بعد حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی (متوفٰی ۱۲۳۹ھ) نے دارالحرب کا فتویٰ مرتب کیا۔(۱)

اور اسی فتوے سے ملک کے دوسرے علماء نے بھی اتفاق رائے ظاہر کیا یہاں تک کہ یہ آواز دہلی سے ٹھٹہ (سندھ) تک پہنچی۔اس سے شاہ عبدالعزیز دہلوی کی سیاسی بیداری اور افکار کا اندازہ ہوتا ہے۔اسی زاویۂ نظر کے تحت جماعت مجاہدین نے سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید کی امارت و قیادت میں ملک سے غیر ملکی اقتدار کو نیست و نابود کرنے کی کوشش کی اور انہوں نے ایک اصلاحی اور سیاسی پروگرام کے ذریعہ ملک میں بیداری کی روح پھونک دی اور ان کی صدائے جہاد سے پورا ملک گونج اٹھا، از بنگال تا یاغستان اور از دہلی تا مدراس تحریک کے ڈنکے بج گئے۔اس تحریک کے قائدین نے پہلے یہ طے کیا کہ پنجاب سے سکھوں کا خاتمہ کیا جائے جن کے مظالم نے اس علاقے کے لوگوں کی زندگیاں اجیرن بنا دی تھیں اور اس کے بعد انگریزوں سے نبٹا جائے اور پھر ملک میں مسلم اقتدار کو بحال کیا جائے۔۱۸۳۱ء میں سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید بالاکوٹ کے میدان میں شہید ہو

(۱) فتاویٰ عزیزی، مطبع مجتبائی دہلی، ص ۱۶۔۱۷

گئے۔ان کی شہادت نے اس تحریک کواور آ گے بڑھایا اور تحریک مجاہدین کی قیادت صادق پور (پٹنہ) کے مولانا ولایت علی (متوفی ۱۲۶۹ھ/۱۸۵۲ء) اور عنایت علی (۱۲۷۴ھ/ ۱۸۵۸ء) نے سنبھالی۔ چونکہ ۱۸۴۹ء میں پورے پنجاب پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا لہٰذا اس کے بعد سے تحریک جہاد کا ایک نیا موڑ شروع ہوا اور اب مقابلہ سکھوں کی بجائے انگریزوں سے شروع ہو گیا اور سرحدی جھڑپیں جاری رہیں۔ سرحد کے جہاد کے لیے مجاہدین، رقوم اور سامان اندرون ملک سے جاتا تھا۔ بنگال و مدراس سے سرحد تک ایک سلسلہ بندھا ہوا تھا، صادق پور اور تھانیسر اس تحریک کے خاص مقامات تھے،۱۸۶۳ء میں امبیلا کی لڑائی میں انگریزوں کوسخت منہ کی کھانی پڑی اور اس میں جنرل چیمبرلین سپہ سالار مارا گیا۔

اب انگریزی حکومت کو مجاہدین کی طاقت اور ان کی منظّم تحریک کا اندازہ ہوا۔ اب حکومت نے باقاعدہ اور منظّم منصوبے کے تحت مجاہدین کی تحریک پر توجہ کی اور ان کے خلاف مستقل مہم جوئی شروع کر دی۔ انبالہ (۱۸۶۴ء) پٹنہ (۱۸۶۵ء)، مالدہ (۱۸۷۰ء)، راج محل (۱۸۷۰ء) اور پٹنہ (۱۸۷۱ء) میں سے بہت علماء، تجار اور مبلغین پر بغاوت اور سازش کے الزام میں مقدمے چلائے گئے، ان کو ''وہابی'' کے نام سے بدنام کیا گیا۔ انگریزوں نے خود مسلمانوں میں سے ایک گروہ ایسا پیدا کر دیا جس نے ان کے خلاف اتہامات ونفرت کا ایک طوفان کھڑا کر دیا، مساجد کے دروازے ان پر بند کر دیئے گئے، معاشرتی طور پر ان کی تخفیف کی گئی، ان کے خلاف فتاوے مرتب ہوئے، اس تحریک کے خاص اکابر مولانا احمد اللہ صادق پوری (متوفی ۱۸۸۱ء)، مولوی یحییٰ علی صادق پوری (متوفی ۱۸۶۸ء) اور مولوی عبدالرحیم صادق پوری (۱۹۲۲ء) اور مولوی محمد جعفر تھانیسری (متوفی ۱۹۰۵ء) وغیرہ کو حبسِ دوام بعبور دریائے شور کی سزا دی۔ وہابی اور باغی مترادف الفاظ قرار پائے۔

سر عبدالرحیم لکھتے ہیں۔

''بنگال میں وہابی تحریک کے بعد جو عمل اختیار کیا گیا اس سے مسلمان جاگیردار اور زمینداروں کی تمام املاک جو وسعت میں تمام بنگال کی ایک چوتھائی تھی' گورنمنٹ انگلشیہ نے ضبط کرلیں، اس پالیسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہماری ملت کے سیکڑوں خوش حال خاندان نانِ شبینہ کو محتاج ہو گئے اور ہماری قوم کے ہزاروں افراد بے کسی اور مفلسی میں دربدر پھرنے لگے''۔ (۲)

اس زمانے میں انگریز ڈبلو ڈبلز ہنٹر نے انگریزی زبان میں ایک کتاب ''ہمارے ہندوستانی مسلمان، کیا وہ اپنے ضمیر کے مطابق ملکہ کے خلاف بغاوت کرنے پر مجبور ہیں'' لکھی۔ اس میں اس نے بڑی چابک دستی سے ''وہابیوں'' کے مقدمے کو پیش کیا بظاہر ہمدردی کا بھی اظہار کیا، مگر اس نے دلائل و براہین سے ثابت کیا کہ ''وہابی'' (مجاہدین) اپنے عقائد میں جمہور مسلمانوں سے علیحدہ ہیں اور اپنے عقیدے کے مطابق مجبور ہیں کہ وہ ملک سے بغاوت کریں۔ ظاہر ہے کہ یہ بات ان مجاہدین کے سخت خلاف تھی اور گمان یہ ہوا کہ انگریزی حکام اس کتاب کے مندرجات کی روشنی میں پالیسی وضع کریں گے۔ ملتِ اسلامیہ کے دل سے وہ زخم ابھی مندمل نہیں ہوئے تھے جو انگریزوں نے بطور انتقام اس کو پہنچائے تھے کہ اب ہنٹر نے ایک شوشہ چھوڑ دیا بلکہ اس کی یہ کتاب جلتی پر تیل کا مصداق تھی۔ سرسید احمد خاں نے جب اس کتاب کو پڑھا تو وہ سینہ سپر جو کر میدان میں نکل آئے، اور اس کے جواب میں تیاری شروع کردی۔ سرسید احمد خاں نے غور و فکر کے بعد یہ طے کرلیا تھا کہ انگریزوں کی پائیدار اور مستقل حکومت قائم ہو جانے کے بعد اب حالات ایسے ہیں کہ مسلمانوں کو انگریزوں سے مل کر رہنا چاہیے اور امن و امان کی زندگی گذارنی چاہیے، راعی

(۱) خطبۂ صدارت آل انڈیا مسلم لیگ ۱۹۲۵ء، منعقدہ علی گڑھ' اردو ترجمہ عبدالرشید' علی گڑھ ۱۹۲۵ء

اور رعایا کی غلط فہمی دور ہونی چاہیے۔ اور کچھ دنوں کے لیے مسلمانوں کو سیاست سے بالکل کنارہ کشی اختیار کر لینی چاہیے اور گورنمنٹ کے دل میں اپنی وفاداری کا پورا نقش بٹھا دینا چاہیے تاکہ مسلمانوں سے انگریز کی بدظنی دور ہو جائے اور مسلمان کو انگریزی تعلیم اور مغربی علوم وفنون کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔

شاید یہاں یہ ذکر بھی بے محل نہ ہو کہ ہندوستان کے مسلمان غالب اکثریت میں فقہ حنفی کے ماننے والے ہیں' خواص اور علماء میں بعض حضرات اہلِ حدیث بھی گذرے ہیں۔ مولوی محمد اسماعیل شہید نے اس فکر کو خاص طور سے بڑھایا اور اپنے متبعین کی ایک جماعت پیدا کر لی حالانکہ جماعت مجاہدین میں اہل حدیث اور حنفی گروہ کے لوگ موجود تھے، سید احمد شہید کا رجحان تو واضح طور سے حنفیت کی طرف تھا اور مولانا ولایت علی صادق پوری کا بھی یہی مسلک تھا، انہوں نے ایک موقع پر فرمایا:

''میں حنفی المذہب ہوں اور مسئلہ متفق علیہ ہے کہ اگر کوئی حنفی کسی حدیثِ صریح غیر منسوخ کو دیکھ کر کسی فقہی مسئلہ کے خلاف عمل کرے تو وہ مذہب حنفی سے خارج نہیں ہوتا''۔(۱)

اور یہی طریقہ ان کے مریدوں کا تھا۔(۲)

غرض جب انگریزوں نے دار و گیر کا سلسلہ شروع کیا اور ہنٹر کی کتاب نے اس آگ کو اور بھڑکایا تو سر سید احمد خاں مدافعت کے لیے میدان میں نکل آئے اور اعلان کیا کہ میں وہابی ہوں اور اپنے عقائد کی رو سے انگریزی حکومت کا وفادار ہوں اور کوئی وہابی از روئے عقائد انگریزی گورنمنٹ سے بغاوت نہیں کر سکتا، اور امر واقعہ یہ ہے کہ سر سید احمد خاں اہلِ حدیث تھے۔

(۱) تذکرۂ صادقہ' پٹنہ ۱۹۶۴ء' ص ۱۵۷ (۲) تذکرۂ صادقہ' پٹنہ ۱۹۶۴ء' ص ۱۵۵

انہوں نے آثار الصنادید میں مولوی محمد اسماعیل شہید کا ذکر بڑی عقیدت اور احترام سے کیا ہے۔(۱)

سرسید احمد خاں نے اسی فکر سے متاثر ہو کر ۱۸۴۹ء کو ایک رسالہ کلمۃ الحق پیری مریدی کے خلاف لکھا اور ۱۸۵۰ء میں دوسرا رسالہ راہِ سنت اور ردِّ بدعت لکھا جس کے متعلق خواجہ الطاف حسین حالی لکھتے ہیں:

''یہ رسالہ وہابیت کے جوش میں اہل بدعت کے خلاف متبعین سنت کی تائید میں لکھا''۔(۲)

سرسید احمد خاں ان خیالات کے بڑے مبلغ تھے چنانچہ جماعتِ اہل حدیث کے سرخیل شمس العلماء شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی (متوفی ۱۹۰۲ء) کو بھی ''نیم چڑھا وہابی'' سرسید احمد خاں نے ہی بنایا تھا۔ چنانچہ سرسید احمد خاں ایک ممتاز اہلِ حدیث عالم مولانا محمد ابراہیم آروی (متوفی ۱۳۲۲ھ) کو اپنے ایک مکتوب مورخہ ۱۰ فروری ۱۸۹۵ء میں لکھتے ہیں:

''جناب سید نذیر حسین دہلوی صاحب کو میں نے ''نیم چڑھا وہابی'' بنایا ہے۔ وہ نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ مگر اس کو سنتِ ہدیٰ جانتے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ نہایت افسوس ہے کہ جس بات کو آپ کو نیک جانتے ہیں، لوگوں کے خیال سے اس کو نہیں کرتے۔ جناب ممدوح میرے پاس تشریف لائے تھے۔ جب یہ گفتگو ہوئی میں نے سنا کہ میرے پاس سے اٹھ کر وہ جامع مسجد میں عصر کی نماز پڑھنے گئے اور اس وقت سے رفع یدین کرنے لگے''۔(۳)

(۱) آثار الصنادید، کراچی ۱۹۵۷ء، ص ۱۱۹ (۲) حیاتِ جاوید، لاہور ۱۹۵۰ء، ص ۱۱۹

(۳) مکتوبات سرسید، مرتبہ شیخ محمد اسماعیل، پانی پتی، مجلس ترقی ادب لاہور، ۱۹۵۹ء، ص ۶۴۹-۶۵۰

سر سید احمد خاں نے اپنے کو ''غالی وہابی'' قرار دیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''میں نے وہابیوں کی تین قسمیں قرار دی ہیں، ایک وہابی، دوسرے وہابی کریلا اور تیسرے وہابی کریلا اور نیم چڑھا اور میں اپنے تئیں تیسری قسم قرار دیتا ہوں''۔(۱)

سر سید احمد خاں نے ہنٹر کا جواب دیتے ہوئے صاف طور پر لکھا کہ:

''میں خود وہابی ہوں اور وہابی ہونا جرم نہیں بلکہ گورنمنٹ کی بدخواہی اور بغاوت جرم ہے''۔(۲)

سر سید احمد خاں نے نہایت مفصل اور مدلل طریقے سے ثابت کیا کہ ہنٹر نے وہابیوں کے متعقدات، سیاسی کردار اور جہاد کی جو تصویر پیش کی ہے وہ غلط ہے اور اس میں ظن وتخمین کو زیادہ دخل ہے اور واقعات کے بالکل خلاف ہے بلکہ ہنٹر کی بعض موٹی موٹی غلطیاں ظاہر کر کے اس کی علمی قابلیت کا بھی بھانڈا پھوڑ دیا۔

سر سید احمد خاں نے ڈاکٹر ہنٹر کی کتاب پر جو تبصرہ لکھا وہ پہلے الٰہ آباد کے مشہور انگریزی اخبار پانیر کی مختلف اشاعتوں میں شائع ہوا اور اس کے بعد سائنٹفک سوسائٹی علی گڑھ کے اخبار انسٹی ٹیوٹ گزٹ کی ۱۴، اشاعتوں (۲۴ نومبر ۱۸۷۱ء تا ۲۲ نومبر ۱۸۷۲ء) میں شائع ہوا۔ سوسائٹی کے اخبار میں انگریزی متن کے ساتھ اردو ترجمہ بھی شائع ہوا۔ اسی زمانے میں ایک اہلِ حدیث ذی علم رئیس حافظ احمد حسین بدایونی (متوفٰی ۱۸۸۷ء) (وکیل ٹونک) لندن میں تھے، انہوں نے سرسید کے اس ریویو کو اردو ترجمے کے ساتھ لندن میں کتابی صورت میں شائع کیا اور انگریزوں کی سوسائٹی میں اس کا بہت اچھا اثر ہوا۔

(۱) مکتوبات سرسید، مرتبہ شیخ محمد اسماعیل، پانی پتی، مجلس ترقی ادب لاہور، ۱۹۵۹ء، ص ۶۴۹

(۲) حیاتِ جاوید، الطاف حسین حالی، ص ۲۳۲

حالی لکھتے ہیں:

''اس ریویو کے شائع ہونے سے لوگوں کی طبیعتوں کا ایسا حال ہو گیا تھا کہ جیسے جلتی اور بھڑکتی آگ پر کوئی پانی ڈال دے''۔(۱)

ذی علم انگریزوں نے اس ریویو کو سراہا، جن میں سر ولیم میور کا نام خاص طور سے قابلِ ذکر ہے۔(۲)

غرض اس ریویو سے وہابیوں کی مخالفت کا زور کم ہو گیا اور بڑی حد تک انگریزوں کی بدظنی ختم ہو گئی۔ خواجہ الطاف حسین حالی لکھتے ہیں:

''ڈاکٹر ہنٹر کی کتاب کا ریویو...... سر سید کی ان جلیل القدر خدمات میں سے ہے جس کے شکر سے تمام ہندوستان کے مسلمان عموماً اور وہابی مسلمان خصوصاً کبھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتے، چونکہ اس ریویو میں سر سید نے اپنے وہابی ہونے کا اقرار کیا تھا، اس لیے انگریزوں کی بدگمانی وہابیوں کی نسبت بالکل جاتی رہی تھی''۔(۳)

اس سلسلے میں خواجہ حالی ایک واقعہ لکھتے ہیں:

''۱۸۷۱ء میں مسٹر گریفن ڈپٹی کمشنر لاہور نے منشی قادر بخش خاں تحصیل دار چونیاں کو ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ کی رپورٹ پر بجرم وہابیت مواخذہ کر کے صاحب فنانشیل کمشنر کے پاس بھیجا اور کرنل ڈیوس کو جو اس وقت کمشنر تھے، یہ معلوم ہوا کہ قادر بخش کا وہی مذہب ہے جو سید احمد خان کا ہے تو انہوں نے فنانشیل کمشنر سے سفارش کر کے ان کی تبدیلی قصور میں کروا دی۔ اس کے بعد جب ان کی تبدیلی قصور سے ہونے لگی تو مسٹر ابرائن اسسٹنٹ کمشنر قصور نے ان کو جو سرٹیفکیٹ بغرض صفائی کے دیا تھا اس میں بڑا ثبوت ان کی صفائی کا یہ لکھا تھا کہ

(۱) حیاتِ جاوید، الطاف حسین حالی، ص ۲۳۳ (۲) تذکرہ سرسید' لاہور' ۱۹۶۳ء' ص ۱۶۱۔۱۶۲

(۳) الطاف حسین حالی، ص ۴۰۸

یہ شخص وہی مذہب رکھتا ہے جو سید احمد خاں صدر الصدور اضلاع شمال مغرب کا مذہب ہے اور اس لیے اس کی نسبت بدخواہی سرکار کا اشتباہ محض لغو ہے''۔(۱)

سر سید احمد خاں نے وہابیوں کی مدافعت کے جوش میں مسلم حکمرانوں کے متعلق بعض ایسی باتیں لکھ دیں جو تاریخی حقائق کے خلاف تھیں، سر سید احمد خاں خود بھی اس بات کو سمجھتے ہوں گے اور مصلحتِ وقت کے تحت انہوں نے یہ تصویر پیش کرنی ضروری سمجھی ہوگی تا کہ وہابیوں سے انگریزوں کی بدظنی دور ہو جائے۔(۲)

سر سید احمد خاں نے تفصیل سے بتایا کہ ہم مستامن گورنمنٹ کے ماتحت رہنے میں جس کی حکومت میں ہمیں ہر طرح کی مذہبی آزادی حاصل ہے اس لیے جہاد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور وہابیوں کی سرگرمیوں کے پانچ ادوار قائم کر کے ان کی پوری پوری مدافعت کی اور ان کے سر سے سارے الزامات دفع کیے۔ اور بتایا کہ وہابیوں نے سرحد پر جو جہاد کیا تھا، وہ سراسر سکھوں کے خلاف تھا اور ان کا مقصد انگریزوں کے خلاف جہاد کرنا تھا ہی نہیں۔ اس طرح سر سید احمد خاں نے سب سے پہلے وہابی تحریک یعنی مجاہدین کی تحریک کے متعلق یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ یہ جہاد سکھوں کے خلاف تھا، چنانچہ بعد کو اس تحریک کے دوسرے ممتاز وکیلوں اور مورخوں مثلاً مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی (ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ' لاہور)، مولوی عبدالرحیم صادق پوری (مؤلف تذکرہ صادقہ) اور مولوی محمد جعفر تھانیسری نے بھی ان ہی خیالات کا اظہار کیا اور آخر الذکر نے تو یہ ستم کیا کہ اصل مواد میں بھی کتر بیونت کر دی اور اس تحریک کے اکابر کے خطوط میں ''فرنگی'' کی بجائے ''سکھ'' لکھ مارا۔

سر سید احمد خاں نے پورے طور سے جہاد کے خلاف لکھا، وہابیوں کو وفادار ثابت کیا،

(۱) الطاف حسین حالی، ص ۴۰۸۔۴۰۹

(۲) سرکشی ضلع بجنور، مقدمہ از ڈاکٹر سید معین الحق، سلمان اکیڈمی، ۱۹۶۲ء، ص ۸۶۔۸۷

اور پھر اپنی پالیسی کے تحت ان میں مغربی علوم اور انگریزی زبان کی اشاعت کی کوشش کی اور اس کا خاطر خواہ اثر ہوا، اس اعتبار سے جب ہم اس جماعت کا جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس جماعت نے بڑی حد تک سرسید احمد خاں کی پالیسی کو اپنایا، جہاد کی منسوخی کا اعلان کیا، من حیث الجماعت اپنی وفاداری کو ثابت کیا اور کسی نہ کسی حد تک مغربی علوم و زبان کی اشاعت بھی ضروری سمجھی۔

اس زمانے میں اس تحریک اور جماعت کے تین مراکز (صادق پور، دہلی اور پنجاب) تھے اور ان تینوں مراکز میں سرسید احمد خاں کے خیالات اور پالیسی کا اثر ونفوذ ہوا۔ اگرچہ سرسید کے جدید مذہبی خیالات سے ان لوگوں نے پورے طور سے برأت ظاہر کی بلکہ رد بھی کیا مگر سیاسی اعتبار سے ان کے ہم نوا رہے۔

علمائے صادق پور میں تحریک جہاد کے امیر مولانا ولایت علی کے فرزند شمس العلماء مولوی محمد حسن ذبیح پہلے شخص ہیں۔ جنہوں نے سرسید احمد خاں کی تحریک اور پالیسی کو اپنایا اور پٹنہ میں انگریزی تعلیم کا اجراء کیا، مولوی محمد حسن صاحب کے تعلقات سرسید احمد خاں کے ساتھ خوب تھے، مولوی محمد حسن صاحب بہ سلسلہ تجارت کچھ دنوں کلکتہ میں مقیم رہے تو وہاں سرسید احمد خاں کے دوست اور ان کی تحریک کے سرگرم کارکن خان بہادر نواب عبداللطیف خان (متوفی ۱۸۹۳ء) سے بھی خوب روابط رہے، مولوی اشرف علی صادق پوری کے نام ایک خط میں سرسید احمد خاں لکھتے ہیں:

''مولوی محمد حسن کی خدمت میں سلام مسنون''(۱)

مولوی محمد حسن کے متعلق تذکرۂ صادقہ کے مؤلف لکھتے ہیں:

''علوم مغربی سے بھی شوق تھا جو کتابیں علوم مغربی کی اردو ترجمہ ہوگئی ہیں' ان کا

(۱) مکتوبات سرسید ص ۶۵۹

مطالعہ کیا کرنے جب آپ کو مقدمہ (مجاہدین) اور تحصیل علوم سے فرصت ہوتی تمام مسلمانوں اور خالصۃً اپنے خاندان کی ترقی کی طرف متوجہ ہوتے، اس وقت آپ کو دو مشکلوں سے سامنا پڑا ایک تو گورنمنٹ کی بدظنی تمام مسلمانوں سے عموماً اور اس خاندان سے خصوصاً اور دوسرے اس باقی ماندہ لوگوں کے تمام فرقہ اہل حدیث کے متعصّبانہ حالات اس لیے مولوی صاحب نے یکم مارچ ۱۸۸۴ء ایک اسکول محمڈن اینگلو عربک کے نام سے جس میں انگریزی عربی اور دینیات دونوں کی تعلیم دی جائے قائم کیا تا کہ مسلمان علوم مغربیہ سے اپنے دماغوں کو روشن کریں اور ان کے متعصّبانہ خیالات دفع ہوں''۔(۱)

اس مدرسہ کے لیے پٹنہ میونسلپٹی نے سو روپے ماہوار مدد دی اور گورنمنٹ نے مزید برآں سو روپے ماہوار امداد منظور کی اور وہابی فنڈ سے پندرہ ہزار روپے دیے اور پانچ ہزار روپے تعمیر مکان کے لیے منظور کیے اور ۱۸۸۷ء میں بنگال سے لیفٹیننٹ گورنر اسپورٹ بلی صاحب تقسیم انعامات کے لیے آئے۔(۲)

مولوی محمد حسن نے علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ کے انداز پر پٹنہ سے ایک اخبار بھی جاری کیا مؤلف تذکرہ صادقہ لکھتے ہیں:

''جولائی ۱۸۸۴ء ایک اخبار پٹنہ انسٹی ٹیوٹ گزٹ جاری کیا تا کہ گورنمنٹ کو اپنے اغراض سے آگاہ کریں اور اس کے مفید آرٹکلوں سے لوگوں کے خیالات کی تہذیب و درستگی کریں''۔(۳)

مولوی محمد اسحاق بن حکیم ارادت حسین نے انسٹی ٹیوٹ گزٹ کو جاری رکھا جس میں ایک کالم میں اردو اور دوسرے کالم میں انگریزی ہوتی تھی، یہ اخبار خاصا مقبول ہوا اور بعد میں انہوں نے اس اخبار کو روزانہ کر دیا تھا۔(۴)

(۱) تذکرۂ صادقہ (۲) تذکرۂ صادقہ ص۲۱۲ (۳) تذکرۂ صادقہ ص۲۱۲ (۴) تذکرۂ صادقہ ص ۳۰۷

مولوی محمد حسن کا ارادہ محمڈن اینگلو عربک اسکول کو کالج تک ترقی دینے کا تھا کہ ۱۸۸۹ء میں ان کا انتقال ہو گیا۔ مولوی محمد حسن کی اس پالیسی کو انگریز گورنمنٹ نے بھی پسند کیا، مؤلف تذکرہ صادق لکھتے ہیں:

''گورنمنٹ نے ان کی خدمات کی قدر کر کے ان کے صلے میں ۱۸۸۸ء میں آپ کو خطاب شمس العلماء مع خلعت کے عطا فرمایا''۔(۱)

شمس العلماء مولوی محمد حسن مرحوم نے اپنے خلفِ اکبر محمود حسن اور بھتیجے آیت اللہ کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے لندن بھیجا اور مولوی محمد یوسف جعفری اور مولوی محمد مبین کو تعلیم دلانے کی غرض سے گورنمنٹ سے انگلینڈ جانے کی منظوری دلائی مگر آخر الذکر دونوں حضرات ذاتی موانع کی وجہ سے نہ جا سکے۔

مولوی محمد یوسف جعفری اس خاندان کے نہایت لائق فرزند تھے، انہوں نے پٹنہ کالج اور علی گڑھ کالج میں باقاعدہ مغربی علوم کی تحصیل کی۔(۲)

اینگلو عربک اسکول (پٹنہ) کے ہیڈ مولوی رہے اور پٹنہ انسٹی ٹیوٹ گزٹ کے چھ سال تک ایڈیٹر رہے۔ ۱۸۹۰ء میں بورڈ آف اگزامز کے چیف مولوی مقرر ہوئے۔ اور ۱۹۲۰ء میں پنشن لی۔ ۱۹۱۹ء کے نصف سے ۱۹۲۱ء کے نصف تک یعنی دو سال کلکتہ یونی ورسٹی میں فارسی کے لیکچرار رہے، مؤلف تذکرۂ صادقہ لکھتے ہیں:

''بصلہ حسنِ خدمات گورنمنٹ نے جنوری ۱۹۰۵ء میں شمس العلماء اور جون ۱۹۱۰ء میں خان بہادر کا خطاب عطا کیا اور نقرئی اور طلائی تمغوں سے آپ کو مزین کیا''۔(۳)

اہل صادق پور کی اس تعلیمی علمی اور اصلاحی تحریک سے سرسید احمد خاں کو خاص تعلق تھا، وہ کلکتہ جاتے ہوئے اکثر پٹنہ اترتے تھے، پٹنہ میں ان کے خاص دوست اور علی گڑھ تحریک

(۱) تذکرۂ صادقہ ص ۲۱۲ (۲) تذکرۂ صادقہ ص ۱۴۰ (۳) تذکرۂ صادقہ ص ۱۴۱

کے حامی خان بہادر رضا حسین (متوفٰی ۱۸۹۱ء) تھے۔ خان بہادر رضا حسین ابتداء سے محمڈن اینگلو عربک اسکول کے قیام کے ساعی و مددگار رہے۔ مؤلف حیات رضا لکھتے ہیں:

''قاضی صاحب حسبِ عادت ابتدا سے اس تحریک میں شریک ہوئے اور علاوہ مشیر و بہی خواہ ہونے کے بقدر استطاعت ماہانہ چندہ بھی دیتے رہے سرمایہ اور اسکالرشپ بھی دیا' جیسے جیسے اسکول ترقی کرتا گیا قاضی صاحب کی توجہ بھی اس کی طرف بڑھتی گئی یہاں تک کہ قاضی صاحب نے وصیت نامہ میں اپنی جوڑی اور گاڑی اس اسکول کے نام لکھ دی''۔(۱)

مولوی محمد حسن کے انتقال کے بعد اسکول کے سربراہ ان کے چچازاد بھائی شمس العلماء مولوی عبدالرؤف (متوفٰی ۱۸۹۳ء) ابن فرحت حسین ہوئے اور انہوں نے اسکول کی سربراہی کا کام نہایت عمدگی، محنت اور حسنِ لیاقت کے ساتھ انجام دیا اس سلسلے میں مؤلف تذکرہ صادقہ لکھتے ہیں:

''اس کے صلے میں گورنمنٹ سے خلعت اور خطاب شمس العلماء کا عطا ہوا اور آپ ہمیشہ جلسۂ وائسرائے میں مدعو ہوتے اور آپ ہی کے زمانۂ نظم میں لیفٹیننٹ گورنر نے محلّہ گزری میں سنگِ بنیاد عمارت محمڈن کا اسکول کا رکھا اور بہت کچھ خوشنودی اپنی آپ کی نسبت ظاہر کی۔(۲)

آخر میں خاندان صادق پور کے دو ممتاز ارکان مولوی اشرف علی (ابن مولوی احمد اللہ) اور امجد علی (ابن مولوی یحیٰی علی) کا ذکر بھی ضروری ہے۔ ان حضرات نے بھی انگریزی زبان اور مغربی علوم حاصل کر کے ایک امتیاز حاصل کیا اور سرسید احمد خاں کی تعلیمی تحریک میں ممد و معاون رہے اور اول الذکر مولوی محمد اشرف علی وہ شخص ہیں کہ جب سرسید احمد خاں نے کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان کے تحت ایک انعامی مضمون کا اعلان کیا کہ

(۱) حیاتِ رضا' آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ ۱۹۳۵ء' ص ۳۵۔۳۶ (۲) تذکرۂ صادقہ ص ۲۶۹

انگریزی حکومت سے جو تعلیم کے فائدے عام لوگ اٹھا رہے ہیں، مسلمانانِ ہند اس میں کیوں پیچھے ہیں؟ اس کے جواب میں ۳۲ مضامین کمیٹی کو موصول ہوئے جن میں پہلے انعام کا مستحق مولوی اشرف علی کا مضمون قرار دیا گیا، مولوی اشرف علی اس زمانہ میں بنارس میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے تھے اور پھر ان کی تمام زندگی درس و تدریس میں گذری، مؤلف تذکرۂ صادقہ لکھتے ہیں:

''بنارس کالج میں کچھ دنوں آپ ریاضی کے اسسٹنٹ پروفیسر رہے لکھنؤ اردو اخبار کے ایڈیٹر رہے، پھر نواب بہاولپور کی ریاست میں ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے بعد اس کے جونا گڑھ میں پرنسپل مقرر ہوئے، وہاں تقریباً پانچ چھ برس قیام فرما کر بوجہ سیاسی دقتوں کے جناب نے استعفیٰ دے دیا (اگرچہ وہاں کے رزیڈنٹ اور نواب صاحب کا خیال کسی عہدۂ جلیلہ پر آپ کو ممتاز کرنے کا تھا) آخر میں قصبہ باندہ کے اسکول میں ہیڈ ماسٹر ہوئے''۔(۱)

مولوی اشرف علی صاحب الٰہ آباد یونیورسٹی کے فیلو بھی تھے۔ سر سید احمد خاں سے بہت اچھے تعلقات تھے اور آپس میں خط و کتابت بھی تھی، سر سید احمد خاں اپنے ایک مکتوب مورخہ ٦ جولائی ۱۸۹۵ء میں لکھتے ہیں:

''بروقت مراجعت پٹنہ سے آپ ضرور مجھ سے ملتے جایئے گا' ایک امر آپ سے کہنا ہے اور بغیر زبانی کہے ملے نہیں ہو سکے گا۔''(۲)

مولوی امجد علی بن یحییٰ علی نے بنارس کالج سے ایم اے پاس کیا کچھ دنوں اودھ اخبار لکھنؤ میں مترجم رہے۔ فیض آباد میں فورتھ ٹیچر اور بریلی میں سکنڈ ٹیچر رہے۔ بریلی میں سید محمود سے تعلقات قائم ہوئے جو اس زمانے میں وہاں ڈسٹرکٹ جج تھے، اور انہوں نے سر سید احمد خاں سے کہہ کر علی گڑھ کالج میں مولوی امجد علی کو فلسفہ کا پروفیسر مقرر کرایا، بعد

(۱) تذکرۂ صادقہ ص ۹۵ (۲) مکتوبات سرسید' ص ٦۵۹

ازاں الٰہ آباد میور سنٹرل کالج میں پروفیسر مقرر ہوئے، اور الٰہ آباد یونیورسٹی کے فیلو مقرر ہوئے۔ مولوی امجد علی کے علم وفضل اور لیاقت کو دیکھ کر ایک موقع پر وائسرائے کے ایک سیکرٹری مسٹر کنولی نے خان بہادر نواب عبداللطیف کی وساطت سے ایک اچھی اسامی کی بھی پیش کش کی، شمس العلماء مولوی امجد علی گڑھ کالج (بعدہٗ یونیورسٹی) کے تاحیات ٹرسٹی رہے۔ گورنمنٹ نے ان کو شمس العلماء کا خطاب دیا۔ (۱)

غرض سرسید احمد خاں کی تعلیمی اور اصلاحی پالیسی کو خاندان صادق پور نے اپنایا اور جدید تعلیم کو حاصل کیا مولوی مسعود عالم ندوی لکھتے ہیں:

''اس خاندان میں نئی تعلیم کی ایسی ریل پیل ہوئی کہ باید وشاید''۔(۲)

دہلی میں مولوی شمس العلماء میاں نذیر حسین جماعت اہلِ حدیث کے سرخیل تھے، ان میں اور سرسید احمد خاں میں بہت اچھے تعلقات تھے۔ یہاں تک کہ رفع یدین کرنے پر ان کو سرسید احمد خاں نے ہی آمادہ کیا تھا۔ گورنمنٹ کے معاملے میں میاں نذیر حسین کی پالیسی وہی رہی جو سرسید احمد خاں کی تھی۔ اور ہمیشہ وہ اسی پالیسی پر عامل اور کاربند رہے۔ انہوں نے جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء کے موقع پر ایک انگریز میم مسز لیسنس کو پناہ دی اور انعام واکرام سے سرفراز ہوئے۔ ۱۸۶۴ء میں مقدمہ انبالہ کے موقع پر جب وہابیوں کی داد وگیر شروع ہوئی تو وہ بھی راولپنڈی طلب ہوئے اور بقول مصنف حیات بعد الممات:

''وہ جس طرح غدر ۱۸۵۷ء میں مسز لیسنس کی جان بچانے سے وفادار ثابت ہوئے تھے، اسی طرح ۶۵۔۱۸۶۴ء کے مقدمۂ بغاوت میں بھی بے لاگ ٹھہرے''۔(۳)

(۱) تذکرۂ صادقہ، ص ۱۲۱، ۱۳۶ (۲) ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک، حیدر آباد دکن ۱۳۷۱ھ، ص ۱۱۸

(۳) الحیات بعد الممات، مکتبہ شعیب کراچی ۱۹۵۹ء ص ۱۳۷، و دیکھیے محمد جعفر تھانیسری، کالا پانی، مرتبہ محمد ایوب قادری، سلمان اکیڈمی، کراچی ۱۹۶۲ء ص ۸۱

۱۴ جون ۱۸۹۷ء کو مولوی نذیر حسین کو شمس العلماء کا خطاب ملا۔

پنجاب کے ممتاز اہل حدیث علماء میں مولانا غلام علی امرتسری (متوفی ۱۸۸۹ء)، مولانا عبداللہ غزنوی (متوفی ۱۲۹۸ھ) اور مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ اول الذکر مولانا غلام علی نے سب سے پہلے پنجاب میں ممانعت جہاد پر تقریریں کیں، آخر الذکر دونوں حضرات میاں نذیر حسین دہلوی کے شاگرد ہیں، ان کی پالیسی میاں نذیر حسین کے مطابق رہی اور سیاست میں انہوں نے سرسید احمد خاں کی پالیسی کو اختیار کیا اس سلسلے میں مولوی محمد حسین بٹالوی کی نمایاں خدمات ہیں، انہوں نے ایک رسالہ اشاعۃ السنہ خاص اسی مقصد کے لیے جاری کیا کہ وہابیوں کو گورنمنٹ سے قریب تر ہو سکیں۔ انہوں نے جہاد کی منسوخی پر نہ صرف مضامین لکھے بلکہ مستقل ایک رسالہ الاقتصاد فی مسائل الجہاد لکھا اور اس سلسلہ میں دور دراز کے سفر کیے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

''اگرچہ اس مضمون (منسوخیٔ جہاد) کے رسائل گورنمنٹ اور ملک کے خیر خواہوں نے بھی لکھے ہیں لیکن جو ایک خصوصیت اس رسالے میں ہے وہ آج تک کسی تالیف میں نہیں پائی جاتی وہ یہ ہے کہ یہ رسالہ صرف مؤلف کا خیال نہیں رہا اس گروہ کے عوام و خواص نے ...... اس کو پسند کیا اور اس سے اپنے آراء کا توافق ظاہر کیا، اس توافق رائے حاصل کرنے کے لیے مؤلف (خاک سار) نے عظیم آباد پٹنہ تک ایک سفر کیا تھا جس میں لوگوں کو یہ رسالہ سنا کر اتفاق حاصل کیا اور جہاں خود نہیں پہنچا وہاں اس رسالے کی متعدد کاپیاں ارسال کر کے توافق حاصل کیا اور ۱۸۷۹ء میں بذریعہ ضمیمہ اشاعۃ السنہ اس رسالے کے اصل اصولی مسائل کو مشتہر کر کے لوگوں کو اس پر متفق کیا''۔

اس رسالے کا انگریزی ترجمہ پنجاب کے گورنروں کے نام معنون کیا گیا، مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنی کوشش اور جدوجہد سے ''وہابی'' کا لفظ منسوخ کرا کے ''اہل حدیث''

کا نام سرکاری کاغذات میں جاری کرایا، کیونکہ وہابی اور باغی مترادف سمجھے جاتے تھے' مولوی محمد حسین بٹالوی، میاں نذیر حسین دہلی کے مشورے اور سرپرستی میں یہ کام انجام دیتے تھے، کیونکہ اشاعۃ السنہ میں بہت سے ایسے روز لیوشن اور تحریریں ملتی ہیں جن میں سرفہرست میاں نذیر حسین دہلوی کے دستخط ہیں' مولوی محمد حسین کی ان کوششوں کو گورنمنٹ نے سراہا اور ان کو چار مربع زمین بطور انعام دی۔(۱)

اس طرح مولوی محمد حسین بٹالوی نے وہابیوں کو گورنمنٹ کا وفادار بنانے میں پوری کوشش کی اور سرسید احمد خاں کی پالیسی کے متبع رہے۔

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی ابن اولاد حسن قنوجی ۱۲۴۸ھ/۱۸۳۲ء میں بانس بریلی میں پیدا ہوئے۔(۲)

ابتدائی کتابیں اپنے بھائی سے، پھر فرخ آباد اور کانپور کے اساتذہ سے پڑھیں۔ پھر زیادہ تر درسِ نظامی کی کتابیں صدر الصدور مفتی صدر الدین خاں آزردہ سے پڑھ کر سندِ تحصیل حاصل کی، پھر بھوپال میں قاضی زین العابدین انصاری یمانی سے حدیث کا درس لیا۔(۳)

زینۂ ترقی

۱۲۸۶ھ/۱۸۷۰ء میں بھوپال کے محکمہ نظارت المعارف، پھر محکمہ دیوان الانشاء میں ملازم ہوئے، ملکہ بھوپال نواب شاہ جہاں بیگم بیوہ تھیں۔ ان کے شوہر نواب باقی محمد خاں کئی

(۱) اشاعۃ السنہ لاہور، ج ۸، ۹، ص ۲۶۱۔۲۶۳ (۲) نزہۃ الخواطر، ج ۸، ص ۱۸۷۔۱۸۷
(۳) نزہۃ الخواطر، ج ۸، ص ۱۸۷۔۱۸۷

سال پہلے فوت ہو گئے تھے۔(۱)

۱۲۸۸ھ/۱۸۷۲ء میں حکومتِ برطانیہ کے ایماء پر ملکہ بھوپال نے نواب صاحب کے ساتھ نکاح کر لیا۔نواب صاحب کا بیان ہے:

ثم تزوجت بی فی سنة ۱۲۸۸ ء بعد ما أجازته بذلک السلطنة البرطانية فی عهد حکومة لارد میو حاکم الهند نزیل دار الامارة کلکته.(۲)

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:

''جب دوسرا سال گزرا' رئیسہ معظّمہ نے اپنی زوجیت سے مجھے عزت وافتخار بخشا اور یہ امر باطلاعِ گورنمنٹ عالیہ وحسبِ مرضی سرکارِ انگلشیہ ظہور میں آیا''۔(۳)

اس جگہ قدرتی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر گورنمنٹ کو ملکہ کے نکاح کرنے اور خاص طور پر نواب صاحب ہی کے ساتھ کیا دلچسپی تھی؟

نواب صاحب کے سوانح نگاروں نے اس عقدہ کو حل نہیں کیا، لیکن اس سوال کا جواب سوائے اس کے کیا ہو سکتا ہے کہ نواب صاحب گورنمنٹ کے انتخاب اور معیار پر پورے اترتے تھے، انہیں نوازنا مقصود تھا، اس لیے نوازا اور خوب نوازا۔ یہاں تک کہ ملکہ بھوپال کو ان کے ساتھ عقد پر مجبور کر دیا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں جنہوں نے کسی طور پر حصہ لیا تھا، وہ یا تو اگلے جہان پہنچ چکے تھے یا کالے پانی اور جیلوں میں زندگی کی گھڑیاں گن رہے تھے، ایسے وقت میں نواب صاحب ایسے خوگرانِ وفا کو نہ نوازا جاتا تو کسے نوازا جاتا؟

نواب صاحب لکھتے ہیں:

''یہ علاقہ موجب ترقیٔ منصب اور عروج وعزت روز افزوں کا ہوا اور چوبیس ہزار

(۱) نزہۃ الخواطر' ج ۸' ص ۸-۱۸۹ (۲) ابجد العلوم' مکتبہ قدوسیہ' لاہور' ج ۳' ص ۲۸۴

(۳) ترجمان وہابیہ' ص ۲۸

روپیہ سالانہ اور خطاب معتمد المہامی سے سرفرازی حاصل ہوئی اور خلعتِ گرامی قیمتی دو ہزار روپیہ مع اسپ و فیل و چنور و پالکی و شمشیر وغیرہ عنایت ہوا، بعد چندے خطاب نوابی و امیر الملکی و والا جاہی ۱۷ فیر شیلنگ سے سر بلندی عطا فرمائی اور اقطاع یک لک روپیہ سال اس پر مزید مرحمت ہوئے۔(۱)

یہ بھی نواب صاحب کا بیان ہے:

''ہندوستان کے مسلمان ہمیشہ سے مذہب شیعی یا حنفی رکھتے ہیں''۔(۲)

اور ہند کے اکثر حنفی اور بعض شیعہ اور کمتر اہل حدیث ہیں''۔(۳)

نواب صاحب اور دیگر علماء اہل حدیث نے مسلمانانِ ہند کے قدیم اور اکثریت کے طریقے سے برأت کر کے الگ راہ اختیار کی:

''ہم لوگ صرف کتاب وسنت کی دلیلوں کو اپنا دستور العمل ٹھہراتے ہیں' اور اگلے بڑے بڑے مجتہدوں اور عالموں کی طرف منسوب ہونے سے عار کرتے ہیں''۔(۴)

حقیقت یہ ہے کہ احناف کتاب وسنت کے دلائل پر ہی عمل کرتے ہیں، وہ دلائل جو دنیا بھر کی مسلم آبادی کی اکثریت کے امام حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور اس مذہب کے دیگر ائمہ نے بیان کیے ہیں۔ جبکہ نواب صاحب اور ان کے ہم خیال اپنے فہم اور اپنے استدلال پر اس قدر اعتماد کرتے ہیں کہ ائمہ مجتہدین کے دلائل کو خاطر میں ہی نہیں لاتے۔ نواب صاحب کی یہی ادا گورنمنٹ کی نظروں میں باعث محبوبیت تھی۔

''اور یہ آزادگی ہماری مذاہب مروجہ جدیدہ سے عین مراد قانونِ انگلشیہ ہے''۔(۵)

حکیم عبدالحئ لکھنوی لکھتے ہیں:

وکان کثیر النقل عن القاضی الشوکانی و ابن قیم و شیخه ابن تیمیه

(۱) ترجمان وہابیہ ص ۲۸ (۲) ترجمان وہابیہ ص ۴۳ (۳) ترجمان وہابیہ ص ۵۷
(۴) ترجمان وہابیہ ص ۲۰ (۵) ترجمان وہابیہ ص ۲۰

الحرانی وامثالھم، شدید التمسک بمختاراتھم وکان لہ سوء ظن بائمۃ الفقہ والتصوف جدا لا سیما ابی حنیفۃ. (۱)

قاضی شوکانی، ابن قیم اور ان کے شیخ ابن تیمیہ حرانی وغیرہم کی عبارات بہت نقل کرتے اور ان کے مختارات کو شدت کے ساتھ اپناتے۔ وہ ائمہ فقہ وتصوف خصوصاً امام ابو حنیفہ سے بہت بدگمانی رکھتے تھے''۔

اسی طرزِ عمل کے پیشِ نظر نواب وحید الزماں نے لکھا تھا:

''ہمارے اہلِ حدیث بھائیوں نے ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی اور شاہ ولی اللہ صاحب اور مولوی اسماعیل شہید نور اللہ مرقدہم کو دین کا ٹھیکیدار بنا رکھا ہے۔ جہاں کسی مسلمان نے ان بزرگوں کے خلاف کسی قول کو اختیار کیا بس اس کے پیچھے پڑ گئے، برا بھلا کہنے لگے، بھائیو! ذرا تو غور کرو اور انصاف کرو جب تم نے ابوحنیفہ اور شافعی کی تقلید چھوڑی، تو ابن تیمیہ اور ابن قیم شوکانی جو ان سے بہت متاخر ہیں، ان کی تقلید کی کیا ضرورت ہے؟ (۲)

نواب صاحب کا دوسرا امتیازی وصف گورنمنٹ سے وفاداری تھا، چنانچہ ایک موقع پر کچھ مخالفین نے ان کے خلاف گورنمنٹ کے کان بھرنا چاہے۔

''مگر حکام عالی منزلت یعنی کارپردازان دولتِ انگلشیہ کو چونکہ تجربہ اس ریاست کی خیرخواہی اور وفاداری کا عموماً اور اس بے صولت و دولت کا خصوصاً ہو چکا ہے اس لیے تہمت ان کی پایۂ ثبوت کو نہ پہنچی۔'' (۳)

(۱) نزہۃ الخواطر ج ۸ ص ۱۹۱ (۲) حیاتِ وحید الزماں، نور محمد کراچی، ص ۱۰۲ (۳) ترجمان وہابیہ ص ۲۹

جہاد کا عزم گناہ کبیرہ ہے

نواب صاحب لکھتے ہیں:

''علماءِ اسلام کا اسی مسئلہ میں اختلاف ہے کہ ملکِ ہند میں جب سے حکام والا مقام فرنگ فرماں روا ہیں، اس وقت سے یہ ملک دارالحرب ہے، یا دارالاسلام؟ حنفیہ جن سے یہ ملک بھرا ہوا ہے، ان کے عالموں اور مجتہدوں کا تو یہی فتویٰ ہے کہ یہ ''دارالاسلام'' ہے اور جب یہ ملک دارالاسلام ہو تو پھر یہاں جہاد کرنا کیا معنیٰ؟ بلکہ عزم جہاد ایسی جگہ ایک گناہ ہے بڑے گناہوں سے۔ اور جن لوگوں کے نزدیک یہ دارالحرب ہے جیسے بعض علماء دہلی وغیرہ ان کے نزدیک بھی اس ملک میں رہ کر اور یہاں کے حکام کی رعایا اور امن وامان میں داخل ہو کر کسی سے جہاد کرنا ہرگز روا نہیں۔ جب تک کہ یہاں سے ہجرت کر کے کسی دوسرے ملک اسلام میں جا کر مقیم نہ ہو۔ غرض یہ کہ دارالحرب میں رہ کر جہاد کرنا اگلے پچھلے مسلمانوں میں کسی کے نزدیک جائز نہیں''۔(۱)

"و چون بر اسلام باقی ماند جهاد راں یعنی چه بلکه گنا هے از گناه و کبیره از کبائر باشد"۔ (۲)

اور جب ہندوستان دارالاسلام ہے تو یہاں جہاد کا کیا مطلب؟ بلکہ گناہوں میں سے ایک گناہ اور کبائر میں سے ایک کبیرہ ہے۔

۱۸۵۷ء کے مجاہدین مرتکب کبیرہ

"و آنانکه اقدام برقتل اصحابِ دولت برطانیه یا دیگر مردم مے کنند خود ایشاں از علم و دین بے بهرۂ محض افتاده اند۔ هر که شریعت اسلام را

(۱) ترجمان وہابیہ ص ۱۵ (۲) عوائد الموائد، مطبع صدیقی، بھوپال، ص ۳۴

بروجہ تحقیق می شناسد ازوے ہر گز ایں جریمۂ کبیرہ سرزدنمی تواند شد"۔(۱)

جو ارباب حکومت برطانیہ یا دوسرے لوگوں کے قتل پر اقدام کرتے ہیں' وہ خود علم اور دین سے محض بے بہرہ واقع ہوئے ہیں۔ جو شخص تحقیقی طور پر شریعتِ اسلام کو پہچانتا ہے' اس سے یہ بڑا جرم (گناہِ کبیرہ) سرزد نہیں ہوسکتا۔

شرائط جہاد مفقود ہیں

''ساری دنیا میں کوئی معتقد اس امر کا کہ جہاد وقتال خاص سرکارِ انگلشیہ سے جائز ہے، دوسرے سے نہیں، ہرگز نہیں، اس لیے شرطیں اس عمل کی بتمام ہا مفقود ہیں اور جمع ہونا ان شرطوں اور ضابطوں کا نہایت دشوار ہے''۔(۲)

غدر میں اہل حدیث نے حصہ نہیں لیا

''جتنے لوگوں نے غدر میں شروفساد کیا اور حکامِ انگلشیہ سے برسرِ عناد ہوئے، وہ سب کے سب مقلدانِ مذہبِ حنفی تھے، نہ متبعانِ حدیثِ نبوی۔''(۳)

جہاد نہیں فساد تھا

''اسی طرح زمانۂ غدر میں جو لوگ سرکارِ انگریزی سے لڑے اور عہد شکنی کی' وہ جہاد نہ تھا، فساد تھا۔''(۴)

(۱) عوائد الموائد' مطبع صدیقی' بھوپال' ص ۳۸
(۲) ترجمانِ وہابیہ' ص ۳۰
(۳) ترجمانِ وہابیہ' ص ۲۵
(۴) ترجمانِ وہابیہ' ص ۵۴

سب سے زیادہ خیر خواہ

''کوئی فرقہ ہماری تحقیق میں زیادہ خیر خواہ اور طالبِ امن و امان و آسائش رعایا کا اور قدر شناس بندوبست گورنمنٹ کا اس گروہ سے نہیں ہے جو آپ کو اہل سنت وحدیث کہتا ہے اور کسی مذہبِ خاص کا مقلد نہیں''۔(۱)

ملکۂ بھوپال کے اعزازات

بھوپال میں اصل اقتدار نواب شاہ جہاں بیگم کے پاس تھا، نواب صدیق حسن خاں بھوپالی نے ابجد العلوم کی تیسری جلد میں ملکہ کا تذکرہ کیا ہے۔ خاص طور پر گورنمنٹ کی طرف سے ملنے والے اعزازات کا ذکر کیا ہے۔عربی عبارت کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

☆......۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء میں ملکہ نے بمبئی کا سفر کیا، وہاں اسے پہلے درجے کا بلند خطاب' اور وزیر اعظم کے قلم سے ''ممبر آف دی امپریل آرڈر آف وکرنڈ کمنڈر اشتار اف' انڈیا'' کا شاہی نشان ملا اور وہ خاص اعزاز کے ساتھ خوش خوش بھوپال آئی۔

☆......۱۲۹۲ھ/ ۱۸۷۵ء میں ملکہ دار الحکومت کلکتہ گئی اور وہاں ملکہ انگلستان کے بڑے لڑکے اور علی عہد پرنس آف ویلز سے ملاقات کی، پرنس نے ملکہ کی بہت تعظیم کی گراں قدر تمغہ اور انگلستان کے مصنوعہ قیمتی تحائف پیش کیے۔

☆......اس سے پہلے ویلز کے بھائی پرنس ایڈنبرا سے ملاقات کی تھی اور اس نے بھی ملکہ کی انتہائی تعظیم کی تھی اور لندن سے ان کے لیے قیمتی اشیاء بھیجی تھیں اور حسبِ عادت میں بھی ان سفروں میں ان کے ساتھ تھا۔

☆......پھر ۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ء میں ملکہ نے دہلی کا سفر کیا اور انہیں عظیم الشان شاہی

(۱) ترجمانِ وہابیہ، ص ۵۸

نشان ملا جس پر لکھا ہوا تھا: ''اَلْعِزُّ مِنَ اللہِ''۔

☆...... گورنر جنرل نے ملکہ کو فرنگی تلوار، طلائی پٹکا اور جڑاؤ صندوق دیا تھا اور یہ پٹکا ہم محافل میں زیب تن کرتے ہیں اور اس عظیم دربار اور بڑے اجتماع میں جہاں ہندوستان کے دور و نزدیک کے تمام رؤسا حاضر تھے، ماضی کی تاریخ میں ایسا پرشوکت اجتماع نہیں ہوا ہوگا۔ ہمارے لیے ملکہ انگلینڈ کی طرف سے سترہ توپوں کی سلامی مقرر کی گئی جو ہمیں برطانیہ کے زیرِ نگیں علاقہ میں جانے اور آنے پر پیش کی جائے گی۔

☆...... پھر ملکہ بھوپال کو ایک اور خطاب ''کراؤن آف انڈیا'' ملا جس کا ترجمہ تاجِ ہند ہے۔(۱)

ان تمام محافل میں نواب صاحب کی حیثیت اگرچہ ثانوی تھی، تاہم برطانوی حکام کی نگاہ میں ان کی وفاداری کسی طرح بھی مشکوک نہ تھی، ورنہ وہ انہیں ملکہ کے شوہر نامدار کی حیثیت سے کبھی تسلیم نہ کرتے۔ آخر میں نواب صاحب لکھتے ہیں:

''مختصر یہ کہ ملکہ اس آخری زمانے اور نادار عصر میں ان فضائل کی جامع ہیں جو عورتوں میں کجا مردوں میں بھی بہت کم جمع ہوئے ہوں گے۔ وہ ان کمالات کی حامل ہیں جن کے بیان سے ترجمان کی زبان قاصر ہے اور یہ ان کے بلند مناقب کے میدان سے ایک ذرہ اور ان کی بزرگیوں کے دریاؤں سے ایک قطرہ ہے''۔(۲)

دورِ ابتلاء

اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ نواب صاحب کے مخالفین انہیں حکومت کی نظروں میں گرانے کی کوششوں میں لگے رہتے تھے۔ دوسری طرف گورنمنٹ کو جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء

(۱) ابجد العلوم، ج ۳، ص ۲۸۵-۲۸۶ (۲) ابجد العلوم، ج ۳، ص ۲۸۷

میں زبردست دھچکا لگ چکا تھا، اس لیے جس شخص کے بارے میں ذرہ برابر بھی شبہ پیدا ہو جاتا، اس کے خلاف شدید سے شدید تر کاروائی سے بھی گریز نہ کیا جاتا۔

انگریزی حکومت کے وکیل نے ازراہِ دشمنی ہندوستان کے حکام کے پاس شکایت کی اور نواب پر درج ذیل الزامات لگائے:

۱......یہ تہمت لگائی گئی کہ انہوں نے اپنی بعض تالیفات میں جہاد کی ترغیب دی ہے۔

۲......وہ ہندوستان میں وہابی مذہب کی ترویج میں کوشاں ہیں اور اس مذہب والے وہ ہیں، جن پر انگریزی حکومت کے خلاف بغاوت کی تہمت لگائی گئی ہے اور انہیں جہاد کا بہت شوق ہے۔

۳......انہوں نے ملکہ بھوپال شاہ جہاں بیگم کو شرعی پردہ پر مجبور کیا ہے تاکہ نواب صاحب کو حکومت کے کلی اختیارات حاصل ہو جائیں، وغیرہ وغیرہ۔(۱)

اس بیان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ، انگریزی حکام سے پردے کے بغیر ملاقاتیں کرتی تھیں اور نواب صاحب کی مجبوری یہ تھی کہ انہیں منع نہیں کر سکتے تھے۔ نیز علی میاں (ابوالحسن علی ندوی) نے یہ بھی تصریح کر دی کہ وہابیہ پر انگریزی حکومت کے خلاف بغاوت کرنے کی تہمت لگائی گئی تھی۔ حقیقت کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں تھا۔

نواب صاحب کی تصنیف ترجمانِ وہابیہ اور موائد العوائد وغیرہ کے مطالعہ سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ وہ انگریزی حکومت کے ساتھ جہاد کو ناجائز اور گناہ کبیرہ قرار دیتے تھے۔

''جب یہ ملک دارالاسلام ہوا تو پھر یہاں جہاد کرنا کیا معنی، بلکہ عزم جہاد ایسی جگہ ایک گناہ ہے بڑے گناہوں سے''۔(۲)

(۱) نزہۃ الخواطر، ج ۸، ص ۱۹۰　　(۲) ترجمانِ وہابیہ، ص ۱۵

اسی طرح وہ وہابی ہونے کی سختی سے تردید کرتے ہوئے نظر آتے ہیں:

''جو لوگ ہند کے باشندوں کو وہابی ٹھہرا کر محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف منسوب کرتے ہیں، ان کی عقل پر خدا کی طرف سے پردہ پڑا ہوا ہے''۔(۱)

لیکن نوشتۂ تقدیر کو کون مٹا سکتا ہے۔ مخالفین کی شکایتیں رنگ لائیں اور ۱۳۰۲ھ/ ۱۸۸۵ء میں یہ کاروائی کی گئی:

فانتزعت منه القاب الامارة والشرف التي منحته اياها الحكومة الانجليزية والغى الامر بالاطلاق المدافع تعظيما. (۲)

ان سے امارۃ اور عزت کے القاب سلب کر لیے گئے جو انہیں انگریزی حکومت نے عطا کیے تھے اور ازراہِ تعظیم توپیں داغنے کا سلسلہ بھی ختم کر دیا گیا۔

خدا یاد آیا

اس سے پہلے بھی گزر چکا ہے کہ نواب صاحب دورِ نوابی میں فقہ اور تصوف کے ائمہ کے حق میں سوءِ ظن رکھتے تھے۔ لیکن اب جو وہ سب کچھ قصۂ پارینہ بن چکا تھا۔ ایسے عالم میں انسان کا رجوع اللہ تعالیٰ اور اللہ والوں کی طرف ہو جاتا ہے۔ یہی ان کے ساتھ بھی ہوا:

حتى انه وفق بالتوبة عما كان عليه من سوء الظن بائمة الفقه والتصوف وكتب ذٰلك في آخر مقالات الاحسان ومقامات العرفان وهو ترجمة فتوح الغيب للشيخ الإمام عبد القادر جيلي رضي الله عنه وهو آخر مصنفاته ثم بعثه إلٰى دار الطباعة فطبع و وصل إليه في ليلة توفي إلٰى رحمة الله سبحانهٗ في تلك الليلة. (۳)

(۱) ترجمانِ وہابیہ، ص ۳۱ (۲) نزہۃ الخواطر، ج ۸، ص ۱۹۰ (۳) نزہۃ الخواطر، ج ۸، ص ۱۹۳-۱۹۲

یہاں تک کہ انہیں فقہ وتصوف کے ائمہ کے حق میں بدگمانی سے توبہ کی توفیق نصیب ہوئی۔ یہ بات انہوں نے ''مقالات الاحسان ومقامات العرفان'' کے آخر میں لکھی اور یہ شیخ امام عبدالقادر جیلانی کی تصنیف فتوح الغیب کا ترجمہ ہے اور نواب صاحب کی آخری تصنیف، انہوں نے یہ کتاب پریس میں بھیج دی تھی اور اس رات چھپ کر پہنچی جس رات ان کی وفات ہوئی۔

وفات

۱۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۰۷ھ/ ۱۸۹۰ء کو نواب صاحب کی وفات ہوئی۔

وقد صدر الأمر من الحكومة الإنجليزية أن يشيع ويدفن بتشريف لائق بالامراء واعيان الدولة كما كان لو بقيت له الالقاب الملوكية والمراسيم الاميرية. (۱)

انگریزی حکومت نے حکم جاری کیا کہ انہیں نوابوں والی شان وشوکت کے ساتھ دفن کیا جائے، جیسے اس وقت دفن کیا جاتا، جبکہ ان کے شاہی القابات اور امیرانہ نشانات برقرار ہوتے۔

بحالی

ماہِ ذوالحجہ ۱۳۰۷ھ/ ۱۸۹۰ء میں وفات کے پانچ ماہ بعد حکومت نے لقب ''نواب'' بحال کردیا۔

وردت إليه الحكومة لقب الإمارة نواب' في سلخ ذى الحجة سنة سبع وثلاث مائة والف. (۲)

(۱) نزہۃ الخواطر، ج ۸، ص ۱۹۱　　(۲) نزہۃ الخواطر، ج ۸، ص ۱۹۰

یعنی ایک بار پھر نواب صاحب انگریزی حکومت کے ہاں سرخرو قرار پائے اور بغاوت وجہاد وغیرہ کے شبہات غلط ثابت ہوئے، نواب صاحب کی روح اس وقت یہ کہہ رہی ہوگی۔

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

تصانیف

''نواب صاحب نے ۲۲۲ کتابیں لکھیں''(۱)

ولٰکنه لا تخلوا تصانیفه عن اشیاء اما تلخیص او تجرید او نقل من لسان الی لسان آخر. (۲)

''لیکن ان کی تصانیف چند اشیاء سے خالی نہیں ہیں یا تو کسی کتاب کی تلخیص ہیں یا تجرید، یا ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ ہیں''۔

دعوائے مجددیت

مولوی فضل حسین بہاری اہل حدیث لکھتے ہیں:

''نواب صدیق حسن خاں اور مولانا ابوالحسنات، مولوی عبدالحی صاحب مرحوم کے باہمی مباحثات کو جس نے دیکھا ہوگا، وہ دیکھ لے گا کہ اپنی زبان سے مجدد ہونے کا کیونکر دعویٰ کیا گیا''۔(۳)

(۱) تراجم علمائے حدیث ہند، سبحانی اکیڈمی، لاہور، ص ۲۴۴

(۲) نزہۃ الخواطر، ج ۸، ص ۱۹۱

(۳) الحیاۃ بعد المماۃ، ص ۸۔۲۱۷

عجیب وغریب مسائل

نواب صاحب فرماتے ہیں:

"حاصل آنکه حجت بتفسیر صحابه غیر قائم ست لا سیما نزد اختلاف"۔ (۱)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ صحابہ کرام کی (قرآن کی) تفسیر سے دلیل قائم نہیں ہوتی خصوصاً اختلاف کے موقعہ پر۔

حکیم عبدالحئی لکھنوی لکھتے ہیں:

"وکان له سوء ظن بائمة الفقه والتصوف جدا لا سیما ابی حنیفة"(۲)

آپ کو ائمہ فقہ وتصوف، خصوصاً امام ابوحنیفہ سے بدگمانی تھی۔

نواب صاحب نے اپنی کتاب بدور الاہلۃ میں ایک حدیث کا ضعف ثابت کرنے کے لیے اس کے ایک راوی ربیع بن صبیح پر ائمہ کرام کی جرح نقل کی ہے لیکن چونکہ کچھ ائمہ نے انہیں شیخ صالح ورجل صالح بھی کہا ہے جس سے ان کی توثیق ہوتی ہے اس لیے نواب صاحب نے اس توثیق کا جواب دیا کہ ان ائمہ کے صالح کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ راوی حدیث میں بھی ثقہ ہو پھر آپ نے اس کی مثال دی کہ دیکھو امام ابوحنیفہ باتفاق مخالف وموافق رجل صالح ہیں لیکن وہ ائمہ حدیث کے نزدیک اپنے تلامذہ کی مانند ضعیف ہیں۔

نواب صاحب کی اپنی تحریر ملاحظہ فرمائیے:

"وابو زرعة گفته شیخ صالح و ابو حاتم گفته رجل صالح انتهی و از

(۱) بدور الاہلۃ، ص ۱۳۹ (۲) نزہۃ الخواطر، ج ۸، ص ۱۹۱

وصفش بصلاح لازم نمی آید که درحدیث ثقه باشد، چنانچه امام ابو حنیفه مثلاً صالح ست باتفاق موافق و مخالف ولکن نزد ائمه حدیث در حدیث ضعیف ست مثل تلامذۂ خود"۔ (۱)

نواب صاحب کی کتاب "**بدور الاھلة من ربط المسائل بالادلة**" سے نواب صاحب کے چند اجتہادی مسائل بطور مشتے نمونہ ازخروارے ذکر کیے جاتے ہیں۔

نواب صاحب کے نزدیک

نمبرا: منی، شراب، مردار، کتا، خنزیر، تمام جانوروں کا پیشاب اور سوائے حیض ونفاس کے خون کے باقی تمام جانوروں اور انسانوں کا خون سب پاک ہیں۔ (۲)

نمبر۲: عورت کی نماز بغیر تمام ستر چھپائے صحیح ہے، عورت تنہا ہو یا دوسری عورتوں کے ساتھ ہو یا اپنے شوہر کے ساتھ ہو یا دوسرے محارم کے ساتھ ہو، غرض ہر طرح صحیح ہے زیادہ سے زیادہ سر چھپالے۔ (۳)

نمبر۳: مالِ تجارت اور سونے چاندی کے زیورات میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ (۴)

نمبر۴: دورانِ حج صحبت کر لینے سے حج فاسد نہیں ہوتا اور حج کرنے والے کے ذمہ کسی قسم کا تاوان بھی نہیں۔ (۵)

نمبر۵: چھ چیزوں کے سوا باقی تمام اشیاء میں سود لینا دینا جائز ہے۔ (۶)

نمبر۶: جو جانور بندوق کے شکار سے مرجائے وہ حلال ہے۔ (۷)

ش نمبر۷: سونے چاندی کے برتن استعمال کرنے جائز ہیں۔ (۸)

نمبر۸: قربانی کی ایک بکری بہت سے گھر والوں کی طرف سے کفایت کرتی ہے

(۱) بدورالاہلۃ ص۲۳۵ (۲) بدورالاہلۃ ص۸ (۳) بدورالاہلۃ ص۳۹ (۴) بدورالاہلۃ ص۱۰۲ (۵) بدورالاہلۃ ص۱۴۱ (۶) بدورالاہلۃ ص۲۳۵،۲۳۶ (۷) بدورالاہلۃ ص۳۴۵ (۸) بدورالاہلۃ ص۳۵۴

اگرچہ سوآدمی ہی ایک مکان میں کیوں نہ ہوں۔(۱)

مولوی نذیر احمد دہلوی

معروف قلم کار اور ادیب ڈپٹی نذیر احمد دہلوی ۱۲۴۷ھ/۱۸۳۲ء میں بجنور میں پیدا ہوئے۔ بجنور اور دہلی کالج میں تعلیم حاصل کی۔ دوسال کنجاہ، پنجاب میں مدرس رہے۔ پھر کانپور چلے آئے۔ تعزیراتِ ہند کا انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا:

”وکان یقع فی الحدیث الشریف وفی روایته ویقول هم جهال لا یعرفون العلوم الحکمیة ولا معانی الاحادیث الحقیقة.“ (۲)

حدیث شریف اور اس کے راویوں پر اعتراض کرتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ جاہل تھے، علومِ حکمیہ اور احادیث کے معانی حقیقیہ نہیں جانتے تھے۔

غلط ترجمۂ قرآن

انہوں نے قرآن پاک کا اردو ترجمہ کیا اور اس پر فخر کیا کرتے تھے، عربی اور اردو میں مہارت کا دعویٰ رکھتے تھے۔

مولانا عبدالحئی صاحب لکھتے ہیں:

”ویؤخذ علیه انه قد یختار التعبیر الذی لا یلیق بالملک العلام وجلال الکلام لغرامه باستعمال ما جری علی لسان اهل اللغة وشاع فی محاورة بعضهم لبعض وقد یتورط بذالک فیما یثیر علیه النقد والائمة.“(۳)

ان پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ ترجمہ میں ایسے الفاظ لے آتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی

(۱) بدور الاہلۃ، ص ۳۴۱ (۲) نزہۃ الخواطر، ج ۸، ص ۴۹۴ (۳) نزہۃ الخواطر، ج ۸، ص ۴۹۴

بارگاہ اور کلام الٰہی کی عظمت کے لائق نہیں ہیں۔ چونکہ انہیں اہلِ زبان کے استعمالات اور ان کے محاورات سے بہت شغف ہے، اس لیے وہ ایسی باتیں کہہ جاتے ہیں جن کی بنا پر ان پر تنقید اور ملامت کی جاتی ہے۔

سر سید کے تعلیمی نظریات کے بڑے مؤید تھے۔ جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء میں وہ دہلی میں رہے اور اس تحریک سے کوئی تعلق نہ رکھا۔

ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی لکھتے ہیں:

''پرنسپل ٹیلر نے محمد حسین آزاد کے گھر پناہ لی۔ ذکاء اللہ اپنے محبوب استاد پروفیسر رام چندر کی حفاظت کے لیے بھاگے بھاگے پھر رہے تھے اور نذیر احمد نے اپنے سسرال والوں کے تعاون سے ایک زخمی خاتون لیسنس کی جان بچائی .... اگرچہ اس خیر خواہی کا سہرا خاندان کے دو بزرگوں (مولوی عبدالقادر اور مولوی نذیر حسین) کے سر ہے، لیکن اس میں شک نہیں کہ اس موقع پر نذیر احمد کی کارگزاری بھی کسی سے کم نہیں تھی۔''

انگریز ہی سلطنت کے اہل ہیں

ڈپٹی صاحب ایک لیکچر میں کہتے ہیں:

''۱۸۵۷ء کے غدر میں' مَیں اپنے دل ہی دل میں کہا کرتا تھا کہ انگریز بھلے ہوں تو سمٹ کر تھوڑے دنوں کے لیے سمندر میں ہو رہیں۔ یہی باغیان ناعاقبت اندیش برخود غلط، جو عملداری کے تنزل سے خوش ہیں' چند روز میں عاجز آ کر بہ منت انگریزوں کو منا لائیں تو سہی۔ میرا اس وقت کا فیصلہ یہ تھا کہ انگریز ہی سلطنت ہندوستان کے اہل ہیں''۔(۱)

ایک لیکچر کے چند نکات ملاحظہ ہوں:

☆...... ہماری سلطنت جاتی رہی تو خدا نے برٹش گورنمنٹ میں ہم کو اس کا نعم البدل

(۱) مولوی نذیر احمد دہلوی' ص ۱۵۶

عطا فرمایا ہے۔

☆......**لاتفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا** .... پس ہم مسلمان تو مذہباً اطاعت حکام پر مجبور ہیں اور جو فعل موہم سرکشی ہو' ہمارے یہاں منہیات شرعیہ میں سے ہے۔

☆......انگریزوں کے ہم مسلمانانِ ہند پر اتنے حقوق ہیں وہ اہل کتاب ہیں اور ہم سے عہد امن رکھتے ہیں اور تیسری بات یہ کہ ان کی حکومت، حکومتِ صالحہ ہے۔

☆......انگریزوں کی حکومت اگر حکومت صالحہ نہ ہوتی تاہم مستامن ہونے کی حیثیت سے ان کی خیر خواہی اور اطاعت ہمارا فرضِ اسلامی ہوتا، فکیف جب کہ امن، آسائش اور آزادی کے اعتبار سے ہمارے حق میں خدا کی رحمت ہے، اگر انگریز نہ آتے تو ہم کبھی کے کٹ مرے ہوتے۔(۱)

ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی لکھتے ہیں:

انہوں نے اپنے خطبات اور مذہبی تصانیف میں نہ صرف انگریزی حکومت کی اطاعت کی تلقین کی' بلکہ انگریزوں سے معاشرتی روابط پیدا کرنے کے حق میں بھی مذہبی دلائل پیش کیے۔(۲)

ڈپٹی نذیر احمد دہلوی ان الفاظ میں تلقین کرتے ہیں:

''آخر ہم ہندوؤں میں رہتے، ان سے ملتے جلتے ہیں اور ان کے ساتھ راہ ورسم رکھتے ہیں، تو انگریزوں کے ساتھ بدرجۂ اولیٰ ہم کو دنیاوی ارتباط رکھنا چاہیے اور اسی میں ہمارا فائدہ ہے، کیونکہ دریا میں رہنا اور مگرمچھ سے بیر نبھ نہیں سکتا''۔(۳)

(۱) مولوی نذیر احمد دہلوی' ص ۱۶۰ (۲) مولوی نذیر احمد دہلوی' ص ۳۸۶

(۳) مولوی نذیر احمد' ص ۱۵۹

انعامات

ڈپٹی نذیر احمد کی کتاب ''مراۃ العروس'' پر حکومت نے گراں قدر انعام سے نوازا۔ مسٹر کیمپسن، ناظم تعلیمات صوبہ شمال مغربی نے ان کی کتابیں دیکھیں تو پسند کیں اور فرمائش کی کہ ان کی نقلیں میرے پاس بھیج دو۔

دو ماہ بعد انہوں نے اطلاع بھیجی کہ مراۃ العروس ایک ہزار روپے کے اول انعام کے لیے حکومت کے سامنے پیش کی جا رہی ہے۔ صوبے کے لیفٹینینٹ گورنر سر ولیم میور نے آگرہ کے دربار میں انعام سے نوازا۔ مصنف کی عزت افزائی کے لیے اپنی جیب خاص سے ایک گھڑی مرحمت فرمائی۔ حکومت کی طرف سے کتاب کی دو ہزار جلدیں خریدی گئیں۔(۱)

سر ولیم میور کی شان میں قصیدہ

ڈپٹی نذیر احمد دہلوی نے سر ولیم میور کی شان میں ایک عربی قصیدہ لکھا جس کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

فانی اذا ما رمت اظهار شکرکم

تقصر عنه منطقی وبیانی

ولم ار قبلی قط من نال غاية

تخلف عنها اهل کل زمان

نقودی فلی فی الفه الف حاجة

قضاء دیون وافتکاک رهان

وغیرهما مالا اکاد اعدها

(۱) مولوی نذیر احمد، ص ۸۷

وذا ساعتی صیغت من العقیان

اقلدھا جیدی لیعلم أننی

لسر ولیم فی ربقة الاحسان

میں جب آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں، تو میری گفتگو اور قوتِ گویائی ساتھ نہیں دیتی۔

میں نے ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جس نے مجھ سے پہلے وہ بلند مقام حاصل کیا ہو جس سے تمام اہل زمانہ پیچھے رہ گئے ہیں۔

ایک ہزار نقد میں میری ہزار حاجتیں ہیں، قرضوں کی ادائیگی اور رہن کی واگزاری۔

ان کے علاوہ بے شمار حاجتیں ہیں اور یہ گھڑی ہے جو سونے سے بنائی گئی ہے۔

میں سے اپنی گردن میں لٹکا کر رکھوں گا تا کہ معلوم ہو کہ میں سر ولیم کے قلادۂ احسان میں ہوں۔

مولوی محمد حسین بٹالوی

مولوی محمد حسین بٹالوی اہل حدیث کے وکیل اور سرکردہ علماء میں سے تھے۔ ۱۷، محرم ۱۲۵۶ھ/۱۸۴۰ء کو پیدا ہوئے اور ۱۳۳۸ھ/۲۰۔۱۹۱۹ء کو فوت ہوئے۔

حکیم عبدالحئی لکھنوی لکھتے ہیں:

”الشیخ الفاضل ابو سعید محمد حسین بن رحیم بخش بن ذوق محمد الھندی البطالوی احد کبار العلماء.“ (۱)

گذشتہ صفحات میں انگریزی حکومت سے روابط کا تذکرہ زیادہ تر ان ہی کے حوالہ سے کیا گیا ہے اور ان معاملات میں زیادہ تر وہی پیش پیش رہے ہیں۔

(۱) نزہۃ الخواطر، نور محمد کراچی، ج ۸، ص ۴۲۷

۱۸۷۶ء میں انہوں نے ایک رسالہ الاقتصاد لکھا جس میں انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہندوستان تو ہندوستان دنیا کے کسی بھی اسلامی ملک کے مسلمانوں کا گورنمنٹ سے جہاد جائز نہیں۔

''۱۸۷۶ء میں ایڈیٹر اشاعۃ السنہ رسالہ اقتصاد فی مسائل الجہاد تالیف کر چکا ہے جس میں قرآن و حدیث اور فقہی دلائل سے ثابت و مدلل ہے کہ اس گورنمنٹ سے مسلمانوں کا ہند کے ہوں خواہ روم یا عرب کے مذہبی جہاد جائز نہیں اور اسی سال پنجاب کے عام اہل حدیث نے بذریعہ ایک عرض داشت اپنی عقیدت اطاعت گورنمنٹ کا اظہار کیا تھا جس پر گورنمنٹ کی طرف سے اس کی تائید و تصدیق میں ایک سرکلر جاری ہوا تھا۔ جو اشاعۃ السنہ نمبر۹، جلد۸ میں منقول ہو چکا ہے''(۱)

ہندوستان دارالاسلام ہے

بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:

''جس شہر یا ملک میں مسلمانوں کو مذہبی فرائض ادا کرنے کی آزادی حاصل ہو، وہ شہر یا ملک دارالحرب نہیں کہلاتا۔ پھر اگر وہ دراصل مسلمانوں کا ملک یا شہر ہو، اقوامِ غیر نے اس پر تغلب سے تسلط پا لیا ہو (جیسا کہ ملک ہندوستان ہے) تو جب تک اس میں ادائے شعائر اسلام کی آزادی رہے، وہ بحکم حالتِ قدیم دارالاسلام کہلاتا ہے''۔(۲)

دنیا کا کوئی مسلمان بادشاہ گورنمنٹ سے جہاد نہیں کر سکتا

بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:

''اس مسئلہ اور اس کے دلائل سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ملک ہندوستان باوجودیکہ

(۱) اشاعۃ السنہ، ج۹، شمارہ ۱، ص ۲۶ (۲) الاقتصاد، وکٹوریہ پریس، ص ۱۹

عیسائی سلطنت کے قبضہ میں ہے، دارالاسلام ہے، اس پر کسی بادشاہ کو عرب کا ہو خواہ عجم کا، مہدی سوڈان ہو یا خود حضرت سلطان (ترکی کا بادشاہ) شاہ ایران ہو خواہ امیر خراسان، مذہبی لڑائی و چڑھائی کرنا جائز نہیں ہے"۔(۱)

جہاد کہیں بھی نہیں ہوسکتا

مولوی محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں:

"ان دو نتیجوں سے ایک اور نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بھی شرعی جہاد کی کوئی صورت نہیں ہے، کیونکہ اس وقت نہ کوئی مسلمانوں کا امام موصوف بصفات و شرائط امامت موجود ہے اور نہ ان کو ایسی شوکت و جمعیت حاصل ہے جس سے وہ اپنے مخالفوں پر فتح یاب ہونے کی امید کر سکیں۔

ہم جب کبھی بعض اخبارات میں یہ خبر دیکھتے ہیں کہ سلطنتِ روم یا ریاستِ افغانستان وغیرہ بلادِ اسلام سے جہاد کا اشتہار دیا گیا ہے تو ہم کو سخت تعجب ہوتا ہے اور اس خبر کا یقین نہیں آتا اور یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس وقت روئے زمین پر امام کہاں ہیں جس کی پناہ میں اور اس کے امر و اجازت سے مسلمان جہاد کر سکیں اور ایسی جمعیت و شوکت کس کو میسر ہے جس سے وہ اپنے دشمنوں اور مخالفوں پر فتح یاب ہونے کی امید رکھیں۔" (۲)

بٹالوی صاحب نے رسالہ الاقتصاد پر پورے ملک کے سیکڑوں علماء سے تصدیق حاصل کی تھی، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"یہ رسالہ میں نے ۱۸۷۶ء میں تالیف کیا اور اس میں علماء اسلام کی رائیں لینے اور ان کا توافق رائے حاصل کرنے کے لیے لاہور سے عظیم آباد، پٹنہ تک سفر کیا اور اکابر علماء

(۱) الاقتصاد، وکٹوریہ پریس، ص ۲۵ (۲) الاقتصاد، ص ۷۲

مختلف فرقہ ہائے اسلام کو یہ رسالہ حرف بحرف سنا کر ان کا توافق رائے حاصل کیا اور بعض بلاد ہندوستان و پنجاب میں (جہاں راقم خود نہیں جا سکا) اس رسالہ کی متعدد کاپیاں بھجوا کر ان بلاد کے اکابر علماء کا اتفاق رائے حاصل کیا۔ پھر ۱۸۷۹ء میں اس رسالہ کے اصل اصول مسائل کو بہ ضمن ضمیمہ نمبر ۱۱ جلد ۲ رسالہ ''اشاعۃ السنہ'' بعنوان استشہاد عام لوگوں میں شائع کیا اور اس میں عام اہل اسلام کو ان مسائل میں اپنی آراء ظاہر کرنے کا موقع دیا جس پر بہت سے مواضع ہندوستان و پنجاب کے (جہاں وہ ضمیمہ پہنچا) صدہا عوام وخواص نے ان مسائل کی نسبت اپنا اتفاق رائے ظاہر کیا''۔(۱)

صاف ظاہر ہے کہ اس رسالہ کے مندرجات تمام اہل حدیث کے اتفاقی تھے، بٹالوی صاحب کے انفرادی نظریات نہ تھے۔

قصور میں اہل حدیث کے سرکردہ علماء میں مولوی غلام علی قصوری ثم امرتسری اور مولوی مرزا فتح محمد بیگ تھے۔ وہ دونوں بٹالوی صاحب سے بھی پہلے جہاد کے حرام ہونے کا فتویٰ دے چکے تھے۔ اس وقت ہمارے سامنے مرزا فتح محمد بیگ کی نگرانی میں شائع ہونے والے ماہانہ رسالہ انجمن مفید عام قصور کا ایک شمارہ ہے جس میں مرزائے موصوف کے رسالہ جہاد پر ریویو (تبصرہ) ایک معاصر اخبار سے نقل کیا گیا ہے۔ ذیل میں اس کے چند اقتباس کیے جاتے ہیں۔

''مرزا صاحب (فتح محمد بیگ) نے جملہ ساکنانِ پنجاب کی نسبت اعلیٰ حکام کے سامنے بارہا ظاہر کیا ہے کہ وہ سب کے سب بمقابلہ گورنمنٹ جہاد کو حرام خیال کرتے ہیں''۔(۲)

علاوہ بریں اور بہت سے علماء دین نے جو اس مسئلہ کی بابت بہت کچھ لکھا اور کہا ہے

(۱) الاقتصاد، ص ۳۔۲ (۲) رسالہ انجمن مفید عام قصور، شمارہ فروری ۱۸۸۰ء، ص ۲۲

ان کا کیا نقصان ہوا؟ جیسا کہ جناب مولانا حضرت مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر نجم الہند نے ایک رسالہ ڈاکٹر ہنٹر کے جواب میں لکھا اور مولوی غلام علی صاحب امرتسری ایک مدت سے اس مسئلہ کو بیان کر رہے ہیں' صاحب آخرالذکر خاص کر کے اس وقت بھی جہاد کو مخالف گورنمنٹ انگریزی ایسا ہی ناجائز اور حرام کہتے تھے، جبکہ مولوی محمد حسین بٹالوی اس مسئلہ میں ان کے برخلاف تھے"۔(۱)

۱۸۵۷ء کے مجاہدین مفسد' بدکردار' باغی

محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں:

"مفسدہ ۱۸۵۷ء میں جو مسلمان شریک ہوئے تھے' وہ سخت گناہ گار اور بحکم قرآن و حدیث ومفسد و باغی، بدکردار تھے، اکثر ان میں عوام کالانعام تھے، بعض جو خواص و علماء کہلاتے تھے، وہ بھی اصل علومِ دین (قرآن وحدیث) بے بہرہ تھے یا نافہم بے سمجھ، باخبرو سمجھ دار علماء (اہل حدیث) اس میں ہرگز شریک نہیں ہوئے اور نہ اس فتویٰ پر جو اس غدر جو جہاد بنانے کے لیے مفسد لیے پھرتے تھے انہوں نے خوشی سے دستخط کیے۔(۲)

جہاد حرام

دربھنگہ کے ایک اہل حدیث لکھتے ہیں:

"حکام مولوی محمد حسین صاحب سے پوچھتا کہ تمہارے مذہب میں سرکار سے جہاد درست ہے یا نہیں؟ تب انہوں نے ایک لکھی اور بہت علماء سے دستخط کرا کے بھیجی کہ ہم لوگ اہلِ حدیث کے مذہب میں بادشاہ سے جس کے امن میں رہتے ہیں' جہاد حرام ہے"۔(۳)

(۱) رسالہ انجمن مفید عام قصور' شمارہ فروری ۱۸۸۰ء ص ۲۴۔۲۳ (۲) اقتصاد فی مسائل الجہاد ص ۴۹
(۳) اشاعۃ السنۃ' ج ۱۰' شمارہ ۲' ص ۳۶

الاقتصاد کے علاوہ مولوی محمد حسین بٹالوی کی ادارت میں شائع ہونے والے جریدہ اشاعۃ السنہ کی فائلیں گواہ ہیں کہ فرقۂ اہل حدیث نے گورنمنٹ کے حضور کس کس طرح اپنی وفاداری کے ثبوت فراہم کیے ہیں:

''اشاعۃ السنہ نے گورنمنٹ میں اہل حدیث کی وقعت کو جما دیا اور ان کی وفاداری کا ثبوت دے کر داغِ بغاوت جو در اصل ان کے دشمنوں کا اختراع تھا' مٹادیا''(۱)

سرٹیفکیٹ

۳۱ مارچ ۸۷ء کے سارٹیفکیٹ میں سر چارلس ایچی سن صاحب بہادر سابق نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر پنجاب لکھتے ہیں:

''ابوسعید محمد حسین فرقہ اہل حدیث کے ایک سرگرم رکن مولوی اور فرقہ اسلام کے وفادار اور ثابت قدم وکیل ہیں' ان کی علمی کوششیں لیاقت سے ممتاز ہیں' وہ نیز ملکہ معظّمہ کی وفادار رعایا میں سے ہیں''۔(۲)

مولوی محمد یونس خاں اہل حدیث' رئیس وتاؤلی' علی گڑھ نے مولوی محمد حسین بٹالوی کی حمایت میں ایک مضمون لکھا ہے'اس کے چند اقتباس ملاحظہ ہوں۔

رفتار زمانہ سے واقف

''حقیقت میں مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب اہل حدیث کے فرقہ میں پہلے وہ شخص ہیں جو زمانہ کی رفتار سے واقف ہوئے ہیں اور ٹھیٹھ اسلام کی رو سے ہمارے اور گورنمنٹ ملکہ معظّمہ کے تعلقات کو سمجھے ہیں اور ان کو ظاہر کیا ہے ...... جب کہ تمام ملکوں اور تمام مذاہب کی رعایا حضور ملکہ معظّمہ کی پنجاہ سالہ جشن میں اظہارِ مسرت کر رہے ہیں۔کیا صرف

(۱)الاقتصاد'ص۴۰ (۲)اشاعۃ السنہ'ج۱۰'شمارہ۲'ص۴۱

فرقہ اہل حدیث ہی ایسا ناسپاس اور خیرہ ہو جاوئے کہ اظہارِ خوشی سے سکوت اختیار کرے''۔(۱)

بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:

''اس کاروائی کے پہلوؤں کو وہی لوگ خوب سمجھ سکتے ہیں جو پولٹیکل امور کے سمجھنے کا دماغ رکھتے ہیں''۔(۲)

مادرِ مہربان

مولوی محمد یونس اہل حدیث رئیس وتاؤلی لکھتے ہیں:

''ہم اپنی ملکہ مادرِ مہربان کی خوشی کے کیونکر ساتھ نہ ہوں؟ کون ملکہ؟ جس نے ہماری شوخ چشمیوں اور خیرہ سریوں کو بالکل اپنے دل سے فراموش کر کے غدر ۱۸۵۷ء کے بعد پھر ہم کو خطِ آزادی دیا اور جس نے اپنی ایک نگاہ عنایت اور ایک دستخطی فرمان سے ہمارے خونوں کو معاف کیا، ہماری جائیدادیں واپس کیں''۔(۳)

ملکہ ہماری سلطنت ہی کے لیے بنائی گئی ہے

''جب ایسی شفیق ملکہ پروردگار نے ہماری خوش قسمتی سے ہماری سلطنت کے واسطے بنائی ہے تو بتایئے کہ عقلاً وعرفاً وشرفاً کیونکر ہم اس کی خوشی کو اپنی خوشی نہ سمجھیں؟ اس کے رنج کو اپنا رنج تصور نہ کریں، اگر ہم ایسا نہ کریں تو ہم پر نفرین ہے''۔(۴)

ہم ڈنکے کی چوٹ پر گورنمنٹ کا ساتھ دیں گے

''اگر آپ کے دست و بازو میں قوت ہو جہاد کیجیے، مگر یاد رکھیے کہ ایسے صاحب کا

(۱)اشاعۃ السنۃ'ج ۱۰'شمارہ اول'ص ۲۲
(۲)حاشیہ اشاعۃ السنۃ'ج ۱۰'شمارہ اول'ص ۱۱
(۳)اشاعۃ السنۃ'ج ۱۰'شمارہ اول'ص ۲۴
(۴)اشاعۃ السنۃ'ج ۱۰'شمارہ اول'ص ۳۱

ساتھ دو ایک خارج از عقل ہی دیں گے اور میں اور میرے ساتھی تو ڈنکہ کی چوٹ سے بادشاہ وقت کا ساتھ دیں گے''۔

ملکہ کی خیرخواہی میں جان دینا باعثِ فخر

''اور سچ یہ ہے کہ اپنی ملکہ کی خیرخواہی کے واسطے جس کی سلطنت میں لکھو کھہا فوائد ہم کو حاصل ہوئے ہیں' اپنی جان کھودینے یا بدخواہ کی جان لینے کو اپنا فخر سمجھتے ہیں۔''

۱۸۵۷ء کے مجاہد بے وقوف تھے

''وہ لوگ اگرچہ ہمارے بزرگ یا قرابتی ہوں' بے وقوف اور نادان تھے' جنہوں نے ۱۸۵۷ء کے غدر کو برپا کیا تھا، اصل بات یہ ہے کہ وہ ہماری طرح اس سلطنت کے فوائد سے واقف نہ تھے''۔(۱)

برٹش گورنمنٹ ہی میں ہماری ترقی ہے

''بہتر ہے وہ صاحب افغانستان میں سنت کی پیروی کا وعظ کہیں یا مکہ معظّمہ میں حدود شرعی کو جاری کریں یا بخارا میں جو ایک مسلمانی ریاست روس کے ماتحت ہے' اپنے کو غیرمقلد ظاہر کریں، حضرت اس صورت میں یا تو آپ کا ہاتھ یا کان یا ناک نہ ہوگا یا آپ خود نہ ہوں گے۔ برٹش گورنمنٹ ہی میں آپ کی ترقی چلتی ہے اور جگہ کیا مجال جو آپ اپنی زبان تک ہلا سکیں''۔(۲)

مسلمانوں کو برٹش کا مطیع بنانا

ڈاکٹر ابومحمد جمال الدین، غیرمقلد (کھوری، ضلع ساگر) زیرِعنوان ''اس ایک مسئلہ

(۱) اشاعۃ السنۃ' ج ۱۰' شمارہ اول' ص ۲۳۔۲۲ (۲) اشاعۃ السنۃ' ج ۱۰' شمارہ اول' ص ۲۴

خلافت کے بیان کے بے انتہا فوائد ہیں'' لکھتے ہیں:

''☆مسلمانون کو برٹش کا زیادہ مطیع بنانا، اس کے فوائد بھی واقفانِ معاملات پولٹیکل پر مخفی نہیں ہیں۔

☆مسٹر بلنٹ (جو ترقی و بہی خواہ اسلام ہیں اور بہبودیٔ اسلام کے کام کرنے میں ساعی ہیں) کی مخالفت سے لوگوں کو باز رکھنا جس سے اتفاق اہل اسلام و ترقی اسلام کی تدابیر میں رخنہ اندازی نہ ہونے پاوے۔ ان میں سے ہر ایک فائدہ میں اور بھی بے شمار فوائد ہیں''۔(۱)

انعامِ وفا

اشاعۃ السنہ کی فائلوں سے چند اقتباسات گذشتہ صفحات میں پیش کیے گئے ہیں' جن سے یہ حقیقت بے نقاب ہو جاتی ہے کہ اہل حدیث کے وکیل مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنی پوری جماعت کو انگریز حکومت کے دامنِ مہر و وفا سے وابستہ رکھا، یہاں تک کہ گورنمنٹ نے نہ صرف ان کی وفاداری کا کھلے دل سے اعتراف کیا' بلکہ اظہارِ خوشنودی کے طور پر انعامات سے بھی مالا مال کیا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی اپنی وصیت میں لکھتے ہیں:

''اراضی جو خدا تعالیٰ نے گورنمنٹ سے مجھے دلائی ہے' چار مربع ہے''۔(۲)

مسعود عالم ندوی (اہل حدیث) لکھتے ہیں:

''ہندوستان کی جماعت اہل حدیث موجودہ شکل میں نمایاں ہوئی اور ان کے سرگروہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے سرکارِ انگریزی کی اطاعت کو واجب قرار دیا اور حد یہ کہ وقت کے

(۱) اشاعۃ السنہ' ج ۷' شمارہ ۸' ص ۲۲۷ (۲) اشاعۃ السنہ' ج ۱۹' شمارہ ۹' ص ۲۲۷

بعض مشہور حنفی علماء مولانا فضل حق خیرآبادی اور حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکہ کو سرکار سے بغاوت کے طعنے دیئے‘‘۔(۱)

انعام ملنے کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

’’مولوی محمد حسین بٹالوی نے جہاد کی منسوخی پر ایک رسالہ (الاقتصاد فی مسائل الجہاد) فارسی زبان میں تصنیف فرمایا تھا اور مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے بھی شائع کرائے تھے۔ معتبر اور ثقہ راویوں کا بیان ہے کہ اس کے معاوضے میں سرکار انگریزی سے انہیں ’’جاگیر‘‘ بھی ملی تھی۔ اس رسالہ کا پہلا حصہ ہمارے پیش نظر ہے‘ پوری کتاب تحریف و تدلیس کا عجیب وغریب نمونہ ہے‘‘۔(۲)

بٹالوی صاحب نے اپنی پوری قوم کو اس رنگ میں رنگ دیا تھا۔

’’اس رسالے (الاقتصاد) میں جہاد کو منسوخ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اوردو، انگریزی، عربی میں اس کے ترجمے بھی شائع ہوئے اور انگریزی اور اردو ترجمے سر چارلس اپچی سن اور سر جیمس لائل گورنران پنجاب کے نام معنون کیے گئے۔ اللہ مرحوم کی مغفرت کرے، اس کتاب پر انعام سے بھی سرفراز ہوئے تھے، جماعتِ اہل حدیث کو فرقہ کی شکل دینے میں ان کا حصہ ہے اور یہ ہی وہ بزرگ ہیں‘ جنہوں نے اس سادہ لوح فرقے میں وفاداری کی خوبو پیدا کی‘‘۔(۳)

واقعہ بھی یہ ہے کہ انگریز اپنے وفاداروں کو نوازنے میں بخل سے کام نہیں لیتا تھا۔

قاضی محمد سلیمان منصور پوری

قاضی صاحب سیشن جج پٹیالہ اور مصنف رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ۳۰ مارچ

(۱)ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک‘ ص ۸۔۲۷ (۲)ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک‘ ص ۲۷

(۳)ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک‘ ص ۴۔۱۷۳

۱۹۲۸ء کو آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے پندھوریں سالانہ اجلاس آگرہ میں ایک طویل خطبہ دیا، جس میں کانفرنس کے مقاصد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

مقصد ششم

''اس کانفرنس کا حکومت کی وفادار کے ساتھ ساتھ دینی دنیوی ترقی کا انتظام کرنا ہے۔ مجھے امید ہے کہ کوئی مسلمان بھی بغاوت یا مجرمانہ سازش یا معاندت سلطنت کا روادار نہیں، مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ جل شانہ کا حکم وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یاد ہے اور ہمیشہ یادرہنا چاہیے۔''(۱)

مولوی ثناءاللہ امرتسری

مشہور مناظر مولوی ثناءاللہ امرتسری ۱۲۸۷ھ/ ۱۸۷۰ء میں پیدا ہوئے۔ مولوی احمد اللہ امرتسری، مولوی عبدالمنان وزیرآبادی سے تعلیم پائی۔ دیوبند میں بھی پڑھتے رہے۔ کانپور میں مولانا احمد حسن کانپوری سے آخری کتابیں پڑھیں۔ تمام عمر امرتسر میں رہے۔ تقسیم کے بعد پاکستان آگئے۔ ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء کو سرگودھا میں فوت ہوئے۔(۲)

تفسیر یا تحریف؟

ان کی تصانیف میں سے تفسیر القرآن بکلال الرحمٰن عربی نے خوب شہرت پائی، ان کے ہم مسلک اہل حدیث علماء نے اس تفسیر پر سخت تنقید کی۔ مولوی عبدالحئ مؤرخ لکھتے ہیں:

(۱) خطباتِ سلیمان، مسلمان کمپنی، سوہدرہ، گوجرانوالہ، ص ۲۳۱ (۲) نزہۃ الخواطر، نور محمد کراچی، ج ۸، ص ۹۵-۹۶

وقد تعقب علیه بعض العلماء (۱)

''بعض علماء نے اس پر تعاقب کیا ہے''

یہ تعاقب اتنا سرسری نہیں تھا، جس طرح بیان کیا گیا ہے۔اہل حدیث کے مسلم عالم مولوی عبداللہ غزنوی کے شاگرد مولوی عبدالحق غزنوی نے ایک رسالہ الاربعین میں چالیس ایسے مقامات کی نشان دہی کی ہے جو ان کے نزدیک قابلِ اعتراض تھے۔اس تفسیر کے بارے میں ان کے تاثرات یہ ہیں:

''الفاظ غلط، معانی غلط، استدلالات غلط، بلکہ تحریفات میں یہودیوں کی بھی ناک کاٹ ڈالی''۔(۲)

''حقیقت یہ میں یہ بے انصاف، ناحق شناس، بدنام کنندۂ نکونامے، چند ناحق اہل حدیث کو بدنام کررہا ہے، بلکہ اہل حدیث سے بالکل مخالف اور اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔ فلاسفہ اور نیچریوں اور معتزلہ کا مقلد ہے۔ ناسخ و منسوخ، تقدیر، معجزات، کرامات، صفاتِ باری، دیدارِ الٰہی، میزان، عذابِ قبر، عرش، لوح محفوظ، دابۃ الارض، طلوع شمس از مغرب وغیرہ وغیرہ، جو اہل سنت میں مسائل اعتقادیہ اجماعیہ ہیں اور آیاتِ قرآنیہ ان پر شاہد ہیں اور علماء اہل سنت نے اپنی تفاسیر میں بالاتفاق جن آیات کی تفسیر ان مسائل کے ساتھ کی ہے۔انہوں نے ان سب آیتوں کو بتقلید کفرۂ یونان وفرقۂ ضالہ معتزلہ و قدریہ وجہمیہ خذلہم اللہ محرف ومبدل کر کے سبیل مؤمنین کو چھوڑ کر اپنے آپ کو ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولٰی ونصلہ جھنم وساء ت مصیرا کا مصداق بنایا''۔(۳)

یہ صرف مولوی عبدالحق غزنوی کی ذاتی رائے نہیں ہے۔ لاہور، امرتسر، راولپنڈی،

(۱) نزہۃ الخواطر، ص ۹۵ (۲) الاربعین، لاہور پرنٹنگ پریس، لاہور، ص ۳ (۳) الاربعین، ص ۵

ملتان، مدراس اور دیوبند وغیرہ کے چوراسی ذمہ دار علماء نے اپنی تقریظوں میں الاربعین کی تائید کرتے ہوئے اس تفسیر کو نبی اکرم ﷺ ،صحابہ کرام اور متقدمین کی تفاسیر کے مخالف قرار دیا ہے، ان میں اکثریت علماء اہل حدیث کی ہے۔ یہ تمام تقریظیں الاربعین میں شامل کر دی گئی ہیں۔

اہل حدیث کے امام مولوی عبدالجبار غزنوی لکھتے ہیں:

''مولوی مذکور نے اپنی تفسیر میں بہت جگہ تفسیر نبوی اور تفاسیر خیر قرون اور تفاسیر اہل سنت و جماعت کو چھوڑ کر تفسیر جہمیہ اور معتزلہ وغیرہ فرق ضالہ کو اختیار کیا...... بایں ہمہ اہل سنت و جماعت پھر اہل سنت میں فرقہ اہل حدیث کا دعویٰ کرنا اس کی دھوکہ دہی اور ابلہ فریبی ہے، بلکہ اہل حدیث تو درکنار اہل سنت و جماعت سے خارج ہے''۔(۱)

اہل حدیث کے وکیل مولوی محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں:

''تفسیر امرتسری کو تفسیر مرزائی کہا جائے تو بجا ہے، تفسیر چکڑالوی کا خطاب دیا جائے تو روا ہے......اس کا مصنف اس تفسیر سراپا الحاد و تحریف میں پورا مرزائی، پورا چکڑالوی اور چھٹا ہوا نیچری ہے''۔(۲)

اسی پر بس نہیں ۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۶ء میں مولوی ثناء اللہ امرتسری کی تجویز پر یہ مقدمہ سعودی عرب کے بادشاہ عبدالعزیز بن سعود کے سامنے پیش کیا گیا۔شاہ نے اپنے علماء کے سامنے یہ مقدمہ پیش کیا۔ انہوں نے الاربعین کی تائید کی اور امرتسری صاحب کو تائب ہونے کے لیے کہا۔

شیخ عبداللہ بن سلیمان آل بلیہد نے اپنی رائے اس انداز میں ظاہر کی:

''میں نے ان کو اہل حدیث اور اہل سنت کے مذہب و مسلک کی طرف رجوع کرنے

(۱) الاربعین، ص ۲۷ (۲) الاربعین، ص ۴۳

کی دعوت دی، مگر باوجود ان سب باتوں کے انہوں نے اپنی غلطیوں پر اصرار کیا اور معاندانہ روش اختیار کی۔(۱)

ریاض کے قاضی شیخ محمد بن عبداللطیف آل شیخ نے لکھا:

''نہ تو مولوی ثناء اللہ سے علم حاصل کرنا جائز ہے اور نہ اس کی اقتداء جائز ہے۔ اور نہ اس کی شہادت قبول کی جائے اور نہ اس سے کوئی بات روایت کی جائے اور نہ اس کی امامت صحیح ہے، میں نے اس پر حجت قائم کر دی، مگر وہ اپنی بات پر اڑا رہا۔ پس اس کے کفر اور مرتد ہونے میں شک نہیں''۔(۲)

مولوی عبدالاحد خانپوری، اہل حدیث لکھتے ہیں:

اور ثناء اللہ ملحد زندیق کا دین اللہ کا دین نہیں ہے، اس کا کچھ دین تو فلاسفہ دہریہ نمارده صائبین کا ہے جو ابراہیم خلیل علیہ السلام کے دشمن ہیں ...... اور کچھ دین اس کا ابوجہل کا ہے جو اس امت کا فرعون تھا، بلکہ اس سے بھی بدتر ہے ...... پس وہ بحکمِ قرآن واجب القتل ہے''۔(۳)

یہ سب اہل حدیث کے ذمہ دار اور مستند علماء کے فتوے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا امرتسری صاحب نے اپنے ان اقوال سے توبہ کر لی تھی جن کی بناء پر مذکورہ بالا فتوے لگائے گئے تھے اور اگر نہیں تو شیخ الاسلام کے معزز ترین لقب ہی کا پاس کیا ہوتا؟

مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز

امرتسری صاحب مرزائیوں سے مناظرہ اور مقابلہ کرتے رہے، لیکن مرزائیوں کے

(۱) فیصلہ مکہ، جمعیۃ مرکزیہ اہل حدیث ہند، لاہور، ص ۱۵ (۲) فیصلہ مکہ، جمعیۃ مرکزیہ اہل حدیث ہند، لاہور، ص ۱۷

(۳) الفیصلۃ الحجازیۃ السلطانیۃ، امان سرحد برقی پریس، راولپنڈی، ص ۸

بارے میں ان کا موقف کیا تھا؟ مولوی عبدالعزیز، سیکرٹری جمعیۃ مرکزیہ اہل حدیث، ہند کی زبانی سنیے۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''آپ نے لاہوری مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھی، آپ مرزائی کیوں نہیں؟ آپ نے فتویٰ دیا کہ مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز ہے، اس سے آپ خود مرزائی کیوں نہیں؟ آپ نے مرزائیوں کی عدالت میں مرزائی وکیل کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے مرزائیوں کو مسلمان مانا۔ اس سے آپ خود مرزائی کیوں نہیں ہوئے''۔ (۱)

اس کے باوجود اگر انہیں 'شیخ الاسلام' قرار دینے پر اصرار ہے تو ہمیں بتایا جائے کہ وہ کون سا اسلام ہے؟ خدا اور رسول کا اسلام تو ہو نہیں سکتا۔

آخر میں برٹش گورنمنٹ کے بارے میں ان کا نظریہ بھی دیکھ لیجیے۔

غلام رسول مہر، اہل حدیث لکھتے ہیں:

''۱۹۲۲ء میں ایک اجتماع کا انتظام ہوا اور اس میں مولانا ثناء اللہ مرحوم امرتسری بھی شریک تھے۔ وہ اہل حدیث کانفرنس کے سیکرٹری تھے۔ انہوں نے ہمیں کانفرنس کے اغراض ومقاصد دیئے، تو ان میں پہلی شق یہ تھی:

''حکومت برطانیہ سے وفاداری''

ہم نے عرض کیا کہ مولانا اسے تو نکال دیجیے۔ ہم ترکِ موالات کیے بیٹھے ہیں، تو وہ سخت غصے میں آ گئے، لیکن اکثریت نے یہ شق نکلوا دی''۔ (۲)

خیال فرمایا آپ نے کہ حکومت برطانیہ کی وفاداری کس قدر عزیز تھی؟ اکثریت نے اگرچہ یہ شق نکلوا دی، مگر امرتسری صاحب آخر تک اس شق کے حذف کرنے کو قبول نہ کر سکے پھر اس شق کا نکلوا دینا بھی محلِ غور ہے، کیونکہ اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ ۱۹۲۸ء میں آل انڈیا

(۱) فیصلہ مکہ، ص ۳۶ (۲) حاشیہ سیرت ثنائی، ص ۴۵۲

اہل حدیث کانفرنس کے پندرھویں اجلاس میں جو آگرہ میں منعقد ہوا تھا، قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے اپنے خطبہ میں کانفرنس کا چھٹا مقصد' حکومت کی وفادار کو قرار دیا تھا۔

نواب نورالحسن خان صاحب

آپ نواب صدیق حسن خاں صاحب کے صاحبزادے ہیں عقائد و اعمال میں اپنے والد کے نقشِ قدم پر تھے۔ آپ نے بھی عمل بالقرآن کی آڑ میں اقوال واجتہاد صحابہ کا انکار کیا۔ اجماعِ امت اور قیاس مجتہد کے منکر ہو کر خود اجتہادی کے زعم میں نت نئے مسائل گھڑے' ذیل میں آپ کے چند وہ مسائل ذکر کیے جاتے ہیں جن میں آپ اپنے والد بزرگوار کو بھی پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔

نواب نورالحسن خان صاحب لکھتے ہیں:

۱۔ اصول میں یہ بات طے ہوگئی ہے کہ صحابہ کا قول حجت نہیں۔(۱)

۲۔ صحابہ کا اجتہاد امت میں سے کسی فرد پر بھی حجت نہیں۔(۲)

۳۔ اجماع وقیاس کی کوئی حیثیت نہیں۔(۳)

۴۔ مشت زنی کرنا ضرورت کے وقت جائز ہے اور اگر فتنہ کا خوف ہو مثلاً یہ کہ عورت کو تانک جھانک کرے گا۔ تو ایسی صورت میں مستحب ہے۔ اور اگر اس حرکت کے بغیر گناہ سے بچنا ممکن نہ ہو تو واجب ہے، منقول ہے کہ صحابہ کرام بھی مشت زنی کر لیا کرتے تھے۔ (العیاذ باللہ) اور مشت زنی کرنے میں کوئی حرج بھی نہیں ایسے ہی سمجھے جیسے بدن سے دوسرے فضلات نکلتے ہیں ایسے ہی منی نکل گئی۔(۴)

۵۔ کافر کا ذبیحہ حلال ہے اس کا کھانا جائز ہے۔(۵)

(۱) عرف الجادی' ص ۱۰۱ (۲) عرف الجادی' ص ۲۰۷ (۳) عرف الجادی' ص ۳
(۴) عرف الجادی' ص ۲۰۷ (۵) عرف الجادی' ص ۱۰

٦۔ بیک وقت چار عورتوں سے زیادہ نکاح جائز ہے۔(۱)

۷۔ اونچی قبروں کو زمین کے برابر کردینا واجب ہے چاہے نبی کی قبر ہو یا ولی کی۔(۲)

۸۔ انبیاء واولیاء کی قبروں پر نہیں جانا چاہیے تاکہ امر جاہلیت رواج نہ پائے۔(۳)

نواب وحید الزماں صاحب

آپ طبقہ غیر مقلدین میں صحاح ستہ کے مترجم کی حیثیت سے معروف ہیں' آپ اجماع اور قیاس شرعی کو ٹھکرا کر خود اجتہادی کے زعم میں اتنے آگے نکلے ہیں کہ شیعوں کو بھی مات کر گئے ہیں' آپ نے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ کی افضلیت کا انکار کیا، بہت سے صحابہ کرام پر سب وشتم کیا حتی کہ انہیں فاسق تک کہہ دیا، نت نئے مسائل گھڑے، بطورِ نمونہ چند مسائل ذکر کیے جاتے ہیں یہ مسائل ایسے دل خراش ہیں جن کے ذکر سے کلیجہ منہ کو آتا ہے صرف تصویر کا اصل رخ دکھانے کے لیے ذکر کیے جارہے ہیں۔

نواب صاحب لکھتے ہیں:

۱......اس مسئلہ میں قدیم سے اختلاف چلا آیا ہے کہ عثمان وعلی دونوں میں افضل کون ہیں لیکن شیخین کو اکثر اہل سنت حضرت علی سے افضل کہتے ہیں اور مجھ کو اس امر پر بھی کوئی دلیل قطعی نہیں ملتی۔(۴)

۲......خلفاء راشدین کو گالیاں دینے سے آدمی کافر نہیں ہوتا۔(۵)

۳......خطبہ جمعہ میں خلفاء کے ذکر کا التزام بدعت ہے۔(۶)

خطبہ میں سے خلفاء راشدین کے ذکر کو چھوڑ دینا اولیٰ ہے۔(۷)

(۱)عرف الجادی'ص ۱۱۱ (۲)عرف الجادی'ص ۶۰ (۳)عرف الجادی'ص ۸۵

(۴)حیات وحید الزماں'ص ۳ بحوالہ وحید اللغات مادہ عشم (۵)نزل الابرار ج ۲'ص ۳۱۸

(۶)ہدیۃ المہدی'ج ۱'ص ۱۱۰ (۷)نزل الابرار ج ۱'ص ۱۵۲

۴......ولید (بن عقبہ)، معاویہ (بن سفیان)، عمرو (بن عاص)، مغیرہ (بن شعبہ)، سمرہ (بن جندب) فاسق ہیں۔ (العیاذ باللہ) (۱)

۵......"بھلا ان پاک نفسوں پر معاویہ ا کا قیاس کیوں کر ہوسکتا ہے جو نہ مہاجرین میں سے، نہ انصار میں سے نہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کی کوئی خدمت اور جاں نثاری کی بلکہ آپ سے لڑتے رہے اور فتح مکہ کے دن ڈر کے مارے مسلمان ہو گئے پھر آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عثمان کو یہ رائے دی کہ علی اور طلحہ اور زبیر کو قتل کر ڈالیں"۔ (۲)

۶......ایک سچے مسلمان کا جس میں ایک ذرہ برابر بھی پیغمبر صاحب کی محبت ہو دل یہ گوارا کرے گا کہ وہ معاویہ کی تعریف اور توصیف کرے البتہ ہم اہل سنت کا یہ طریق ہے کہ صحابہ کرام سے سکوت کرتے ہیں۔ اس لیے معاویہ سے بھی سکوت کرنا ہمارا مذہب ہے اور یہی اسلم اور قرین احتیاط ہے مگر ان کی نسبت کلماتِ تعظیم مثل حضرت و رضی اللہ عنہ کہنا سخت دلیری اور بے باکی ہے اللہ محفوظ رکھے۔ (۳)

۷......رام چندر، لچھمن کشن جی جو ہندوؤں میں مشہور ہیں، اسی طرح فارسیوں میں زرتشت، اور چین اور جاپان والوں میں کنفسیوشس، اور بدھا اور سقراط و فیثا غورث یونانیوں میں جو مشہور ہیں ہم ان کی نبوت کا انکار نہیں کر سکتے کہ یہ انبیاء وصلحا تھے۔ (۴)

۸......عورت سے لواطت کو جائز سمجھنے والا کافر کجا فاسق بھی نہیں۔ (۵)

۹......متعہ کا جواز قرآن کی قطعی آیت سے ثابت ہے۔ (۶)

(۱) نزل الابرار ج ۳ ص ۹۴ (۲) حیات وحید الزماں ص ۱۰۷ بحوالہ وحید اللغات مادہ عز
(۳) حیات وحید الزماں ص ۱۰۹ بحوالہ وحید اللغات مادہ عز (۴) ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۸۸ (۵) نزل الابرار ج ۱ ص ۴۶ (۶) نزل الابرار ج ۲ ص ۳۳، ۳۴

۱۰......نکاح میں بینڈ باجے بجوانے زمانہ کے دستور کے مطابق مستحب ہیں اور دف بجانا واجب ہے۔(۱)

۱۱......غیر اللہ سے استعانت کرنا اوران سے مدد چاہنا جائز ہے' شرک نہیں۔(۲)

۱۲......غیر اللہ کو ندا کرنا مطلقاً جائز ہے۔(۳)

۱۳......فاتحہ مروجہ رسمیہ سے، گانے اور مزامیر سے روکنا نہیں چاہیے۔(۴)

۱۴......متعہ کرنے والے کو، شطرنج کھیلنے والے کو اور مروجہ مجالسِ میلاد سے لوگوں کو روکنا نہیں چاہیے۔(۵)

۱۵......جوتیوں سمیت نماز پڑھنا مسنون ہے۔(۶)

قارئین! یہ صرف چند مسائل ذکر کیے گئے ہیں، ان جیسے سیکڑوں مسائل ان کی کتابوں میں موجود ہیں جو بخوفِ طوالت ذکر نہیں کیے گئے۔ آپ ان چند مسائل ہی سے غیر مقلدین حضرات کی ذہنیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

حافظ عبداللہ صاحب روپڑی

طبقہ غیر مقلدین میں مجتہد العصر کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں آپ نے احناف کے خلاف بہت سے رسائل لکھے ہیں تقلید کے سخت مخالف ہیں۔ آپ کے نزدیک تقلید شرک و بدعت ہے۔ چونکہ بزعم خویش خود مجتہد ہیں اس لیے دوسروں کے اجتہادات ماننے کو تیار نہیں۔ آپ کے چند اجتہادات نذرِ قارئین کے جاتے ہیں۔

۱......آپ سے سوال ہوا کہ کیا عورت ناخن پالش ناخنوں پر لگا کر وضو کر کے نماز پڑھ سکتی ہے؟

(۱) نزل الابرار ج ۲ ص ۳ (۲) ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۱۹ (۳) ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۲۳
(۴) ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۱۸ (۵) ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۱۸ (۶) کنز الحقائق ص ۱۹

آپ نے جواباً ارشاد فرمایا:

''ناخن پالش مہندی کی قسم سے ہے، مہندی کا رنگ بھی دوتین دفعہ لگانے سے گاڑھا ہوجاتا ہے جو بالاتفاق جائز ہے، ایسا ہی ناخن پالش کو سمجھ لینا چاہیے۔''(۱)

۲...... بے نمازی کے بارے میں حافظ صاحب کا یہ نظریہ ہے کہ وہ کافر ہے لہٰذا اس سے میل جول رکھنا صحیح نہ اس کا ذبیحہ مسلمان کا ذبیحہ ہے اور نہ ہی اس کی نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے۔

آپ لکھتے ہیں:

''بے نماز بے شک کافر ہے خواہ ایک نماز کا تارک ہو یا سب نمازوں کا کیونکہ **من ترک الصلاۃ متعمدا فقد کفر** عام ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ ہر تارک کافر ہے۔ رہا بے نماز کا ذبیحہ کا حکم سو وہ اہل کتاب کے حکم میں ہونے کی وجہ سے درست ہوسکتا ہے خواہ نیک ذبح کرنے والا پاس ہو یا نہ ہو، ہاں نیک ہر طرح سے بہتر ہے اور بے نماز جب کافر ہوا تو اس کا کھانا مثل عیسائی کے کھانے کے سمجھ لینا چاہیے حتی الوسع اس سے پرہیز رکھے عند الضرورۃ کھالے''۔(۲)

''جو کبھی نماز پڑھے اور کبھی نہ پڑھے یا بالکل نماز کا تارک ہو اس کے ساتھ دوستانہ تعلق اور اس کے ساتھ محبت کے طور پر سلوک کرنا یا تحفہ وغیرہ بھیجنا اور ضیافت کرنا بالکل جائز نہیں ہاں عام لین دین جیسے ہندوؤں سے کرتے ہیں ان کی دکانوں سے سودا وغیرہ لیتے ہیں اور ان کی دکانوں سے اشیاء وغیرہ فروخت کرتے ہیں اس کا کوئی حرج نہیں''۔(۳)

۳......خاوند بیوی کے اتحاد و اتفاق سے رہنے کے متعلق آپ لکھتے ہیں:

(۱) فتاویٰ اہل حدیث، ج ۱، ص ۳۵۱ (۲) فتاویٰ اہل حدیث، ج ۱، ص ۳۷۷

(۳) فتاویٰ اہل حدیث، ج ۱، ص ۳۷۷

''خاوند بیوی کا تعلق اور ان کا اتفاق و محبت سے رہنا اس کو شریعت نے اتنی اہمیت دی ہے کہ اس کے لیے اللہ پر جھوٹ بولنا بھی جائز ہے''۔(۱)

مولوی ثناء اللہ صاحب اس فتوے پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ناظرین کس قدر جرأت ہے کتنی دلیری ہے کتنی زن پرستی ہے کہ بیوی کی خاطر اللہ پر جھوٹ بولنا بھی جائز ہے سچ ہے کَبُرَتْ کَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ. (۲)

مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب رقم طراز ہیں:

''ایک دفعہ حافظ عبداللہ صاحب روپڑی کے دل میں معارفِ قرآن لکھنے کا شوق پیدا ہوا تو آپ نے سب سے پہلے آیت واذ قال ربک للملائکة انی جاعل فی الارض خلیفة کو منتخب کیا اور یک مئی ۳۲ء کے پرچہ میں معارف القرآن کا عنوان دے کر یہ آیت لکھی اور اس سے بڑے بڑے معارف مستنبط کیے جن کی بابت یہ کہنا بالکل بجا ہے لاَ عَیْنٌ رَاَتْ وَلاَ اُذُنٌ سَمِعَتْ (نہ کسی آنکھ نے دیکھے نہ کسی کان نے سنے) ہم پبلک سے حافظ صاحب کے معارف کی قدر کرانے کو انہی کے الفاظ میں نقل کرتے ہیں۔

''رحم کی شکل قریباً صراحی کی ہے۔رحم کی گردن عموماً چھ انگل سے گیارہ انگل اسی عورت کی ہوتی ہے ہمبستری کے وقت قضیب (آلت مرد) گردن رحم میں داخل ہوتا ہے اور اسی رستے منی رحم میں پہنچتی ہے اگر گردن رحم اور قضیب لمبائی میں برابر ہوں تو منی وسط (گہرائی) رحم میں پہنچ جاتی ہے ورنہ درے رہتی ہے اور بعض دفعہ مرد کی منی زیادہ دفق (زور) کے ساتھ نکلے تو یہ بھی ایک ذریعہ وسط میں پہنچنے کا ہے، مگر یہ طاقت اور قوت مردمی پر موقوف ہے''۔(۳)

(۱) مظالم روپڑی، ص ۵۳، بحوالہ تنظیم یکم ستمبر ۱۹۳۲ء، ص ۱۰ (۲) مظالم روپڑی، ص ۵۲
(۳) تنظیم یکم مئی ۳۲ء، ص ۶، کالم نمبر ۱

''رحم مثانہ (پیشاب کی تھیلی) اور رودہ مستقیم (پاخانہ نکلنے کی انتڑی) کے درمیان پٹھے کی طرح سفید رنگ کا گردن والا ایک عضو ہے جس کی شکل قریب قریب الٹی صراحی کے بتلایا کرتے ہیں مگر پورا نقشہ اس کا قدرت نے خود مرد کے اندر رکھا ہے، مرد اپنی آلت (ذکر) کو اٹھا کر پیڑو کے ساتھ لگا لے تو آلت مع خصیتین رحم کا پورا نقشہ ہے، آلت بمنزلہ گردن رحم کے ہے اور خصیتین بمنزلہ پچھلے حصہ رحم کے ہیں، پچھلا حصہ رحم کا ناف کے قریب سے شروع ہوتا ہے اور گردن رحم کی عورت شرمگاہ میں واقع ہوتی ہے۔ جیسے ایک آستین دوسری آستین میں ہو' گردن رحم پر زائد گوشت لگا ہوتا ہے اس کو رحم کا منہ کہتے ہیں اور یہ منہ ہمیشہ بند رہتا ہے، ہمبستری کے وقت آلت کے اندر جانے سے کھلتا ہے یا جب بچہ پیدا ہوتا ہے۔ قدرت نے رحم کے منہ میں خصوصیت کے ساتھ لذت کا احساس رکھا ہے اگر آلت اس کو چھوئے تو مرد عورت دونوں محظوظ ہوتے ہیں خاص کر جب آلت اور گردن رحم کی لمبائی میں یکساں ہوں تو یہ مرد عورت کی کمال محبت اور زیادتی لذت اور قرار حمل کا ذریعہ ہے۔ رحم منی کا شائق ہے اسی لیے ہمبستری کے وقت رحم کا جسم گردن کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ گردن رحم کی عموماً چھ انگشت اسی عورت کی ہوتی ہے اور زیادہ سے زیادہ گیارہ انگشت ہوتی ہے، منہ رحم کا عورت کی شرمگاہ میں پیشاب کے سوراخ سے ایک انگلی سے کچھ کم پیچھے ہوتا ہے اور گردن رحم کی کسی عورت میں دائیں جانب اور کسی میں بائیں جانب مائل ہوتی ہے۔ رحم کی باہر کی طرف اگرچہ ایسی نرم نہیں ہوتی لیکن باطن اس کا نہایت نرم شکن دار ہوتا ہے تاکہ آلت (ذکر) کے دخول کے وقت دونوں محظوظ ہوں۔ نیز ربڑ کی طرح کھینچنے سے کھنچ جاتا ہے تاکہ جتنی آلت داخل ہو' اتنا بڑھتا جائے۔ کنواری عورتوں میں رحم کے منہ پر کچھ رگیں سی تنی ہوتی ہیں جو پہلی صحبت سے پھٹ جاتی ہیں اسی کو ازالہ بکارت کہتے ہیں۔ (۱)

(۱) مظالم روپڑی، ص ۵۴، ۵۵

ان معارف قرآنی کو ذکر کر کے مولوی ثناءاللہ صاحب اس پر تبصرہ فرماتے ہیں:

''ناظرین خصوصاً علماء محدثین: ان معارف کو ملاحظہ کر کے امور ذیل کی بابت اطلاع دیں:

۱...... کیا یہ معارف قرآن ہیں یا کوک شاستر؟

۲...... یہ معارف آیت موصوفہ سے مستنبط ہو سکتے ہیں؟

۳...... سلفِ صالحین میں سے کسی چھوٹے بڑے مفسر نے ان معارف کو استنباط کیا ہے؟

۴...... کیا علماء کرام اجازت دیں گے کہ ان معارف کو چھوٹے سے رسالہ کی صورت میں لکھوا کر لڑکوں اور لڑکیوں کے مدارس میں داخل تعلیم کیا جائے۔

۵...... کیا حافظ عبداللہ صاحب موجد معارف پسند کریں گے کہ خاص ان کے موضع کمیر پور کے مدرسہ بنات میں اس رسالہ (معارف قرآن یا کوک شاستر) کو داخل نصاب کیا جائے۔ اگر ناپسند کریں تو کیا یہ معارف صرف مردوں کے لیے ہیں عورتوں کا ان معارف قرآنیہ میں حصہ کیوں نہیں؟

شرم! سچ ہے

حافظا! می خور و رندی کن و خوش باش دلے
دام تزویر مکن چو دگراں قرآن را''(۱)

حافظ عبداللہ صاحب روپڑی نے اپنے اخبار مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۳۵ء میں ایک نعت شائع کی تھی جس کا ایک شعر یہ تھا

(۱) مظالم روپڑی، ص ۵۵

اَنْتَ الَّذِیْ مِنْ نُوْرِکَ الْبَدْرُ اکْتَسٰی

وَالشَّمْسُ مُشْرِقَۃٌ بِنُوْرِ بَھَاکَا

اس شعر کے خلاف صحیفہ اہل حدیث دہلی میں علماء اہل حدیث کا فتویٰ شائع ہوا تھا۔ چند مولویانِ کرام کے فتاویٰ کے اقتباس ملاحظہ فرمائیے۔

مولوی محمد صاحب جونا گڑھی لکھتے ہیں:

''یہ مولوی صاحب جھوٹے ہیں، بدعقیدہ ہیں۔ اسے علم دین سے بلکہ خود دین سے بھی مس نہیں لہذا ایسے جہلاء کا ہم عقیدہ ہونا اپنا ایمان برباد کرنا ہے''۔(۱)

مولوی عبیداللہ مدرس زبیدیہ دہلی لکھتے ہیں:

''شخص مذکور فی السوال ملحد بددین ہے ایسے عقیدہ فاسدہ سے ہر ایک مسلمان کو گریز کرنا لابدی ہے اور جو اس شخص کے ہم خیال ہیں ان سے اجتناب کرنا واجب ہے''۔(۲)

مولوی محمد اسحاق صاحب شاگرد مولوی عبدالوہاب امام جماعت غرباء اہل حدیث لکھتے ہیں:

''واقعی ایسا شخص ملحد اور زندیق ہے.......... بے شک ایسا شخص لائق امامت نہیں، ہاں اگر توبہ کرے تو مسلمان ہے''۔(۳)

مولوی محمد یوسف نجاوری لکھتے ہیں:

بلاشک وشبہ ایسا عقیدہ رکھنے والا شخص مرتد وملحد خارج عن الاسلام ہے اور پکا مشرک ہے اس پر جنت حرام ہے اور اس کی کوئی عبادت قولی وبدنی ومالی قبول نہیں اور ایسا شخص **انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ** کا مستحق ہے۔ ایسے شخص کی کوئی عبادت وعظ درس قبول نہیں بلکہ وہ **وَمَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَیَمُتْ وَھُوَ کَافِرٌ الآیۃ** کا

(۱)مظالم روپڑی، ص ۴۸ (۲)مظالم روپڑی، ص ۴۹ (۳)مظالم روپڑی، ص ۵۰

مستحق ہے......فی الحقیقت ایسا شخص مرتد اور اکفر ہے‘‘۔(۱)

مولوی عبدالوہاب صاحب ملتانی صدری دہلوی

آپ جماعت غرباء اہل حدیث کے امیر اور غیر مقلدین کے استاذ الاساتذہ ہیں۔ آپ کا کہنا ہے کہ میں کسی امام کو نہیں مانتا میں خود امام ہوں۔

’’میں امامِ وقت ہوں‘‘۔(۲)

’’امام وقت اپنے نبی کا نائب ہوتا ہے جو حالت نبی کی ہوتی ہے وہ ہی امام کی ہوتی ہے‘‘۔(۳)

’’یہ جو فرق بتایا گیا ہے کہ نبی کا فروں میں ہوتا ہے یہ ٹھیک نہیں کیونکہ ہمارے نبی ﷺ ہی کو دیکھو کہ وہ مسلمانوں میں آئے مکہ کے لوگ مسلمان تھے‘‘۔(۴)

’’میری بیعت مثل ابوبکر صدیق کے ہوئی جیسے ابوبکر صدیق کی بیعت پر صحابہ باتیں بناتے تھے کہ یہ اذل قبیلہ (بہت ذلیل قبیلہ) کا ہے لائق امامت بیعت نہیں بلکہ دوسرا اس کا مستحق ہے ایسے ہی لوگ مجھ کو کہتے ہیں۔‘‘ (۵)

قارئین! آپ نے مولوی عبدالوہاب صاحب کا دعویٰ امامت ملاحظہ فرمایا۔اب ذرا غیر مقلدین کے ان امام صاحب کے احکامات بھی ملاحظہ فرمائیے۔

اشاد ہوتا ہے:

’’جو امام وقت کی بیعت کے بغیر مرے گا وہ جاہلیت کی موت مرے گا اور جو امام وقت کی اجازت کے بغیر زکوٰۃ دے گا تو اس کی زکوٰۃ قبول نہ ہوگی۔اور ایسے ہی امام کی اجازت بغیر طلاق، نکاح بھی درست نہیں اور جو اس وقت مدعی امامت کا ہوگا وہ واجب القتل

(۱)مظالم روپڑی‘ص ۵۱ (۲)مقاصد الامامۃ‘ص ۲ (۳)مقاصد الامامۃ‘ص ۱۴
(۴)مقاصد الامامۃ‘ص ۱۵ (۵)مقاصد الامامۃ‘ص ۷

ہے‘‘۔(۱)

مولوی صاحب کے اجتہادی مسائل پر بھی نظر ڈال لیجیے:

۱......مولوی عبدالوہاب اور ان کی جماعت کا مذہب ہے کہ مرغ کی قربانی جائز ہے۔(۲)

۲......چار آٹھ آنے کا گوشت بازار سے خرید کر قربانی کے دنوں میں تقسیم کر دینا قربانی ہے۔(۳)

۳......بیع مضاربت ہندوؤں سے اس طرح کرنی کہ وہ نفع میں شریک اور نقصان میں شریک نہیں جائز ہے۔(۴)

۴......قربانی اور نیاز بیت اللہ کے روپیہ کسی دوسرے مصرف یعنی کسی کارِ خیر میں مثل مسجد وغیرہ کے اپنے ملک ہندوستان میں صرف کر دینا جائز ہے۔(۵)

۵......قربانی کے روپیہ بیت اللہ میں ایک مال دار شخص کے حوالے کر دے اور اس میں یہ خیال کر لے کہ دینے والے کو ایک لاکھ کا ثواب ہو گیا۔اور پھر اس روپیہ کو ہندوستان لا کر مسجدیں وغیرہ بنانا جائز ہیں۔(۶)

مولوی عبدالوہاب اور ان کی جماعت ’’جماعت غرباء اہل حدیث‘‘ کے متعلق مشہور غیر مقلد محمد مبارک صاحب استاذ نبی باغ ضیاء الدین میموریل کالج کراچی نے کچھ ریمارکس دیے ہیں قارئین انہیں بھی ملاحظہ فرماتے چلیں۔

محمد مبارک صاحب لکھتے ہیں:

’’جماعت غرباء اہل حدیث کی بنیاد صرف محدثین کی مخالفت پر رکھی گئی تھی صرف یہی

(۱)مقاصد الامامۃ‘ص ۲ (۲)مقاصد الامامۃ‘ص ۵ (۳)مقاصد الامامۃ‘ص ۵

(۴)مقاصد الامامۃ‘ص ۵ (۵)مقاصد الامامۃ‘ص ۳ (۶)مقاصد الامامۃ‘ص ۳

مقصد نہیں بلکہ ''تحریک مجاہدین'' یعنی سید احمد بریلوی کی تحریک کی مخالفت کر کے انگریز کو خوش کرنے کا مقصد پنہاں تھا۔ جس کا اظہار اس طرح کیا گیا کہ ۱۱ھ میں مولوی عبدالوہاب ملتانی صاحب نے اپنے امام ہونے کا دعویٰ کیا اور ساتھ ہی یہ کہا جو میری بیعت نہیں کرے گا وہ جہالت کی موت مرے گا''۔(۱)

مزید لکھتے ہیں:

''جماعت غربا اہل حدیث باغی جماعت ہے جس کا جماعت اہل حدیث سے کوئی تعلق نہیں بلکہ پوری جماعت مع امام کے واجب القتل ہے افسوس سید احمد شہید کی تحریک کامیاب ہو جاتی تو ضرور جماعت غرباء اہل حدیث کو مع امام کے قتل کیا جاتا جس طرح سیدنا امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے مسیلمہ کذاب اور اس کے ساتھیوں کو کیفر کردار تک پہنچا دیا تھا جس طرح مسیلمہ کذاب کی حمایت کرنے والے مجرم تھے اسی طرح وہ علماء جو جماعت غرباء اہل حدیث کے جلسوں کو رونق بخشتے ہیں وہ بھی مجرم ہیں۔'' (۲)

جس وقت مولوی عبدالوہاب صاحب نے یہ دعویٰ کیا کہ میں امام وقت ہوں اور مجھے نہ دینے والے کی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی تو بہت سے غیر مقلد علماء ان سے بگڑ گئے اور ان کے خلاف سخت، سخت فتوے دیئے۔ ذیل میں صرف ایک فتویٰ نقل کیا جاتا ہے یہ فتویٰ مولوی ابو سعید محمد شرف الدین صاحب کا ہے جو میاں نذیر حسین صاحب کے مدرسہ کے صدر مدرس ہیں۔

وہ لکھتے ہیں:

''ایسے ملا، مولوی، نفس کے بندے خواہشِ نفسانی کے لیے گھڑ گھڑ کر مسئلے بناتے ہیں اور پھر کہتے ہیں یہ قرآن و حدیث کا مسئلہ ہے اور یہ خدا و رسول کا حکم ہے............ ایسے مولوی کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ دینے والے سخت گناہ گار ہیں۔ یہ مولوی

(۱) علماء احناف اور تحریک مجاہدین، ص ۴۸ (۲) علماء احناف اور تحریک مجاہدین، ص ۵۲، ۵۳

مصرف زکوٰۃ میں خرچ نہیں کرتا اپنی جائیداد خریدتا ہے اسی زکوٰۃ سے وہ بہت بڑا مال دار بن گیا ہے اور خود زکوٰۃ نہیں دیتا، تارک فرض ہے حالانکہ خود قائل ہے کہ جو ایک فرض ادا نہیں کرتا اس کے اور فرض بھی ادا نہیں ہوتے، پہلے تو وہ اس کا قائل تھا، نہ معلوم اب کیا حال ہے اس لیے کہ وہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا رہتا ہے ایک متعہ ہی کو دیکھ لو‘‘۔(۱)

حکیم فیض عالم صدیقی صاحب

غیر مقلدین کے بے نظیر (’’شہادت ذوالنورین‘‘ کے تبصرہ نگاروں نے حکیم صاحب کے لیے یہ لقب استعمال کیے ملاحظہ فرمایئے شہادت ذوالنورین‘ ص ۲۲۔۲۵) مایہ ناز محقق ہیں‘ انہیں اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سے خصوصی پرخاش ہے، دریدہ دہنی پر آتے ہیں تو صحابہ وتابعین کو بھی نہیں بخشتے۔ حکیم صاحب نے ایک کتاب لکھی ہے ’’سیدنا حسن بن علی‘‘ اس میں آپ نے ایک نہایت ہی روح فرسا عنوان قائم کیا ہے۔

’’سیدنا علی کی نام نہاد خلافت اور سیدنا حسن‘‘

اس عنوان کے تحت حکیم صاحب نے بزعم خویش دو چیزیں ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ایک تو یہ کہ (معاذ اللہ) حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ خلافت کے اہل نہیں تھے‘ دوسرے یہ کہ (معاذ اللہ) آپ کی خلافت نام نہاد تھی اس پر انہوں نے بہت زور صرف کیا ہے۔

حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی صحابیت کا انکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’حضرات حسنین کو زمرہ صحابہ میں شمار کرنا صریحاً سبائیت کی ترجمانی ہے یا اندھا دھند تقلید کی خرابی‘‘۔(۲)

حضرت حسن کی وفات کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(۱) خلافتِ محمدی‘ ص ۳۰۔۳۱ (۲) سیدنا حسن بن علی‘ ص ۲۳

''حقیقت یہ ہے کہ سیدنا حسن کو اپنی ماں کا دودھ پینے کا موقع نہ ملا تھا آپ کی پرورش دوسرے دودھ سے ہوئی تھی اس لیے صحت کے لحاظ سے آپ کمزور تھے اور کما حقہ نشو ونما نہ پا سکے تھے اور اس پر کثرت سے حرم کی زندگی (کثرت جماع، ناقل) کے دلدادہ تھے جس کی وجہ سے آپ کو بعض روایات کے مطابق آخری ایام میں سِل کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا''۔(۱)

جلیل القدر تابعی بخاری ومسلم و دیگر کتب حدیث کے مرکزی راوی حضرت ابن شہاب زہری کے متعلق حکیم صاحب لکھتے ہیں:

''ابن شہاب منافقین وکذابین کے دانستہ نہ سہی نادانستہ ہی سہی مستقل ایجنٹ تھے اکثر گمراہ کن خبیث اور مکذوبہ روایتیں انہی کی طرف منسوب ہیں............ابن شہاب کے متعلق یہ بھی منقول ہے کہ وہ ایسے لوگوں سے بھی بلا واسطہ روایت کرتا تھا جو اس کی ولادت سے پہلے مر چکے تھے' مشہور شیعہ مؤلف شیخ عباس قمی کہتا ہے کہ ابن شہاب پہلے سنی تھا پھر شیعہ ہو گیا۔

تتمہ المنتہیٰ ص ۱۲۸ اعین الغزال فی اسماء الرجال میں بھی ابن شہاب کو شیعہ ہی کہا گیا ہے''۔(۲)

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حکیم صاحب جو بزعم خویش شیعوں کے سخت مخالف ہیں تبرا بازی میں شیعوں کو بھی مات کر گئے ہیں:

یہ بات بھی قابلِ ملاحظہ ہے کہ حکیم صاحب ویسے تو شیعوں کے سخت مخالف ہیں لیکن سنیوں کے جلیل القدر امام حدیث اور ایک عظیم تابعی حضرت ابن شہاب زہری کو شیعہ ثابت کرنے کے لیے بجائے سنیوں کی کتابوں کے حوالے دینے کے شیعوں کی کتابوں کے

(۱) سیدنا حسن بن علی، ص ۸۰ (۲ صدیقۂ کائنات، ص ۱۰۸، ۱۰۹

حوالے دے رہے ہیں ہم اس پر اس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ یہ ترکِ تقلید اور ائمہ دشمنی کا نتیجہ ہے اور کچھ نہیں۔ حکیم صاحب کی اکثر کتب اسی طرح کی بدگوئی اور دریدہ ذہنی سے بھری ہوئی ہیں۔ ان سے اقتباسات نقل کرنا تو درکنار ان کے پڑھنے سے بھی طبیعت اباء کرتی ہے۔ آج کل شبان اہل حدیث کے کنوینر قاضی عبدالقدیر خاموش ان کتابوں کو نئے انداز سے چھاپ رہے ہیں۔

احسان الٰہی ظہیر صاحب

آپ غیر مقلدین میں خطیب الامت، قائدِ اہلِ حدیث اور ''علامہ'' جیسے القاب سے یاد کیے جاتے ہیں آپ نے اس دور میں غیر مقلدین کی گرتی ہوئی ساکھ کو سنبھالا دیا ہے۔ غیر مقلد ہونے کے ناطے فقہ حنفی سے آپ بھی خصوصی بیر رکھتے تھے۔ حضرت امام ابوحنیفہ کو برا کہنے میں ذرا بھی باک محسوس نہیں کرتے تھے۔ تصوف اور صوفیاء کرام سے بھی آپ کو نفرت تھی چنانچہ آپ نے وفات سے چند روز پہلے تصوف اور صوفیاء کے خلاف عربی میں کتاب لکھی ''التصوف المنشاء المصادر'' اور اس کے چند روز بعد ہی ارشادِ خداوندی ''مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ'' (جس نے میرے ولی سے دشمنی کی تو اس سے میرا اعلانِ جنگ ہے) کا شکار ہو گئے۔

آپ کا مبلغ علم کیا تھا۔ آپ کے اخلاق و اوصاف کیسے تھے؟ اور آپ کس کردار کے مالک تھے؟ ان سب باتوں کے لیے ہفت روزہ اہلحدیث کے شمارہ ۳، اگست ۱۹۸۴ء کا مطالعہ کافی ہے۔

اس شمارہ میں صفحہ پانچ سے سات تک حافظ عبدالرحمٰن مدنی، فاضل مدینہ یونیورسٹی کا ایک مضمون ہے جس کا عنوان ہے:

''احسان الٰہی کے لیے چیلنج مباہلہ''

ذیل میں اس مضمون کے چند اقتسابات پیش کیے جاتے ہیں:

''حقیقت یہ ہے کہ دنیا اس شخص کی محبت میں نہیں بلکہ اس کے شر سے بچنے کے لیے اسے سلام کرنے کی روادار ہے چناں چہ اس کے چھچھورے پن کا یہ عالم ہے کہ بات بات پر لوگوں کو گالیاں دیتا ہے۔

الحمدللہ! مجھے اس شخص کی طرح کسی احساس کمتری کا شکار ہونے کی ضرورت نہیں کہ اپنی تعریف میں خود ہی مضمون لکھ کر دوسروں کے نام سے یا دوسروں سے لکھوا کر اپنے نام سے شائع کروں اس سلسلہ میں کسی غیر کی گواہی کا محتاج بھی نہیں بلکہ میرے گواہ میرے اپنے شاگرد ہیں جو خود احسان الٰہی ظہیر کے لیے عربی اردو میں کتابیں لکھتے ہیں اور پھر احسان الٰہی ظہیر ان کا نام دیے بغیر اپنے نام سے یہ کتابیں شائع کر کے اپنی شہرت کا ڈھنڈورا پیٹتا ہے۔

کیا دنیا اس پر تعجب نہ کرے گی کہ جو شخص انگریزی زبان نہ بول سکتا ہو نہ پڑھ اور سمجھ سکتا ہو اس کی مستقل کتابیں انگریزی زبان میں اس کے نام سے شائع ہوں۔

جہاں تک عربی دانی کا تعلق ہے اس کا بھی صرف دعویٰ ہی ہے ورنہ اس کی مطبوعہ کتابوں کا شاید ہی کوئی صفحہ گرامر یا زبان کی غلطیوں سے پاک ہوگا چناں چہ عربی دان حضرات اپنی مجلسوں میں احسان الٰہی ظہیر کی عربی کتب کے سلسلے میں ایسی باتوں کا اکثر ذکر کرتے ہیں جب کہ یہ شکایت اس کی کتابوں میں اردو اور عربی اقتسابات کا مطالعہ کرنے والے عام حضرات کو بھی ہے کہ اردو عبارت کچھ ہوتی ہے اور عربی عبارت کچھ، جو یوں ہی عربی میں من گھڑت طور پر شائع کر دی جاتی ہے۔

مسجد چینیا نوالی اور احسان الٰہی ظہیر کے اہل محلّہ، ان دنوں کو نہیں بھولے جب یہ شخص چھوٹے بچوں کو چند ٹکے بلکہ بسا اوقات روپے دے کر یہ سکھلایا کرتا تھا کہ مجھے علامہ کہا کرو اور اب بھی اس شخص نے اپنی ذات سے دوستی یا دشمنی کا یہی معیار قرار دے رکھا ہے کہ کون ان کے نام سے پہلے ''علامہ'' لگاتا ہے اور کون نہیں لگاتا۔

بہرحال ان خودساختہ علامہ صاحب کے کویتی سرپرستوں کو تو ہم نے مباہلہ کا چیلنج پہلے سے دے رکھا ہے اب ہم ان کے پیش کردہ نہ صرف جملہ نکات پر ان کا مباہلہ کا چیلنج قبول کرتے ہیں بلکہ ان نکات میں ان حضرات کے بدنامِ زمانہ کردار کا اضافہ کر کے اس کو بھی شامل مباہلہ کرتے ہیں۔

یعنی

ا...... کیا ذوالفقار بھٹو کے خلاف قومی اتحاد کی تحریک میں اس شخص نے قومی اتحاد کی جاسوسی کے عوض بھٹو حکومت سے لاکھوں روپے بطورِ رشوت یا برائے نام قیمت پر پلاٹ اور کاروں کے پرمٹ حاصل نہ کیے تھے؟

۲...... یورپ کے نائٹ کلبوں میں پاکستان کے یہ علامہ صاحب ''رئیس التحریر مجلّہ ترجمان الحدیث'' کیا گل کھلاتے رہے ہیں؟

۳...... اس شخص کے وہ ''راز ہائے دروں'' جو اس کی جلوتوں اور خلوتوں کے امین ساتھیوں کی شہادتوں سے منظرِ عام پر آنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ کیا یہ ان کی صداقت کے خلاف مباہلہ کر سکتا ہے؟

۴...... اپنے گھر میں جوان نوکرانیوں کے قصوں کے بارے میں مباہلہ کی جرائت

پاتا ہے؟

۵......حکومت عراق سے لاکھوں روپے آپ نے کس کارخیر کے سلسلہ میں وصول فرمائے تھے؟

۶......حکومتِ سعودیہ کو ورغلانے کے لیے موجودہ حکومتِ پاکستان کی شیعہ حمایت کے لیے بنیاد قصوں کے محاسبہ اور دونوں حکومتوں کے درمیان جاسوسی کے متضاد کردار کو بھی شامل مباہلہ فرمالیجیے۔

۷......شاہی مسجد لاہور کے حالیہ واقعہ یارسول اللہ کانفرنس کے سلسلہ میں حکومتِ پاکستان کے خلاف پروپیگنڈہ کے لیے حکومت سعودیہ کو رپورٹیں دینے اور کویتی وفد سے طویل مجلس کو بھی عنوان مباہلہ کا شرف عنایت کیجیے۔

۸......''البریلویہ'' کے نام سے عرب ممالک میں ایک عربی کتاب کی وسیع پیمانہ پر اشاعت لیکن انہی دنوں میں پاکستان کے بریلویوں سے اتحادٗ جسے اخبارات نے ''سہ جماعتی اتحادٗ'' کا نام دیا۔ اسی طرح ''الشیعہ والسنۃ'' لکھنے کے باوجود شیعہ علماء کے لیے عرب ممالک کے ویزے کے لیے کوششیں کرنے نیز حکومت کے لیے ایک اعلیٰ عہدیدار کی والدہ کی وفات کی رسمِ قل میں شرکت، لیکن سٹیجوں پر اس رسم کو بدعت قرار دینے کو بھی موضوع مباہلہ بنالیجیے۔

۹......ریس کورس کے لیے گھوڑوں پر شرطیں بدنے اور اس خلافِ اسلام کاروبار میں شرکت پر بھی مباہلہ کے سلسلہ میں نظرِ کرم ہوجائے۔

۱۰......کویتی وفد کی اعلیٰ حیثیت اور ان کی طرف سے کروڑوں روپے کے تعاون

کے اعلانات کے پس پردہ حالیہ حکومت پاکستان کے خلاف اسلام دشمن سیاسی تنظیموں کی سرپرستی اور ایم۔آر۔ڈی کو تقویت کو بھی مباہلہ میں شرکت کی اجازت چاہتی ہے۔

قارئین کرام! مندرجہ بالا الزامات جناب علامہ (احسان الٰہی ظہیر) صاحب کے خلاف سماجی اور سیاسی حلقوں میں مشہور ہیں ان میں سے بعض رسائل وجرائد میں بھی چھپ چکے ہیں لیکن حقیقت حال کی وضاحت نہ کی گئی اور ایک چپ میں ہزار بلائیں ٹال دی گئیں علاوہ ازیں ان جملہ ''خدمات'' کے ثبوت کے عینی شاہدان حضرات کے منہ پر یہ باتیں بیان کرنے کی خواہش رکھتے تھے لیکن چونکہ بات مباہلہ تک پہنچ چکی ہے اس لیے مباہلہ میں مولویت کے لبادے میں اس فتنہ پرور آدمی کے کردار سے پردہ اٹھ ہی جانا چاہیے جس کے باعث جماعتِ اہل حدیث کسی بھی شرعی مسئلہ میں اختلاف نہ رکھنے کے باوجود بری طرح انتشار کا شکار ہو کر رہ گئی ہے۔

درحقیقت مذکورہ بالا الزامات حکومت کے ریکارڈ اور عینی گواہوں کی شہادتوں سے ثابت کیے جا سکتے تھے لیکن احسان الٰہی ظہیر نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے گھناؤنے کردار کو چھپانے کے لیے خود پہلا وار کرنا مناسب سمجھا اور بوکھلا کر خود ہی مباہلہ کا چیلنج دے دیا حالانکہ یہ بھی ایک دھوکہ ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ ان شاء اللہ اس مباہلہ کے ذریعہ ہم سرخرو ہوں گے اور اس کے جھوٹوں اور بہتانوں نیز اس کے اپنے کردار پر ایک عظیم اجتماع گواہ ہو سکے گا، یوں معلوم ہوتا ہے یہ شخص جس کی دراز دستیوں اور زبان درازیوں کی ابتدا اپنے ہی باپ پر زیادتی سے ہوئی تھی۔اپنے انجام کو پہنچنا چاہتا ہے۔(۱)

قارئین کرام! مندرجہ بالا اقتباسات کسی غیر کے نہیں ہیں بلکہ علامہ صاحب کے ہم

(۱) ہفت روزہ اہل حدیث لاہور' شمارہ ۳، اگست ۱۹۸۴ء ص ۵۔۷

مسلک بھائی اہل حدیث حافظ عبدالرحمٰن مدنی فاضل مدینہ یونیورسٹی کے ارشادات ہیں۔

ذرا غور کیجیے کہ اس کردار کے حامل شخص ائمہ کرام اور صوفیائے عظام پر تبرّا بازی کرتے ہیں اور ان کی پاک روحوں کو تکلیف پہنچاتے ہیں اور دعویٰ ہے کہ ہم قرآن و حدیث پر عمل کرتے ہیں۔

قارئین کرام! آپ نے غیر مقلدین کے اکابر کا حال ملاحظہ فرمایا اس سے اندازہ کر لیجیے کہ جن کے اکابر کا یہ حال ہے ان کے اصاغر کا کیا حال ہوگا۔

اذا کان رب البیت بالطبل ضاربا

فلا تلم الاوراد فیہ الرقص

مذکورہ حالات وواقعات سے مندرجہ ذیل باتیں بڑی واضح طور پر ثابت ہو رہی ہیں۔

ا......غیر مقلدین کا فرقہ بالکل ایک نومولود فرقہ ہے۔

۲......ان کی تخلیق انگریز سے ہوئی انگریز کی آمد سے پہلے ان کا کوئی وجود نہیں تھا اسی لیے ان کے اکابر کو انگریز سے خصوصی تعلق و تملق تھا جو انگریز کی انتہائی کاسہ لیسی کا سبب بنا۔

۳......ان لوگوں کو عرف عام میں وہابی کہا جاتا تھا انہوں نے انگریز کی منت سماجت کر کے اپنے لیے ''اہل حدیث'' نام الاٹ کروایا۔ انگریز نے انہیں ''اہل حدیث'' نام الاٹ کیا، اس کے بعد یہ اہل حدیث کہلانے لگے گویا انگریز کی آمد سے پہلے متحدہ ہندو پاک میں کوئی اپنے آپ کو اہل حدیث کہلانے والا نہ تھا۔ آج یہ لوگ نام کے اشتراک سے فائدہ اٹھا کر اپنے ڈانڈے طبقۂ محدثین سے ملاتے ہیں۔

چه نسبت خاك را بعالم پاك

۴......ان لوگوں نے قرآن وحدیث پرعمل کی آڑ میں دلائل شرعیہ اجماع امت اور قیاس شرعی کا انکار کیا، صحابہ کرام کے فتاویٰ اور ان کے موقوفات کے بے وقعت کیا اور ناقابلِ استدلال ٹھہرایا۔

۵......تقلید کا انکار کر کے بے راہ روی و بے دینی، خود پسندی وخود اجتہادی قرآن میں وجود ہے نہ احادیث میں۔

۷......ان لوگوں کو ائمہ مجتہدین خصوصاً حضرت امام ابوحنیفہ اور ان کی فقہ سے انتہائی درجہ کا بیر ہے، فقہ حنفی کے خلاف آئے دن زہر اگلنا ان کا عام مشغلہ ہے۔

۸......ائمہ کرام سے بغض کی وجہ سے فقاہت سے محروم ہیں۔

۹......ان کا قول کچھ ہے اور عمل کچھ ہے۔

۱۰......اسلاف پر بدزبانی کی وجہ سے خود آپس میں بھی ایک دوسرے پر بدزبانی کا شکار ہیں۔

قارئینِ کرام! غیر مقلدین کے یہی وہ حالات ہیں جن سے مقلدین احناف تو اپنی جگہ رہے، بعض شریف الطبع غیر مقلدین بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

مولانا محمد داؤد غزنوی فرماتے ہیں:

''دوسرے لوگوں (مقلدین) کی یہ شکایت کہ اہل حدیث حضرات ائمہ اربعہ کی توہین کرتے ہیں، بلاوجہ نہیں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے علاقہ میں عوام اس گمراہی میں مبتلا ہو رہے ہیں اور ائمہ اربعہ کے اقوال کا تذکرہ حقارت کے ساتھ بھی کر جاتے ہیں، یہ رجحان سخت گمراہ کن اور خطرناک ہے اور ہمیں سختی کے ساتھ اس کو روکنے کی کوشش کرنی

چاہیئے''۔(۱)

یہی وہ حالات وواقعات تھے جن کے پیش نظر احناف کو اپنے دفاع میں بہت سی کتب لکھنی پڑیں تاکہ عوام کو ان لوگوں کے مکر وفریب سے بچایا جاسکے۔

برٹش گورنمنٹ کے خطاب یافتگان

مولوی عبدالرحیم عظیم آبادی نے ''الدر المنثور فی تراجم اہل صادقفور'' میں حکومتِ برطانیہ سے شمس العلماء یا خان بہادر کا خطاب پانے والے جن علماء اہل حدیث کا ذکر کیا، ان کی فہرست پہلے ایڈیشن کے ٹائیٹل کے اندرونی صفحے پر دی ہے اور انگریزی حکومت کو گورنمنٹ عالیہ عادلہ کے القاب سے یاد کیا ہے اور حق شکر گزاری اس طرح ادا کیا ہے:

''خاص کر فرقۂ اہل حدیث کے لیے تو کسی اسلامی سلطنت میں بھی یہ آزادی مذہبی (کہ وہ بلا مزاحمت اپنے تمام ارکانِ دینی ادا کریں) نصیب نہیں جو برٹش حکومت میں انہیں حاصل ہے، پس ان کا فرض مذہبی و منصبی دونوں ہے کہ وہ ایسی عادل اور مہربان گورنمنٹ کی مطیع وفرماں بردار رعایا ہوں اور ہمیشہ دعا گوئے سلطنت رہیں' فتدبر و تفکر ولا تکن من الغافلین.'' (۲)

یاد رہے کہ یہ صرف وہ خطاب یافتہ اہلِ حدیث ہیں' جن کا ذکر الدر المنثور میں ہوا ہے، ورنہ تلاش سے یہ فہرست مزید طویل ہو سکتی ہے۔

ایقاظ

''میں اس جگہ ایک فہرست ان حضرات کی لکھتا ہوں کہ جن کے نام نامی اس تذکرہ میں درج ہوئے ہیں اور ان کو ہماری گورنمنٹ عالیہ عادلہ کی طرف سے خطاب عطا ہوا ہے

(۱) مولانا داؤد غزنوی' ص ۸۷،۸۸ (۲) الدر المنثور' ہادی المطابع' کلکتہ پہلا ایڈیشن' ٹائٹل ۲

اور وہ کل سات ہیں پانچ ان میں سے اور ہیں کہ جن کو شمس العلماء کا خطاب مرحمت ہوا اور دو وہ ہیں جن کو خان بہادر کا خطاب بخشا گیا و ھو ھٰذہ

نمبر۱: شمس العلماء جناب حضرت مولانا محمد سعید قدس سرہ ساکن محلّہ مغلپورہ، شہر پٹنہ

نمبر۲: شمس العلماء جناب حضرت مولانا محمد حسن ساکن محلّہ صادق پور شہر پٹنہ

نمبر۳: شمس العلماء برادرم عزیز مولوی عبدالرؤف مرحوم ومغفور ساکن محلّہ صادق پور شہر پٹنہ

نمبر۴: شمس العلماء مولوی امجد علی صاحب ایم۔اے پروفیسر۔ میور سنٹرل کالج الہٰ آباد ساکن صادق پور پٹنہ

نمبر۵: شمس العلماء جناب حضرت مولانا نذیر حسین مدظلہ محدث دہلوی ساکن سورج گڑھ ضلع مونگیر

نمبر۶: خان بہادر جناب قاضی سید محمد اجمل مرحوم ساکن قصبہ باڑہ ضلع پٹنہ

نمبر۷: خان بہادر جناب قاضی مولوی فرزند احمد صاحب سلمہ ساکن گیا۔

چونکہ یہ خطابات بلاعوض کسی خدمت کے محض براہ شفقت ومہربانی خسروانہ وعنایت شاہانہ ہم مسلمان لوگوں کی عزت افزائی وقدر شناسی کے لیے گورنمنٹ عالیہ نے مرحمت فرمائے ہیں پس ہم سب مسلمانوں کو عموماً اور فرقہ اہل حدیث کو خصوصاً اور علی الخصوص خاندان صادق پور کو اس کا شکریہ قولاً وفعلاً ادا کرنا چاہیے کیونکہ الشکر یزید النعمۃ ہم مسلمانوں کا فطرتی اور مذہبی شیوہ ہے کہ محسن کے احسان کا قولاً وفعلاً اعتراف کریں۔ جیسا کہ جناب سرور کائنات فخر موجودات رحمۃ للعالمین کا ارشاد ہے لا یشکر اللہ من لا یشکر الناس پھر کون مسلمان ہوگا جو اس پر عمل نہیں کرے گا۔ خاص کر فرقہ اہل حدیث کے تو کسی اسلامی سلطنت جن میں بھی یہ آزادی مذہبی (کہ وہ بلامزاحمت اپنے تمام ارکان

دینی ادا کریں) نصیب نہیں تو برٹش حکومت میں انہیں حاصل ہے۔ پس ان کا فرض مذہبی و منصبی دونوں ہے کہ وہ ایسی عادل اور مہربان گورنمنٹ کی مطیع و فرماں بردار رعایا ہوں اور ہمیشہ دعا گوئے سلطنت رہیں فتدبر و تفکر ولا تکن من الغافلین.'' (۱)

اس کتاب کی تالیف کے بعد مولوی محمد یوسف جعفری کو ۱۹۰۵ء میں شمس العلماء کا خطاب دیا گیا۔

(۱) الدر المنثور، ہادی المطابع، کلکتہ پہلا ایڈیشن، ٹائیٹل، ص ۲

باب دہم

فرقہ اہل حدیث پاک وہند کے 'علماء' کی تحریفات، تضادات، اور کذب بیانیاں

فرقہ اہل حدیث پاک و ہند کی آیاتِ قرآنی میں تحریفات

فرقہ اہل حدیث پاک و ہند کے علماء نے قرآن کریم کو بھی معاف نہیں کیا۔ان کی کتب میں جابجا قرآن کریم کی آیات مبارکہ میں تحریفات ملتی ہیں۔بطورِ نمونہ چند حوالہ جات ذکر کیے جاتے ہیں:

(۱) نواب میر نور الحسن بن نواب صدیق الحسن بھوپالی غیر مقلدم ۱۹۱۷ء نے آیت فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام (سورہ بقرۃ آیت ۱۹۸) میں تحریف کرتے ہوئے اسے واذکروا اللہ عند المشعر الحرام لکھا ہے۔(۱)

(۲) آیت وان تبتم فلکم رؤس اموالکم (سورۃ بقرۃ آیت ۲۷۹) کو تحریف کرتے ہوئے فان تبتم فلکم رؤس اموالکم لکھا ہے۔ (۲)

(۳) آیت وخذ بیدک ضغثا (سورۃ ص آیت ۴۴) کو فخذ بیدک ضغثا تحریر کیا ہے اور یہ تحریف ہے۔(۳)

(۴) آیت وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون (سورۃ الشعراء آیت ۲۲۷) کو وسیعلم الذی لکھ دیا ہے جو کہ کھلی تحریف ہے۔(۴)

(۵) آیت انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون (سورۃ الحجر آیت ۹) کو وان له لحافظون نقل کیا ہے۔(۵)

(۶) آیت فان تنازعتم فی شئ فردوه الی اللہ والرسول (سورۃ النساء

(۱) عرف الجادی ص ۹۸ (۲) عرف الجادی ص ۱۴۴ (۳) عرف الجادی ص ۲۰۷ (۴) نتائج التقلید ص ۲
(۵) ایضاً ص ۹۳

آیت۵۹) کو وان تنا زعتم فی شئ الی والرسول لکھ مارا۔(۱)

(۷) آیت واصبر نفسک مع الذین یدعو ن ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ (سورۃ کہف آیت۲۸)کو یریدون وجہ اللہ لکھ دیا ہے جو کھلی تحریف ہے۔(۲)

(۸) آیت ویؤثرون علی انفسھم ولو کا ن بھم خصاصۃ (سورۃ الحشر آیت۹)کو ولو ھم بخصاصۃ لکھ دیا ہے۔(۳)

(۹) آیت ویحبون أن یحمدوا (سورۃ آل عمران آیت۱۸۸)کو ویحبون أن یحمدون لکھ دیا ہے۔(۴)

(۱۰) آیت وشھد شاھد من اھلھا (سورۃ یوسف آیت۲۶)میں تحریف کرتے ہوئے اسے شاھد شاھد من اھلھا لکھ دیا ہے۔(۵)

(۱۱) آیت فان طلقھا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ (سورۃ البقرہ آیت۲۳۰)کو فان طلقھا فلا تحل لہ من بعدھا حتی تنکح زوجا غیرہ لکھ دیا ہے۔(۶)

(۱۲) آیت فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توا با (سورۃ النصر آیت۳)کو فسبح بحمد ربک واستغفرا کا ن توا با لکھا ہے۔(۷)

(۱۳) آیت لو جد وا اللہ توابا رحیما (سورۃ النساء آیت۶۴)کو لو جد اللہ توابا رحیما لکھ دیا ہے۔(۸)

(۱)ایضاً ص۹۵ (۲)ایضاً ص۱۲۰ (۳)ایضاً ص ۲۶ (۴)ایضاً ص۴۰ (۵)ایضاً ص ۸۷
(۶)ایضاً ص۱۵۴ (۷)اثبات الالھام والبیعۃ ص۳۶و۳۷ (۸)(ایضاً ص ۱۱۵

(۱۴) آیت واوحینا الی ام موسی ان ارضعیه (سورۃ القصص آیت ۷) کو واوحینا الی ام موسی ارضعیه لکھا ہے۔(۱)

(۱۵) آیت قل لا یعلم من فی السموت والارض الغیب الا الله (سورۃ نمل آیت ۶۵) کو تحریف کرتے ہوئے لا یعلم الغیب الا الله لکھ دیا ہے۔(۲)

غیر مقلدین کے متضاد فتوے

صفات باری تعالیٰ میں تاویل کرنا کیسا ہے؟

(۱)۔حضرت علیؓ، ابن مسعودؓ، ابن عباسؓ اور ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے تاویل کرنا منقول ہے یعنی ان حضرات کا مذہب صفات والی آیات میں تاویل کرنا ہے۔(۳)

(۲)۔اللہ تعالیٰ کی صفات کو حقیقت پر محمول کرتے ہوئے کسی تاویل، کیفیت، تعطیل اور تشکیل کے بغیر ایمان لانا چاہیے۔(۴)

(۳)۔مؤولین کا یہ طریقہ (تاویل کرنا) سلف صالحین ائمہ اہل سنت اہل حدیث کے خلاف ہے۔(۵)

میر ابراہیم ایک مسئلہ پر تاویل کرنے کو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کا مذہب بتا رہا ہے جبکہ پروفیسر طالب الرحمٰن کسی بھی قسم کی تاویل کا رد کر رہا ہے اور یحییٰ گوندلوی تاویل کرنے کو سلف صالحین اور ائمہ اہل السنۃ کی مخالفت بتا رہا ہے، اور ہیں یہ تینوں فرقہ اہل حدیث کے مقتدر اور معتبر علماء، اب غیر مقلد عوام بیچاری کس کی بات مانے؟

(۱) ایضاً ص ۱۹۸ (۲) ایضاً ص ۱۶۱ (۳) تاریخ اہل حدیث میر ابراہیم سیالکوٹی ص ۳۱۸ مکتبہ قدوسیہ
(۴) آیئے عقیدہ سیکھئے ص ۳۳ (۵) عقیدہ مسلم از یحییٰ گوندلوی ص ۱۷۸

تقلید کی شرعی حیثیت کیا؟

۱۔عامی کیلئے مطلقاً واجب ہے۔(۱)

۲۔تقلید ویسے مطلقاً ہی حرام ہے۔(۲)

۳۔کیا ہمارے حنفی بھائی ہم اہل حدیثوں کے متعلق یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم تقلید سے مطلقاً انکار کرتے ہیں اور عوام کو تعلیم دیتے ہیں کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اقوال صحابہ نہ ملنے کے باوجود اقوال ائمہ کو معاذ اللہ ٹھکرا دیا کریں اور مادر پدر آزاد ہو جائیں تو ہم صاف اعلان کرتے ہیں کہ انہوں نے ہمارا مسلک سمجھنے میں تحقیق سے کام نہیں لیا...

اگلے صفحہ پر رقمطراز ہیں:

تقلید وقتِ لاعلمی، سو یہ چار قسم پر ہے۔

قسم اول واجب .... قسم دوم مباح........ قسم سوم حرام و بدعت...... قسم رابع شرک ہے۔(۳)

۴۔تقلید شرک کی اصل ہےاور تقلید گمراہی پھیلاتی ہے۔(۴)

مسئلہ ایک فتوے چار چار!

کیا آپ ﷺ اپنی قبر اطہر میں حیات ہیں اور صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں؟

۱۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر مبارک میں زندہ ہیں اور سنتے ہیں۔(۵)

(۱)سوانح داؤد غزنوی ص ۳۷۵ (۲)عقیدہ مسلم از یحییٰ گوندلوی ص ۶۸ (۳) تاریخ اہل حدیث ج ۶ ص ۱۴۷

(۴)التحقیق فی جواب التقلید ص ۱۱۲-۵۷ (۵) فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۷

۲۔ بلا واسطہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں۔(۱)

۳۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھے تو صحابہ کرامؓ نے کیا آپ کو زندہ دفن کر دیا؟(۲)

کیا مردے سنتے ہیں؟

۱۔ مردے نہیں سنتے وہ مردہ ہی کیا ہوا جو سنتا ہو۔(۳)

۲۔ مردہ جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔(۴)

۴۔ انبیاء اولیاء میں سے کوئی بھی نہیں سنتا۔(۵)

۳۔ ہر مردہ سنتا ہے سماع ہر مردے کیلئے ہے۔(۶)

کیا وسیلہ پکڑنا جائز ہے؟

۱۔ توسل بعد الموت جائز ہے۔(۷)

۲۔ توسل کا انکار بدعت ہے۔(۸)

۳۔ توسل بعد الموت جائز نہیں ہے۔(مفہوم) (۹)

کیا اللہ تعالیٰ کا دیدار اس دنیا میں ممکن ہے؟

۱۔ اللہ کا دیدار اس دنیا میں کسی ایک آنکھ نے بھی نہیں کیا۔(۱۰)

۲۔ عبداللہ غزنوی نے خواب میں اللہ کو دیکھا۔(۱۱)

(۱) سوانح مہر غلام رسول ص ۱۶۸
(۲) حیات النبی کا انکار۔ عقیدہ مسلم ص ۳۵۵ از گوندلوی
(۳) آیئے عقیدہ سیکھئے ص ۱۷۷
(۴) آیئے عقیدہ سیکھئے ص ۱۷۷
(۵) آیئے عقیدہ سیکھئے ص ۱۷۷
(۶) نیل الاوطار ج ۵ ص ۲۶۴
(۷) ہدیۃ المھدی ص ۴۸
(۸) تیسیر الباری ج ۱ ص ۶۷۰
(۹) عقیدہ مسلم ص ۱۲۶
(۱۰) عقیدہ مسلم ص ۴۰۳، از گوندلوی
(۱۱) سوانح عبداللہ ص ۳۵

۳۔امام احمدؒ نے اللہ کو دیکھا۔(۱)

۴۔سلف سے رؤیت باری کے بہت سے واقعات منقول ہیں۔(۲)

کیا قرآن وحدیث کے علاوہ کوئی اور چیز حجت ہے؟

۱۔وہ لوگ جو قرآن وحدیث کے علاوہ کسی تیسری چیز کی دعوت دیں وہ گمراہ ہیں۔(۳)

۲۔خیرات وصدقات سب کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے جیسا کہ قرآن وحدیث اور اجماع سے ثابت ہے۔(۴)

اب تیسری چیز اجماع کی طرف دعوت دی جارہی ہے۔

۳۔اہل حدیث کا مذہب ہے دین کے اصول چار ہیں قرآن' حدیث' اجماع امت اور قیاس مجتہد۔(۵)

کیا شریعت میں قیاس کرنے کی گنجائش ہے؟

۱۔دین کے معاملے میں قیاس کرنے کی اجازت نہیں ہے۔(٦)

۲۔جس مسئلہ پر قرآن وحدیث اور اجماع نہ مل سکے اس میں قیاس مجتہد قابل عمل ہوگا۔(۷)

کیا خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ممکن ہے؟

۱۔خواب میں رسول اللہ ﷺ کا آنا درست نہیں۔ یہ سب شاہ عبدالحق محدث دہلوی اور

(۱)ہدیۃ المھدی ص ۸۹ (۲)ہدیۃ المھدی ص ۸۹ (۳)آیئے عقیدہ سیکھئے ص ۲۷۳ (۴)آیئے عقیدہ سیکھئے ص ۲۱۰ (۵)اہل حدیث کا مذہب ص ۵۸ (٦)عقیدہ مسلم ص ۴۹ (۷)اہل حدیث کا مذہب ص ۵۸

شاہ ولی اللہ صاحب جیسوں کی گھڑی ہوئی باتیں ہیں جو قرآن وحدیث کے خلاف ہیں۔(۱)

۲۔ خلاصۃ التحقیق کہ نبی کریم ﷺ خواب میں نہیں آسکتے۔(۲)

۳۔ نبی کریم ﷺ (خواب تو کجا) حالت بیداری میں تشریف لائے اور مجھے ہاتھ سے پکڑ کر منبر پر بٹھا دیا اور فرمایا وعظ کرو تم سے لوگوں کو ہدایت ہوگی۔(۳)

تعویذ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

۱۔ تعویذ گنڈے گھونگھے کوڑی وغیرہ لٹکانا حرام ہے۔۔۔۔تعویذ چاہے قرآنی آیات اوراذکار مسنونہ پر مشتمل ہو حرام ہے۔(۴)

۲۔ تعویذ کرنے کی کوئی صحیح دلیل نہیں ہے اس لئے تعویذ سے پرہیز کرنا چاہیے۔(۵)

۳۔ اگر تعویذ کا مضمون شرک سے پاک ہو تو بالکل جائز ہے قرآنی آیات لکھ کر دینے میں کونسا شرک ہے اور تعویذ کی اجرت بھی حلال ہے کہ یہ بھی ایک طریقہ علاج ہے۔(۶)

وحدت الوجود کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

۱۔ وحدت الوجود یہ قسم شرک فی الذات کی ہے اور کفریہ و شرکیہ نظریہ ہے۔(۷)

۲۔ وحدۃ الوجود شرع کے خلاف نہیں ہے(۸)

۳۔ وحدۃ الوجود کی مراد صحیح ہے(۹)

(۱) ملخص از تلاش حق ص ۶۵۵ تا ۶۵۷ (۲) ماہنامہ الحدیث از زبیر علی زئی جلد ۶ شمارہ ۷ ص ۱۱ (۳) سوانح مہر غلام رسول ص ۱۴۱ (۴) تعویذ گنڈہ کی شرعی حیثیت ص ۱۰ از شمیم احمد سلفی (۵) عقیدہ مسلم ص ۱۳۴
(۶) ملخص از فتاوٰی برکاتیہ ص ۲۷۰ تا ۲۷۲ (۷) ملخص از دیوبندیت تاریخ وعقائد ص ۱۹۵ تا ۱۹۹
(۸) مآثر صدیقی ج ۱ ص ۴۰؛ فتاوٰی ثنائیہ ج ۱ ص ۱۴۸) (۹) فتاوٰی اہل حدیث ج ۱ ص ۱۵۳

بے نمازی کا جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

۱۔ بے نماز کافر ہے جنازہ نہ پڑھا جائے (۱)

۲۔ ایک ضعیف حدیث میں ہے کہ جنازہ پڑھ لے۔(۲)

حدیث کسے کہتے ہیں؟

۱۔ ہر سند کو حدیث کہتے ہیں۔(۳)

۲۔ یعلمهم الکتاب و الحکمة میں کتاب سے مراد قرآن ہے اور حکمت سے مراد حدیث ہے۔(۴)

۳۔ ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب الله و سنة رسوله حضور ﷺ نے فرمایا میں تمہیں دو چیزیں ایسی دے چلا ہوں کہ جب تک تم انہیں مضبوط پکڑے رہو گے ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک قرآن مجید دوسری حدیث شریف۔(۵)

مسجد میں محراب بنانا کیسا ہے؟

۱۔ محراب حکم مسجد ندارد و قیام دراں مکروہ است محراب مسجد کے حکم میں نہیں ہے اور اس میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ (۶)

۲۔ مسجد میں محراب بنانا بدعت اور قیامت کی نشانی ہے۔(۷)

۳۔ مسجد میں محراب بنانا درست ہے بدعت نہیں۔(۸)

(۱) آیئے عقیدہ سیکھئے ص ۱۰۱ (۲) پرچہ اہل حدیث ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ امرتسر (۳) آیئے عقیدہ سیکھئے ص ۲۶۹ (۴) آیئے عقیدہ سیکھئے ص ۲۵۵ (۵) صلوۃ الرسول ص ۴۶ (۶) فتاویٰ اہل حدیث ج ۱ ص ۳۰۹ (۷) فتاویٰ اہل حدیث ج ۱ ص ۳۱۳ (۸) فتاویٰ اہل حدیث ج ۲ ص ۸۳

۴۔محراب بنانا مسجدوں میں جائز ہے عدم جواز پر کوئی دلیل نہیں۔(۱)

کیا بڑی عمر والا کسی عورت کا دودھ پی سکتا ہے؟

۱۔ایک حدیث سے شیر زن (عورت کا دودھ) کی حلت بالغ کے حق میں ثابت ہوتی ہے۔ (۲)

۲۔ایک سوال ہوا کیا عورت کا دودھ پینا مطلقا حرام ہے سوائے رضیع کے تو جواب دیا گیا حرام نہیں کہہ سکتے حرمت کی کوئی دلیل نہیں ملی۔(۳)

۳۔شیر زن (عورت کا دودھ) مرد کبیر کو جائز نہیں حرام ہے۔ (۴)

زنا سے حاملہ ہونے والی عورت سے نکاح کرنا کیسا ہے؟

۱۔ایک تو یہ ہے کہ خود زانی سے نکاح ہو دوسرا یہ ہے کہ غیر زانی سے نکاح ہو صورت ثانیہ میں علتِ منع ؛ان یسقی ماؤہ زرع غیرہ ؛پائی جاتی ہے اولیٰ میں نہیں پس صورت اولیٰ میں جواز ہوسکتا ہے ثانیہ میں نہیں۔ (۵)

۲۔مولوی عبداللہ صاحب امرتسری ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

اس حدیث سے معلوم ہوا زنا سے حاملہ کا نکاح صحیح نہیں ہے اور چونکہ شریعت میں زانی کا حمل نہ زانی کا وارث ہوتا ہے نہ زانی کے ساتھ اسکی نسبت ہوتی ہے اس لیئے وہ زانی سے بیگانہ ہوا تو اگر زانی نکاح پڑھنا چاہے تو اس کا نکاح صحیح نہیں ہے۔(۶)

(۱) فتاویٰ اہل حدیث ج ۲ ص ۸۴ (۲) مفہوم فتاویٰ ثنائیہ ج ۳ ص ۳۱۳ (۳) فتاویٰ اہل حدیث ج ۳ ص ۱۸۶
(۴) فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۳۱۳ (۵) فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۱۷۴ (۶) فتاویٰ اہل حدیث ج ۳ ص ۱۹۹

۳۔قبل وضع حمل کے نکاح صحیح نہیں ہے حمل اسی ناکح کا ہو یا کسی اور کا۔(۱)

کیکڑا حلال ہے یا حرام؟

۱۔کیکڑا (سرطان) حلال ہے اس کی حرمت مجھے کسی آیت یا حدیث میں نہیں ملی اس لئیے بحکم زرونی ماتر کتم حلال ہے۔(۲)

۲۔بوجہ خبث اور مضر ہونے کے سرطان (کیکڑا) کھانا حرام ہے۔(۳)

سگریٹ اور حقہ پینا کیسا ہے؟

۱۔حقہ بالکل حرام ہے جو اس سے پرہیز نہ کرے وہ امامت کا اہل نہیں ہوسکتا۔(۴)

۲۔حقہ اور سگریٹ مختلف وجوہ کی بناء پر حرام ہے۔(۵)

۳۔جو لوگ حقہ نوشی کی حرمت کے قائل ہیں ان کا قول نا قابل اعتماد ہے۔(۶)

۴۔تمباکو ایک پاک چیز ہے اس کا دھواں بھی پاک ہے۔(۷)

نماز جنازہ میں امام اونچی آواز سے پڑھے یا آہستہ؟

۱۔امام آواز سے پڑھے اور مقتدی آہستہ۔(۸)

۲۔امام آواز سے اور مقتدی آہستہ آہستہ ان دعاؤں کو پڑھے جو نیچے لکھی ہیں۔(۹)

۳۔نماز جنازہ میں فاتحہ اور سورۃ بلند آواز سے پڑھنا مستحب نہیں ہے۔ (۱۰)

(۱) فتاویٰ ثنائیہ ج۲ص۱۷۷ (۲) فتاویٰ ثنائیہ ج۲ص۱۰۹ (۳) فتاویٰ ثنائیہ ج۲ص۱۱۰
(۴) فتاویٰ اہل حدیث ج۲ص۲۷۷ (۵) الاعتصام ص۹۔۱۳محرم۱۴۱۵ھ
(۶) فتاویٰ نذیریہ ج۳ص۳۲۳ (۷) فتاویٰ ثنائیہ ج۲ص۷۹تا۸۰ (۸) صلوۃ الرسول ص۴۳۳
(۹) فتاویٰ اہل حدیث ج۵ص۲۰۸ (۱۰) فتاویٰ علماء حدیث ج۵ص۱۰۷

آدمی قبر پر بیٹھ سکتا ہے یا نہیں؟

۱۔اگر قبر کی تعظیم یا تحقیر مقصود نہ ہو تو پائخانہ و پیشاب کے علاوہ نشست و برخاست بھی قبر پر جائز ہو سکتی ہے۔(۱)

۲۔بلا شبہ تمام علماء کا اتفاق ہے کہ پیشاب اور پائخانہ کیلئے قبر پر بیٹھنا حرام اور ممنوع ہے اور اگر یہ نہ ہو تو قبر پر بیٹھنا ٹیک لگانا وغیرہ مختلف فیہ ہے اور حنابلہ اور ظاہریہ اس کو ناجائز اور ممنوع کہتے ہیں اور یہی مذہب راجح اور حق ہے۔(۲)

کیا میت کو قرآن کریم کا ثواب پہنچتا ہے؟

۱۔اگر اللہ تعالیٰ سے قراءتِ قرآن کے ثواب کے پہنچنے کا سوال کرے تو دعا کے قبول ہونے پر امر موقوف رہتا ہے اگر دعا قبول ہوئی تو ثواب پہنچے گا ورنہ نہیں۔ (۳)

۲۔قرآن خوانی کی صورت میں ایصال ثواب کا طریقہ قرآن وسنت سے ثابت نہیں بلکہ میت کیلئے دعا کرنی چاہیے۔ (۴)

نماز میں رفع الیدین کا شرعی حکم کیا ہے؟

۱۔نماز میں رفع الیدین کرنا یہ امر مستحب ہے۔(فتاویٰ علماء حدیث ج ۳ ص ۱۵۳ اہل حدیث کا مذہب ص ۷۲)

۲۔رفع الیدین کرنا اور نہ کرنا دونوں ثابت ہیں۔(۵)

۳۔نماز میں رفع الیدین نہ کرنے سے نماز میں خلل آتا ہے۔(۶)

(۱) فتاویٰ علماء حدیث ج ۵ ص ۵۸ (۲) فتاویٰ علماء حدیث ج ۵ ص ۵۹ (۳) فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۲۲۷

(۴) ہفت روزہ الاعتصام ص ۶۔۱۸ دسمبر ۱۹۹۸ (۵) ہفت روزہ الاعتصام ص ۷۔۱۳ جمادی الثانی ۱۴۱۵ھ

(۶) صلوٰۃ الرسول ص ۲۴۳

پروفیسر طالب الرحمٰن شاہ

مجموعۂ تضادات شخصیت

غیر مقلدین کے محقق اور مناظر ہیں مگر اپنی ذات میں ایسی شخصیت ہیں کہ دنیا کے عجوبوں میں سے کوئی عجوبہ قرار دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ ابھی تک مختلف الخیال لوگوں کا آپس کا اختلاف تو سنا تھا مگر کسی شخص کے اپنے ہی اقوال میں اس قدر تضاد ہو کہ جیسے بارش میں بھیگی ہوئی لکڑی کی چارپائی جب خشک ہوتی ہے تو اسے 'کان' پڑ جاتی ہے، ایک پایہ زمین پر رکھو تو دوسرا زمین سے اٹھ جاتا ہے۔ بالکل ایسے ہی پروفیسر طالب الرحمٰن صاحب ہیں جن کی ذات مجموعہ تضادات ہے۔ اجتماع نقیضین عقلاء کے ہاں محال ہے مگر طالب الرحمٰن صاحب کی متضاد اور متناقض تحریریں پڑھ کر نہ جانے عقلاء کیا کہیں گے۔ ذیل میں ہم طالب الرحمٰن کے اپنی ذات سے اختلافات کو ذکر کرتے ہیں تاکہ واضح ہو جائے کہ جو لوگ ائمہ کرام کے اجتہادی اختلاف کو اچھال کر لوگوں کو علماء سے متنفر کرتے ہیں خود اتحاد کے کتنے پانی میں ہیں۔ تو لیجئے پروفیسر طالب الرحمٰن کی قلابازیاں دیکھئے:

کتاب: 'آیئے عقیدہ سیکھئے' میں تضادات

(۱)۔سوال: گمراہ فرقے کون سے ہیں؟

جواب: جو قرآن وحدیث کے علاوہ کسی تیسری چیز کی دعوت دیں۔(۱)

تضاد:

سوال: کیا زندہ مسلمانوں کی دعا مردہ مسلمانوں کو فائدہ پہنچاتی ہے؟

(۱) ص۲۷۳

جواب: بے شک فائدہ پہنچاتی ہے جیسا کہ قرآن و حدیث اور اجماع سے ثابت ہے۔(۱)

تبصرہ:

اب دیکھئے ص۲۷۳ پر قرآن وحدیث کے ماسواء ہر چیز گمراہی تھی مگر ص ۲۱۰ پر اجماع بھی دلیل شرعی بن گیا۔کتاب ایک ہی ہے مگر مصنف صاحب نہ جانے جہالت کی کس وادی تیہ میں حیران وسرگرداں ہیں۔

(۲)۔سوال: کیا مردے سنتے ہیں؟

جواب: مردے نہیں سنتے وہ مردہ ہی کیا ہوا جو سنتا ہو۔(۲)

تضاد:

سوال: کیا مردہ دفن کرنے والوں کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ اس کو وہ آواز سناتا ہے۔(۳)

تبصرہ:

ایک ہی صفحہ پر دو الگ الگ موقف اختیار کرنا، چند سطر قبل کہنا کہ مردہ بالکل نہیں سنتا اور پھر کہنا کہ جوتیوں کی آواز سنتا ہے، یہ ہے غیر مقلدین کے شیخ الاسلام کا مبلغ علم۔

(۳)۔سوال: انبیاء اور اولیاء کس کی شفاعت کریں گے؟

جواب: انبیاء اولیاء گنہگار لوگوں کی شفاعت کریں گے۔لیکن کسی کافر اور مشرک کی سفارش نہیں کریں گے کیونکہ ان کی شفاعت کی کسی کو اجازت نہ ہوگی۔(۴)

تضاد:

ص۸۴ پر سوال بنایا کہ شفاعت کی قسمیں بتلائیں۔ جواب میں پروفیسر صاحب نے

(۱)ص۲۱۰ (۲)ص۱۷۷ (۳)ص۱۷۷ (۴)ص۱۸۲

شفاعت کی چھ قسمیں بیان کیں اور وہاں کہا چھٹی قسم شفاعت کی وہ ہے جو بعض کفار کے عذاب میں تخفیف کیلئے ہوگی۔(۱)

تبصرہ:

جو شفاعت ص ۸۶ پر تو کفار و مشرکین میں سے کسی کیلئے بھی جائز نہ تھی ص ۸۵ پر بعض کفار کیلئے کیسے جائز ہوگئی؟ کیا بعض کا جو استحقاقِ شفاعت ہے وہ بقیہ بعض کو حاصل نہیں ہوسکتا؟ آخر یہ تضاد بیانی کیا ہے؟

(۴)۔ سوال: توحید اسماء وصفات پر ایمان کیسے لایا جائے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی صفات کو حقیقت پر محمول کرتے ہوئے کسی تاویل، کیفیت، تعطیل کے بغیر ایمان لانا چاہیئے۔

سوال: تاویل کسے کہتے ہیں؟

جواب: آیات واحادیث کے ظاہری معنوں کو دوسرے مرادی معانی کی طرف پھیرنا تاویل کہلاتا ہے(۲)

تضاد:

سوال۴: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرا بندہ نوافل پڑھتے پڑھتے میرے قریب ہوتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اس کو محبوب بنالیتا ہوں پھر میں اس کا کان ہوتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور آنکھ ہوتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہوتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور پاؤں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے(بخاری) اس حدیث کا مطلب کیا ہے؟

جواب: علماء سلف نے اس کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ وہ مکمل طور پر اللہ کے ساتھ مشغول

(۱)ص ۸۵ (۲)ص ۳۳

ہے اس کا کان ادھر ہی متوجہ ہو جاتا ہے جس طرف اللہ راضی ہوتا ہے اور اپنی آنکھ سے وہی کچھ دیکھتا ہے جس کا اللہ نے اسے حکم دے رکھا ہے۔(۱)

تبصرہ:

قرآن وحدیث کو ظاہری معنی سے پھیرنا تاویل ہے جو کہ ص۳۳ پر ناجائز تھی مگر وہ تاویل ص۴ پر آ کر جائز ہو گئی ہے چونکہ ص۳۳ پر بیان کردہ اصول سے غیر مقلدین کا خودساختہ عقیدہ ڈائنامیٹ ہوتا تھا لہذا (ص۴) پر خود ہی اپنے اصول کی دھجیاں بکھیر دیں۔ کیسا عمل بالحدیث ہے! ایسے ہی دھوکہ بازوں کو اہل حدیث کہتے ہیں۔ اور اسی کتاب کے ص۵ پر حدیث وجدتنی عنده کی تاویل کی، 'مراد ہے اس کا ثواب وہاں پاتا' حد ہوتی ہے فریب کی بھی۔

سوال گندم جواب چنا!

سوال: دلیل دیں کہ ذکر سے مراد قرآن وحدیث ہے۔

جواب: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لاتعلمون (الانبياء) پس تم اہل ذکر سے پوچھ لو اگر خود تمہیں علم نہ ہو اس آیت میں اہل ذکر سے مراد علماء ہیں۔(۲)

تبصرہ:

کیا بات ہے علمیت کی! معلوم ہوتا ہے فضلوا و اضلوا والی روایت انہی جیسوں کے بارے میں ہے۔

(۱)ص۴ (۲)ص۴ ۲۵

ارشادالحق اثری صاحب کی غلط بیانیاں

ارشادالحق اثری صاحب فرقہ اہل حدیث پاک وہند کے معروف علماء میں شمار ہوتے ہیں۔ جامعۃ الاسلامیہ الاثریہ فیصل آباد کے مدرس ہیں۔ مشہور غیر مقلد زبیر علی زئی نے اپنی کتاب نور العینین پر اثری صاحب سے تقریظ لکھوائی ہے اس سے غیر مقلدین کے ہاں اثری صاحب کی وقعت اور مقام کا اندازہ ہوتا ہے۔ اثری صاحب نے کئی کتب بھی لکھی ہیں جن کو تحریف وتدلیس اور کذب بیانیوں کا مجموعہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ یہاں بطورِ نمونہ اثری صاحب کی صرف ایک کتاب سے ان کی جہالتوں اور بددیانتیوں کے چند حوالہ جات نقل کیے جاتے ہیں، باقی کتب کو اس پر قیاس کر لیں۔

جھوٹ نمبر۱:

ارشادالحق اثری صاحب لکھتے ہیں:

سلیمان بن عبدالرحمٰن کے متعلق امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں وہ حجت ہے...[تہذیب ص۲۰۷ ج۲، مقدمہ فتح الباری ص۱۷۱ ج۲](۱)

تبصرہ:

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ م۸۵۲ھ نے امام سلیمان بن عبدالرحمان الدمشقی م۲۳۳ھ کے متعلق امام احمد بن حنبل م۲۴۱ھ سے حجت کے الفاظ سے تعدیل وتوثیق نقل نہیں کی۔(۲)

یہ اثری صاحب نے امام احمد بن حنبل اور حافظ ابن حجر رحمہما اللہ پر جھوٹ بولا ہے۔

(۱) توضیح الکلام ص۴۵۷ ج۱

(۲) تہذیب لابن حجر ج۲ ص۴۱۳، ۴۱۴ رقم الترجمہ ۳۰۱۸ وھدی الساری مقدمہ فتح الباری ص۵۷۳

جھوٹ نمبر۲:

ارشادالحق اثری صاحب لکھتے ہیں:

[اثر عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بحوالہ مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۱۳۳ وکتاب القراءۃ ص ۵۴، ۵۵] اس روایت کی سند میں محمد بن عبیداللہ بن عمیر ہے۔(۱)

تبصرہ:

مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۱۳۲ رقم ۲۷۹۰ وفی نسخۃ ج ۲ ص ۸۶ رقم ۲۷۹۰ اس روایت کی سند میں محمد بن عبیداللہ بن عمیر نہیں ہے۔ معلوم نہیں غیر مقلدین کو ائمہ حدیث پر جھوٹ بولنے میں کیا مزہ آتا ہے۔

جھوٹ نمبر۳:

ارشادالحق اثری صاحب لکھتے ہیں:

حافظ ابن حجر نے یہی بات کی ہے، سلیمان تیمی ائمہ جرح وتعدیل میں سے نہیں ہیں۔(۲)

تبصرہ؛ اولاً:

امام سلیمان التیمی م ۱۴۳ھ جلیل القدر تابعی اور ائمہ جرح وتعدیل میں سے ہیں۔ آپ کے بارے میں کتب رواۃ میں درج ذیل القاب ملتے ہیں:

الامام، الحافظ، شیخ الاسلام، مقدماً فی العلم و العمل، من حفاظ البصریین، ثقۃ ومن خیار اھل البصرۃ.(۳)

(۱) توضیح الکلام ج ۲ ص ۱۳۱ (۲) توضیح الکلام ج ۱ ص ۲۳۹ وفی نسخۃ ص ۲۲۹

(۳) سیر اعلام النبلاء ج ۵ ص ۴۲۱، ۴۲۲ رقم الترجمہ ۱۰۵۸، تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۱۳ رقم الترجمہ ۱۴۵

ثانیاً:

امام ابن ابی حاتم الرازی م ۳۲۷ھ نے امام سلیمان التیمی کو ائمہ جرح وتعدیل میں ذکر کیا ہے۔(۱)

اسی طرح امام سلیمان التیمی سے جرح وتعدیل بہت سے ائمہ نے نقل کی ہے مثلاً امام ابو جعفر العقیلی م ۳۲۲ھ، امام ابوبکر الخطیب م ۴۶۳ھ، امام مزی م ۷۴۸ھ اور امام ذہبی م ۷۴۸ھ وغیرہ۔ مذکورہ حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ امام سلیمان التیمی ائمہ جرح وتعدیل میں سے ہیں اور جناب ارشاد الحق اثری صاحب نے جو ان کے ائمہ جرح وتعدیل میں سے ہونے کا انکار کیا ہے اس کو ان کی جہالت کہہ لیں تو بھی ٹھیک ہے اور ان کی کذب بیانی کہہ لیں تو بھی روا ہے کیونکہ یہ اندھی تقلید کرتے ہیں تحقیق نہیں کرتے۔ یہاں ہم جناب زبیر علی زئی صاحب کا ایک حوالہ پیش کرنا مناسب خیال کرتے ہیں، موصوف نے اپنی کتاب نور العینین میں لکھا ہے کہ متقدمین کے مقابلے میں متأخرین کی بات کیسے قابل مسموع ہوسکتی ہے۔(۲)

یاد رہے کہ جناب اثری صاحب نے اس کتاب پر تقریظ بھی لکھی ہے۔

جھوٹ نمبر ۴:

ارشاد الحق اثری صاحب لکھتے ہیں:

بالخصوص جبکہ امام مالک اور سلیمان التیمی اہل حجاز میں سے ہیں۔(۳)

تبصرہ:

جناب اثری صاحب نے یہاں بھی جھوٹ بولا ہے۔ امام سلیمان التیمی جو کہ صحیح بخاری و

(۱) کتاب تقدمۃ المعرفہ لکتاب الجرح والتعدیل ص ۱۴۳، رقم ۳۲ باب سین (۲) نور العینین ص ۱۳۷
(۳) توضیح الکلام ج ۱ ص ۲۳۹، ۲۴۰

مسلم اور سنن اربعہ کے راوی ہیں، یہ ائمہ محدثین کی تصریح کے مطابق بصری ہیں نہ کہ حجازی۔(۱)

جھوٹ نمبر۵:

ارشادالحق اثری صاحب لکھتے ہیں:

زیر بحث روایت میں صدقہ (بن خالد) سے روایت کرنے والا تنہا غریب یحییٰ ہی نہیں بلکہ محمد بن مبارک، ہشام بن عمار اور امام بخاری بھی ہیں یعنی یہ متابع ہیں۔(۲)

تبصرہ:

امام صدقہ بن خالد الدمشقی کی وفات مختلف روایات کے مطابق ۱۷۰ھ، ۱۷۱ھ یا ۱۸۰ھ میں ہوئی ہے اور ان سے امام بخاری کا سماع ولقاء ثابت نہیں کیونکہ امام بخاری کی ولادت ۱۹۴ھ میں ہوئی۔ جب امام بخاری صدقہ بن خالد کے شاگرد ہی نہیں تو یحییٰ کے متابع کیسے ہوسکتے ہیں؟ یہ بھی جناب اثری صاحب کا خالص جھوٹ اور خیانت ہے۔

(۱) دیکھیے تذکرۃ الحفاظ ج۱ص۱۱۳، سیر اعلام النبلاء ج۵ص۴۲۱، تقریب ج۱ص۲۲۶ (۲) توضیح الکلام ج۱ص ۳۲۷تا۳۲۹

زبیر علی زئی صاحب کی کذب بیانیاں

زبیر علی زئی صاحب کا شمار فرقہ اہل حدیث پاک وہند کے معروف علماء میں ہوتا ہے۔ ماہنامہ الحدیث حضرو کے مدیر اور کئی کتب کے مؤلف ہیں۔ غیر مقلدین کے یہاں محدث العصر اور ذہبی دوراں شمار ہوتے ہیں۔ اپنے پیشروؤں کی مانند فریب دینے اور جھوٹ بولنے میں یدِطولی رکھتے ہیں۔ جناب کی تحریرات میں جا بجا بیسیوں نہیں سینکڑوں جھوٹ بکھرے پڑے ہیں۔ بطورِنمونہ چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں:

جھوٹ نمبر ۱

زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

''نبی ﷺ کی ساری زندگی میں صرف ایک نماز کا بھی ثبوت نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے (یعنی قبل الرکوع وبعدہ اور بعد الرکعتین) رفع الیدین نہ کیا ہو۔ جب ترک ہی ثابت نہیں تو نسخ کس طرح ثابت ہوگا۔(۱)

تبصرہ:

اولاً...

حدیث ابوحمید الساعدیؓ [صحیح بخاری ج۱ص۱۱۴، صحیح ابن خزیمہ ج۱ص۳۲۴ رقم الحدیث ۶۴۳ وص۳۲۷ رقم الحدیث ۶۵۲، صحیح ابن حبان ج۳ص۱۷۲ رقم الحدیث ۱۸۶۶] وغیرہ میں ہے کہ آپ ﷺ تکبیر تحریمہ کی رفع الیدین کے علاوہ رکوع کی رفع الیدین کے بغیر نماز پڑھتے تھے۔ ان روایات سے ترک ثابت ہے۔

(۱) نورالعینین ص۱۵۶

ثانیاً...

حدیث ابن عمرؓ مرفوعاً [اخبار الفقہاء والمحدثین لحافظ القیر وانی ص۲۱۴ ط بیروت وسندہ صحیح] میں رکوع کی رفع الیدین کا ترک یعنی ترک رفع الیدین کے الفاظ کی صراحت موجود ہے۔

یادرہے کہ میرے علم کے مطابق حدیث ابی حمیدؓ جو بخاری والی سند سے ہے اوراسی طرح حدیث ابن مسعودؓ نسائی ج۱ص ۱۵۸ و ۱۶۱ وغیرہ، اس میں قبل الرکوع وبعدہ کی رفع الیدین کسی معتبر کتاب میں ثابت نہیں ہے۔

مذکورہ تمام صحیح احادیث سے ترک رفع الیدین ثابت ہے۔لہذا زبیر علی زئی صاحب کا یہ کہنا کہ ’جب ترک ہی ثابت نہیں تو نسخ کس طرح ثابت ہوگا‘ صریح جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر۲

زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

’’آثار صحابہؓ : صحیح اور حسن سندوں کے ساتھ ثابت ہے کہ درج ذیل صحابہ کرامؓ رکوع سے پہلے اور بعد میں رفع الیدین کرتے تھے۔‘‘ پھر انس بن مالکؓ [السنن الکبریٰ للبیہقی ج۲ص۷۳ وسندہ صحیح] تحریر کیا ہے۔(۱)

تبصرہ:

سیدنا انس بن مالکؓ سے باسند امام بیہقیؒ نے سنن الکبریٰ ج۲ص۷۳ پر خصوصاً اور رفع الیدین کے اس باب میں عموماً حدیث تخریج نہیں فرمائی۔

یہاں بھی زبیر علی زئی صاحب نے جھوٹ بولا ہے۔

(۱) دیکھئے نور العینین ص۱۵۹و۱۶۰ط۲۰۰۶

جھوٹ نمبر۳

زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

’’(حدیث ابن عمرؓ اخبار الفقہاء) اس کے راوی عثمان بن محمد کا تعین ثابت نہیں ہے۔(۱)

تبصرہ:

امام عثمان بن محمد بن احمد بن مدرک من اھل قبرۃ م۳۲۰ھ کا تعین خود امام محمد بن حارث القیر وانی م۳۶۱ھ سے ثابت ہے۔ مثلاً

(۱)قال محمد بن حارث قال لی عثمان بن محمد القبری قال لی محمد بن غالب...الخ(۲)

(۲)قال محمد بن حارث قال لی عثمان بن محمد القبریؒ قال لی محمد بن غالب....الخ (۳)

جھوٹ نمبر۴

زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

’’محمد بن حارث کی کتابوں میں اخبار القضاۃ والمحدثین کا نام تو ملتا ہے مگر اخبار الفقہاء والمحدثین کا نام نہیں ملتا۔ اور قدیم علماء نے اس کتاب کا کوئی ذکر نہیں کیا۔(۴)

تبصرہ:

اخبار الفقہاء والمحدثین کو قدیم علماء مثلاً امام ابن حزمؒ م۴۵۶ھ، امام ابن عبدالبرؒ

(۱) دیکھئے نور العینین ص ۲۰۶
(۲) اخبار الفقہاء والمحدثین ص ۱۰۳
(۳) دیکھئے ایضاً ص ۱۰۵
(۴) نور العینین ص ۲۰۸

م۴۶۳ھ، امام ابومحمد الحمیدیؒ م ۴۸۸ھ، امام احمد بن یحییٰ الضبیؒ م ۵۹۹ھ، وغیرھم نے محمد بن حارثؒ کی تصنیف قرار دیا ہے۔(۱)

جھوٹ نمبر ۵

زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں کہ ابن مدرک (یعنی عثمان بن محمد) سے محمد بن حارث القیروانی کی ملاقات ثابت نہیں ہے۔(۲)

تبصرہ:

امام محمد بن حارث القیروانیؒ م ۳۶۱ھ کی امام عثمان بن محمد القبری م ۳۶۰ھ سے ملاقات بھی ثابت ہے اور تحدیث وسماع بھی۔مثلاً:

(۱) قال محمد بن حارث القیروانی اخبرنی عثمان بن محمد الخ(۳)

(۲) قال محمد حارث القیروانی حدثنی عثمان بن محمد الخ (۴)

(۳) قال محمد بن القیروانی قال لی عثمان بن محمد الخ (۵)

لفظ اخبرنی، حدثنی اور قال لی سے صراحتاً ملاقات اور سماع ثابت ہو رہے ہیں لیکن زبیر علی زئی صاحب کے نزدیک شاید ان الفاظ کا مطلب عدم لقاء اور عدم سماع ہے۔

(۱) دیکھئے جذوۃ المقتبس للحمیدی ص ۴۷، بغیۃ الملتمس للضبی ص ۶۱ وغیرھما

(۲) دیکھیے نور العینین ص ۲۰۶

(۳) دیکھیے اخبار الفقہاء والمحدثین ص ۹۰، ۱۲۲ ، قضاۃ قرطبۃ للقیروانی ص ۵۵، ۶۲

(۴) دیکھیے اخبار الفقہاء والمحدثین ص ۲۱۴ ، قضاۃ قرطبۃ للقیروانی ص ۱۵، ۷۳

(۵) اخبار الفقہاء والمحدثین ص ۷۸، ۹۷، ۱۲۲، ۱۳۹، ۱۶۲، ۲۳۷ ، قضاۃ قرطبۃ للقیروانی ص ۱۴، ۱۰۳، ۱۵۳

حکیم فیض عالم

گذشتہ ابواب میں آپ نے حکیم فیض عالم صاحب کے نظریات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اسلافِ عظام رحمہم اللہ کے متعلق ملاحظہ فرمائے۔ یہ نظریات اس قدر غلط اور گمراہ کن ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے ایمان واسلام کا بچا رہنا بھی مشکل ہے لیکن حیرانی کی بات ہے کہ حکیم فیض عالم کے ایسے نظریات اور غیر مقلدین کے ہاں ان کی اس قدر پذیرائی کہ وہ انہیں نہایت زیرک، معاملہ فہم، دور اندیش بزرگ، محقق، مجاہد دین وملت، پیر مرد، صاحبِ دل بزرگ جیسے خطابات سے یاد کرتے ہیں۔ جمعیت علمائے اہل حدیث کے جنرل سیکرٹری قاضی عبدالقدیر خاموش لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے اس سعادت کا سہرا جس مجاہدِ دین وملت کے لیے تیار کر رکھا تھا وہ عظیم شخصیت اس وقت ہمارے درمیان حکیم فیض عالم صدیقی کے نام سے موجود ہے۔ موصوف نے اس عجمی سازش کے مالہ، وما علیہ سے جس چومکھے انداز میں ملت کو روشناس کرایا ہے وہ اسی صاحبِ دل پیر مرد کا کام ہے"۔(۱)

قاضی صاحب اپنے پیر مرد کے بارے میں اپنے تاثرات ذکر کرنے کے بعد اپنی جماعت کے ایک مقتدر عالم حافظ محمد ابراہیم کمیر پوری کے تاثرات ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اپنے تاثرات میں ہم منفرد نہیں بلکہ جو بھی ایک بار اس مرد پیر کی خدمت میں پہنچ گیا وہ کچھ حاصل کر کے ہی اٹھا، چنانچہ جماعت اہل حدیث کے مشہور خطیب، ادیب، راہنما اور صحافی حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم کمیر پوری 'ایک محقق اور صاحب دل بزرگ سے ملاقات' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں؛ چند ہی منٹوں میں (حکیم صاحب) ایسے گھل مل گئے کہ میری طبیعت کا خوف وحجاب اور احترام بے تکلفی میں بدل گیا، میں اس بات پر مجبور تھا

(۱) شہادت ذوالنورین ص ۵

کہ جن دوستوں سے حکیم صاحب کی خشک مزاجی بلکہ تلخ نوائی کا تذکرہ سنا تھا ان کے لیے رب ذوالجلال کے حضور میں عفوودرگزر کی دعا کروں''۔

مزید لکھتے ہیں:

''میں نے اس ماحول سے جو کچھ اخذ کیا اس کے مطابق حکیم صاحب نہایت زیرک، معاملہ فہم اور دور اندیش بزرگ ہیں .... ان کا ماحول ان کی دیانت کا معترف ہے''۔(۱)

حکیم فیض عالم صاحب غیر مقلدین کے مایہ ناز اور بے نظیر محقق کہلاتے ہیں۔ معلوم نہیں کہ غیر مقلدین نے حکیم صاحب کو یہ القاب فقط خوش عقیدگی کے تحت دیئے ہیں یا ان کی تحقیقات کی تحقیق کر کے انہیں ان القابات سے نوازا ہے۔ ہمارے خیال میں غیر مقلدین حکیم صاحب کی اندھی عقیدت کا شکار ہیں، کیونکہ حکیم صاحب تاریخ سے اس قدر نابلد ہیں کہ انہیں اپنے گھر کی ماضی قریب کی تاریخ کا بھی صحیح علم نہیں چہ جائیکہ ماضی بعید میں ہونے والے واقعات کی تاریخ۔ اس سلسلہ میں حکیم صاحب کی فقط ایک کتاب سے چند اغلاط پیش کی جاتی ہیں تاکہ غیر مقلدین اپنے محقق کی تحقیق کے متعلق مزید معلومات حاصل کرسکیں۔

(۱)......حکیم صاحب لکھتے ہیں:

''مولانا نذیر حسین کے بعد آپ کے خلف اکبر مولانا محمد شریف نے یہ سلسلہ چلانے کی کوشش جاری رکھی''۔(۲)

تاریخی اعتبار سے حکیم صاحب کی یہ بات غلط ہے کیونکہ میاں صاحب کے فقط ایک ہی صاحب زادے تھے، جن کا نام محمد شریف نہیں شریف حسین تھا اور میاں صاحب کی وفات سے ۱۶ سال پہلے فوت ہوگئے تھے۔(۳)

لہٰذا میاں صاحب کے بعد ان کے سلسلہ چلانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

(۱) شہادت ذوالنورین ص۶۔۷ (۲) اختلافِ امت کا المیہ ص۱۸۴

(۳) الحیات بعد الممات ص۱۰۲ و ص۲۷۷

(۲)...... حکیم صاحب لکھتے ہیں:

''مولانا نذیر حسین ۱۲۲۰ھ میں سورج گڑھ ضلع مونگیر میں پیدا ہوئے۔۱۲۴۲ھ میں دہلی آئے، مولانا عبدالخالق سے چند کتب پڑھیں، پھر شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین سے چند کتب پڑھیں''۔(۱)

حکیم صاحب کی یہ بات بھی بالکل غلط ہے کیونکہ شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ کی وفات ۱۲۳۰ھ اور شاہ رفیع الدین صاحب رحمہ اللہ کی وفات ۱۲۳۳ھ میں ہوگئی تھی اور میاں صاحب' شاہ رفیع الدین کی وفات کے ۱۰ سال بعد ۱۲۴۳ھ میں دہلی آئے ہیں۔اس صورت میں میاں صاحب کا ان دو حضرات سے پڑھنا تو دور رہا ان حضرات کا دیکھنا بھی ثابت نہیں ہوتا۔

(۳)...... حکیم صاحب نے تبلیغی جماعت کو (جس کے بانی حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمہ اللہ ہیں) غیر مقلد قرار دیا ہے(۲) جسے سفید جھوٹ کہا جائے تو بجا ہے۔کون نہیں جانتا کہ مولانا الیاس رحمہ اللہ و مولانا محمد یوسف رحمہ اللہ کون ہیں؟ کس لڑی سے ہیں؟ کن عقائد کے حامل ہیں؟

(۴)......حکیم صاحب منہاج السنۃ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''جعفر بن محمد (امام جعفر صادق) امام ابوحنیفہ کے ہم عصر تھے، ابوحنیفہ نے ان سے علم حاصل نہیں کیا باوجود ان کی شہرت کے''۔(۳)

تاریخی اعتبار سے یہ بات بھی غلط ہے کیونکہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے امام محمد باقر رحمہ اللہ اور ان کے صاحبزادے حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ دونوں سے استفادہ کیا ہے۔

چنانچہ علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

''امام ابوحنیفہ کی معلومات کا بڑا ذخیرہ حضرت ممدوح کا فیضِ صحبت تھا۔امام صاحب

(۱) اختلافِ امت کا المیہ ص ۱۸۳ (۲) اختلافِ امت کا المیہ ص ۱۵۴۔۱۵۵

(۳) اختلافِ امت کا المیہ ص ۸۹

نے ان کے فرزندِ رشید حضرت جعفر صادق کے فیضِ صحبت سے بھی بہت کچھ فائدہ اٹھایا ہے جس کا ذکر عموماً تاریخوں میں پایا جاتا ہے''۔(۱)

(۵)...... حکیم صاحب فقہ حنفی کی تدوین کے متعلق لکھتے ہیں:

''ہم دیکھتے ہیں کہ فقہ حنفی کی تدوین امام صاحب کی وفات سے تقریباً پونے تین سو سال بعد شروع ہوئی''۔(۲)

حکیم صاحب کی یہ بات سو جھوٹوں کا ایک جھوٹ ہے۔تاریخ کا ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ فقہ حنفی کی تدوین خود حضرت امام صاحب رحمہ اللہ کی زندگی میں ہوئی۔اور فقہ حنفی کی بنیاد حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد امام محمد رحمہ اللہ کی چھ کتابوں پر ہے جنہیں ظاہر الروایۃ کہا جاتا ہے۔

(۶)...... حکیم صاحب ابن حزم ظاہری کے متعلق لکھتے ہیں:

''بعض اہل علم نے انہیں مذہب ظاہریہ یعنی محمد بن اسحاق راہویہ کا مقلد قرار دیا ہے مگر جس حد تک ان کی تحقیق کا تعلق ہے اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ غیر مقلد اور پکے اہل حدیث تھے''۔(۳)

حکیم صاحب کی بدحواسی کا اندازہ لگائیے کہ وہ اپنی کتاب میں اس جگہ مذہب ظاہریہ کا بانی محمد بن اسحاق راہویہ کو قرار دے کر ابنِ حزم کو ان کا پیروکار بتلا رہے ہیں حالانکہ مذہبِ ظاہریہ کے بانی داؤد بن علی اصفہانی ہیں اور ابنِ حزم ظاہری انہی کے پیروکار ہیں۔

(۷)...... حکیم صاحب لکھتے ہیں:

''امام ابوحنیفہ ایک نومسلم گھرانہ میں ۹۰ ہجری میں کوفہ میں پیدا ہوئے''۔(۴)

ایک مقام پر لکھتے ہیں:

''ابوعمرو عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی ۸۸ھ میں بعلبک میں امام ابوحنیفہ کی ولادت سے دو

(۱) سیرت النعمان، ص ۵۸ (۲) اختلافِ امت کا المیہ، ص ۴۵

(۳) اختلافِ امت کا المیہ، ص ۱۳۲ (۴) اختلافِ امت کا المیہ، ص ۳۳

سال پہلے پیدا ہوئے''۔(۱)

تاریخی اعتبار سے حکیم صاحب کی یہ بات بھی غلط ہے۔حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تاریخ ولادت میں اختلاف ہے۔ایک روایت کے مطابق آپ کی تاریخ ولادت ۶۱ھ ہے۔لیکن مشہور روایت ۸۰ھ کی ہے نہ کہ ۹۰ھ کی۔ بظاہر معلوم ہوا ہے کہ حکیم صاحب حضرت امام ابوحنیفہ کی تاریخ ولادت کے بیان میں بھی بدحواسی کا شکار ہیں کیونکہ وہ اپنی اس کتاب کے(ص۱۱)پر امام صاحب کی ولادت ۸۰ھ ہی لکھتے ہیں۔

(۸)...... حکیم صاحب نے بہت سے صحابہ کرام کے سنینِ وفات بالکل غلط لکھے ہیں۔

چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''اس روایت کے نقل کرنے والے عقل کے اندھے کو اتنا بھی علم نہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ۵۸ھ میں شہید ہوئے''۔(۲)

حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت ۴۰ھ میں ہوئی ہے۔

(۱۰)......ایک اور مقام پر حکیم صاحب لکھتے ہیں:

''ان عقل کے اندھوں کو اس قدر بھی معلوم نہیں کہ انس بن مالک ۶۰ ہجری میں، انس بن مالک الکعبی امیر یزید کی خلافت کے زمانہ میں، عبداللہ بن ابی اوفی ۶۰ ہجری میں، جابر بن عبداللہ ۷۲/۷۴ ہجری میں، عبداللہ بن انیس ۵۷ ہجری میں، واثلہ بن الاسقع ۸۵/۸۶ ہجری میں، عبداللہ بن جزء ۵۹/۶۰ ہجری میں فوت ہوئے''۔(۳)

حکیم صاحب نے جو سنین وفات ذکر کیے ہیں وہ قطعاً غلط ہیں۔اب معلوم نہیں کہ وہ اپنے لیے اپنے ہی تجویز کردہ خطاب (عقل کے اندھے) کو پسند کرتے ہیں یا صرف دوسروں ہی کو سب وشتم کرنا ان کا مشغلہ ہے جو از روئے حدیث شریف منافق کی علامت ہے۔

(۱)اختلافِ امت کا المیہ (۲)اختلافِ امت کا المیہ ٔص ۲۱۷ (۳)اختلافِ امت کا المیہ ٔص ۳۷

حکیم صاحب کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا سنِ وفات ۶۰ ھ نہیں بلکہ ۹۳ ہجری اور ایک قول کے مطابق ۹۵ ہجری ہے، حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کا سنِ وفات ۶۰ ھ نہیں بلکہ ۸۷ ھ ہے، اسی طرح حضرت عبداللہ بن جزء رضی اللہ عنہ کا سنِ وفات ۵۹/۶۰ ھ نہیں بلکہ ان کے سنِ وفات کے بارے میں مختلف اقوال ہیں، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸ ھ۔ (۱)

یہ چند حوالہ جات تاریخ کے حوالے سے ذکر کر دیئے گئے ہیں تاکہ حکیم صاحب کی تاریخ دانی اور تحقیق کا کچھ اندازہ لگایا جا سکے۔ ورنہ حکیم صاحب کی تمام کتب بالخصوص احناف وفقہ کے متعلق اکاذیب واباطیل سے بھری ہوئی ہیں۔ چونکہ اس وقت ہمارا مقصد حکیم صاحب کی اغلاط شمار کرانا نہیں کہ اس کے لیے ایک مستقل اور مبسوط تصنیف کی ضرورت ہے اس لیے اس بحث کو ہم یہیں ختم کرتے ہیں۔

ان تمام باتوں کے ذکر سے اصل مقصد یہ ہے کہ جو سادہ لوح ان لوگوں کے دامِ تزویر میں پھنس رہے ہیں وہ ان کی حقیقت سے آگاہ ہو کر ان سے دور رہیں، رہے غیر مقلدین تو ان سے یہ توقع نہیں کہ وہ ان باتوں کو پڑھ کر کچھ اثر لیں اور اصلاح حال کی کوئی کوشش کریں کیونکہ وہ ائمہ کرام سے بدظنی اور اسلاف عظام پر بدزبانی کی وجہ سے حدیث قدسی: **من عادی لی ولیا فقد آذنتہ بالحرب** جس نے میرے ولی سے دشمنی کی، اس سے میرا اعلان جنگ ہے؛ کا مصداق بن چکے ہیں اور اصلاح حال سے اس قدر دور ہو چکے ہیں کہ اب ان کا لوٹنا مشکل ہے، الا ماشاء اللہ۔ وہ اپنی کجروی پر اس قدر متشدد واقع ہوئے ہیں کہ غیر تو غیر خود ان کے اپنے بھی ان کی اس سختی اور بدمزاجی کی وجہ سے ان لوگوں کے قبولِ خیر سے مایوس ہیں۔ مشہور غیر مقلد رہنما جناب پروفیسر ابوبکر غزنوی کو اپنے ایک سفر کے دوران چند غیر مقلدین سے واسطہ پڑا تو ان کے رویہ سے تنگ آ کر انہوں نے مولانا ابوالکلام آزاد کے حوالہ سے ایک فقرہ کہا تھا جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ یہاں انہی کے الفاظ میں وہ فقرہ

(۱) دیکھیے سیر اعلام النبلاء، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، اسد الغابہ

ذکر کیا جاتا ہے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

جناب ابوبکر غزنوی لکھتے ہیں:

''اس آواز سے درشتی ٹپک رہی تھی، مجھے معاً مولانا آزاد کا اہل حدیثوں کے بارے میں وہ فقرہ یاد آ گیا، ان پتھروں کو اگر میں ہزار برس بھی تراشتا رہوں تو ان سے انسان کا بچہ تو میں پیدا نہیں کر سکتا ہوں''۔(۱)

ابوبکر غزنوی صاحب غیر مقلدین کے رویہ سے اس قدر دل تنگ تھے کہ جب انہوں نے اپنے والد مولانا داؤد غزنوی کی سوانح لکھی تو انہوں نے اپنے والد کا بطور اہل حدیث کہیں تذکرہ نہیں کیا۔

ہمیں بھی غیر مقلدین کے اکابر کی طرح ان کے اس رویہ سے جو انہوں نے اپنی تقریر و تحریر میں اپنا رکھا ہے مایوسی ہے، لیکن چونکہ ہمارا مقصد عوام الناس کی اصلاح ہے اس لیے چند باتیں ان کی اصلاح کے لیے عرض کر دی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو صراطِ مستقیم پر چلنے اور اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

وصلی اللہ وسلم علی حبیبه سیدنا ومولانا محمد وعلی آله وازواجه واهل بیته وصحبه اجمعین ومن تبعهم باحسان الی یوم الدین

(۱) فاران سلور جوبلی نمبر ۱۹۸۶ ص ۲۱۹

ضمیمہ

علماء اہل السنۃ والجماعۃ کی طرف سے فتنۂ غیر مقلدیت کے رد میں لکھی جانے والی بعض کتب کی فہرست

کتاب	مصنف
نظام الاسلام	علامہ محمد وجیہہ کلکتوی
تنبیہ الضالین وہدایۃ الصالحین	عنایت علی دہلوی
تحفۃ العرب والعجم	نواب قطب الدین محدث دہلوی
توفیر الحق	نواب قطب الدین محدث دہلوی
تنویر الحق	نواب قطب الدین محدث دہلوی
تنقید فی بیان التقلید	مولانا سدید الدین خان دہلوی
مدار الحق بجواب معیار الحق	مولانا محمد شاہ پنجابی
انتصار الحق فی اکساد اباطیل معیار الحق	مولانا ارشاد حسین محدث رامپوری
فتح المبین بر کشف مکائد غیر مقلدین	مولانا منصور علی خاں مرادآبادی
نصرۃ المجتہدین	مولانا عبدالوکیل سکندرپوری
نصر المقلدین	مولانا حافظ احمد علی بٹالوی
حمایت المقلدین	مولانا حافظ احمد علی بٹالوی
الدلیل القوی علی ترک القراءۃ للمقتدی	مولانا احمد علی سہارنپوری
سبیل الرشاد	مولانا رشید احمد گنگوہی

القطوف الدانیۃ فی تحقیق الجماعۃ الثانیۃ	مولانا رشید احمد گنگوہی
ہدایۃ المعتدی فی قراءۃ المقتدی	مولانا رشید احمد گنگوہی
اوثق العریٰ فی تحقیق الجمعۃ فی القریٰ	مولانا رشید احمد گنگوہی
ردالطغیان فی اوقاف القرآن	مولانا رشید احمد گنگوہی
الرأی النجیح فی عدد رکعات التراویح	مولانا رشید احمد گنگوہی
الحق الصریح فی اثبات التراویح	مولانا رشید احمد گنگوہی
توثیق الکلام فی الانصات خلف الامام	مولانا محمد قاسم نانوتوی
الدلیل المحکم علی قراءۃ الفاتحہ للمؤتم	مولانا محمد قاسم نانوتوی
مصابیح التراویح	مولانا محمد قاسم نانوتوی
الحق الصریح فی اثبات التراویح	مولانا محمد قاسم نانوتوی
ادلۂ کاملہ	مولانا محمود حسن دیوبندی
ایضاح الادلۃ	مولانا محمود حسن دیوبندی
احسن القریٰ فی توضیح اوثق العریٰ	مولانا محمود حسن دیوبندی
تحریرات حدیث	مولانا حسین علی واں بچھراں
مسئلہ قراءۃ فاتحہ خلف الامام	مولانا محمد حسن فیض پوری
مسئلہ آمین آہستہ کہنا	مولانا محمد حسن فیض پوری
مسئلہ نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا	مولانا محمد حسن فیض پوری
مسئلہ بیس تراویح	مولانا محمد حسن فیض پوری
مسئلہ نماز وتر ساتھ ایک سلام اور دو تشہد کے	مولانا محمد حسن فیض پوری
مسئلہ سنت فجر کا ادا کرنا بعد اقامت	مولانا محمد حسن فیض پوری

تنویر الحاسۃ فی مناقب الائمۃ الثلاثۃ	مولانا محمد حسن فیض پوری
رحمۃ الودود فی عدم الجلسۃ فی الرکعۃ الاولیٰ والثالثۃ بعد السجود	مولانا محمد حسن فیض پوری
الامتناع والمزجر عن الاضطجاع بعد رکعتی الفجر	مولانا محمد حسن فیض پوری
دلیل المبین علی ترک القراءۃ للمقتدین	مولانا محمد حسن فیض پوری
ترویح العینین فی مسئلہ رفع الیدین	مولانا محمد حسن فیض پوری
استفتاء درباب عدم جواز نکاح زوجۂ مفقود الخبر	مولانا محمد حسن فیض پوری
فقہ الحدیث	میاں اصغر حسین دیوبندی
الجواب المتین باحادیث سید المرسلین	میاں اصغر حسین دیوبندی
فتاویٰ محمدی شرح دیوبندی	میاں اصغر حسین دیوبندی
فصل الخطاب فی مسئلۃ فاتحۃ الکتاب	علامہ انور شاہ کشمیری
خاتمۃ الخطاب فی مسئلۃ فاتحۃ الکتاب	علامہ انور شاہ کشمیری
نیل الفرقدین فی مسئلۃ رفع الیدین	علامہ انور شاہ کشمیری
بسط الیدین فی مسئلۃ رفع الیدین	علامہ انور شاہ کشمیری
کشف الستر عن صلاۃ الوتر	علامہ انور شاہ کشمیری
اللمعۃ فی صلاۃ الجمعۃ	علامہ انور شاہ کشمیری
تحقیق خطبۂ جمعہ	علامہ شبیر احمد عثمانی
کیفیت مناظرہ تحریری (بحث حدیث ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ)	مولانا عبدالعزیز سہالوی
البرہان الساطع (مسئلۃ تقلید)	مولانا عبدالعزیز سہالوی

اظہار الحق (مسئلہ قرأۃ خلف الامام)	مولانا عبد العزیز سہالوی
القاء اللمعۃ علی حدیث لا جمعۃ	مفتی مہدی حسن شاہ جہان پوری
اقامۃ البرہان	مفتی مہدی حسن شاہ جہان پوری
التحقیق المتین	مفتی مہدی حسن شاہ جہان پوری
قطع الوتین	مفتی مہدی حسن شاہ جہان پوری
بئس القرین لصاحب العذاب المبین	مفتی مہدی حسن شاہ جہان پوری
الاختلاف المبین	مفتی مہدی حسن شاہ جہان پوری
اظہار اسرار المحدثین	مفتی مہدی حسن شاہ جہان پوری
کشف الغمۃ عن سراج الائمۃ	مفتی مہدی حسن شاہ جہان پوری
فراسۃ العریف	مفتی مہدی حسن شاہ جہان پوری
الاسعاف	مفتی مہدی حسن شاہ جہان پوری
القول الصواب	مفتی مہدی حسن شاہ جہان پوری
طلوع بدر الارشاد	مفتی مہدی حسن شاہ جہان پوری
غیر مقلدین کے بارے میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ارشادات	مرتب محمد اقبال قریشی
ہدیۂ اہل حدیث (افادات مولانا اشرف علی تھانوی)	مرتب محمد اقبال قریشی
تمہید الفرش فی تحدید العرش	مولانا اشرف علی تھانوی
الاقتصاد فی بحث التقلید والاجتہاد	مولانا اشرف علی تھانوی
الکلام الفرید فی التزام التقلید	مولانا اشرف علی تھانوی
ملاحۃ البیان فی فصاحۃ القرآن	مولانا اشرف علی تھانوی

اہل حدیث کے فتاویٰ کی حقیقت (بحث جرابوں پر مسح)	مولانا اشرف علی تھانوی
تقلید و اجتہاد	مولانا اشرف علی تھانوی
جامع الآثار	مولانا اشرف علی تھانوی
تابع الآثار	مولانا اشرف علی تھانوی
القول البدیع فی اشتراط المصر للتجمیع	مولانا اشرف علی تھانوی
اختلاف الائمہ	مولانا محمد زکریا کاندھلوی
فاتحۃ الکلام فی القراءۃ خلف الامام	مولانا ظفر احمد عثمانی
شق العین عن حق رفع الیدین	مولانا ظفر احمد عثمانی
القول المتین فی الجہر والاخفاء بآمین	مولانا ظفر احمد عثمانی
غیر اسلامی ممالک میں سود قمار وغیرہ کا حکم	مولانا ظفر احمد عثمانی
خطیب بغدادی کے اعتراضات کے جوابات	مولانا ظفر احمد عثمانی
اعلاء السنن عربی ۲۱ جلد	مولانا ظفر احمد عثمانی
خطیب بغدادی اور منکرین حدیث	مولانا ظفر احمد عثمانی
مسئلہ ربوٰ فی دار الحرب	مولانا ظفر احمد عثمانی
دلائل القرآن علی مذہب النعمان	مولانا ظفر احمد عثمانی
القول الجازم فی سقوط الحد بنکاح المحارم	علامہ عبدالحئ لکھنوی
امام الکلام فیما یتعلق بالقراءۃ خلف الامام	علامہ عبدالحئ لکھنوی
غیث الغمام حاشیہ امام الکلام	علامہ عبدالحئ لکھنوی
ابراز الغی الواقع فی شفاء العی	علامہ عبدالحئ لکھنوی
تذکرۃ الراشد برد تبصرۃ الناقد برد کید الحاسد	علامہ عبدالحئ لکھنوی

السعی المشکور	علامہ عبدالحئ لکھنوی
ایقاد المصابیح فی التراویح	علامہ عبدالحلیم لکھنوی
القول الحسن فی ما یتعلق بالنوافل والسنن	علامہ عبدالحلیم لکھنوی
نورالایمان فی آثار حبیب الرحمان	علامہ عبدالحلیم لکھنوی
الدرالمنضود فی حکم امرأۃ المفقود	مفتی صدرالدین آزردہ
جامع الآثار فی اختصاص الجمعۃ بالامصار	محمد ظہیر احسن شوق نیموی
لامع الانوار بتائید جامع الآثار	محمد ظہیر احسن شوق نیموی
تبیان التحقیق	محمد ظہیر احسن شوق نیموی
اوشحۃ الجید فی اثبات التقلید	محمد ظہیر احسن شوق نیموی
جلاء العین (مسئلہ رفع الیدین)	محمد ظہیر احسن شوق نیموی
حبل المتین فی الاخفاء بآمین	محمد ظہیر احسن شوق نیموی
ردالسکین (بحث آمین)	محمد ظہیر احسن شوق نیموی
تردید السیف الی رأس اہل الحیف	محمد ظہیر احسن شوق نیموی
مجلّٰی فی ردقول المحلّٰی	محمد ظہیر احسن شوق نیموی
الکلام المستحسن فی ردالمتقب الحسن	محمد ظہیر احسن شوق نیموی
سرمن یریٰ فی بحث الجمعۃ فی القریٰ	محمد ظہیر احسن شوق نیموی
ردالرد (بحث آمین)	محمد ظہیر احسن شوق نیموی
الدرۃ الغرۃ فی وضع الیدین علی الصدر وتحت السرۃ	محمد ظہیر احسن شوق نیموی
الغرۃ فی ردالقرۃ (بحث رفع الیدین)	محمد ظہیر احسن شوق نیموی
ضیاء العین (بحث رفع الیدین)	محمد ظہیر احسن شوق نیموی

کشف الستر عن جلسی الوتر	حکیم مولوی عبدالغفار
المجانسۃ فی المصافحۃ ملقب بہ المؤاخذۃ فی المصافحۃ بالید الواحدۃ	مولانا رحیم بخش
ترغیب المتلاقین فی المصافحۃ بالیدین	محمد عبدالغفار حنفی نقشبندی
الحق الصریح مع جماعۃ التہجد والتراویح	مولانا ظہور احمد دربھنگوی
لاصلوۃ خلف غیر المقلدین	حافظ ابوالفرح محمد عبدالحمید پانی پتی
تاریخ حمیدیہ فی مناقب امام الحقیقہ	حافظ ابوالفرح محمد عبدالحمید پانی پتی
الجرح الجمیل علی کلام الجلیل	ایک خیر خواہ اسلام مقیم رنگون
الدرۃ الزکیۃ فی تائید مذہب الحنفیۃ	مولانا ادریس نگرامی
الاربعین من مرویات نعمان سید المجتہدین	مولانا ادریس نگرامی
تحفۃ الحبیب فی تحقیق الصلوۃ والکلام بین یدی الخطیب	مولانا ادریس نگرامی
امداد السنۃ فی التراویح	سید امداد علی اکبر آبادی
امداد الغوی عن الصراط السوی	سید امداد علی اکبر آبادی
توضیح السنۃ الھدی	سید امداد علی اکبر آبادی
حقیقۃ الفقہ	مولانا انوار اللہ حیدر آبادی
تعلیم الغبی فی امامۃ الصبی	مولانا ایوب پشاوری
عمدۃ النصر فی تاخیر العصر	مولانا ایوب پشاوری
کحل العینین فی ترک رفع یدین	مولانا رحمۃ اللہ سواتی
اسکات المعتدی	علامہ شبلی نعمانی
سیرت النعمان	علامہ شبلی نعمانی

انکار الجماعۃ الثانیۃ فی مسجد المحلۃ دائماً	رحمان الدین پشاوری
زجاجۃ المصابیح (عربی)	مولانا عبداللہ شاہ حیدرآبادی
انوار المصابیح (اردو ترجمہ زجاجۃ المصابیح)	مولانا عبداللہ شاہ حیدرآبادی
امام ابن ماجہ اور علم حدیث	مولانا عبدالرشید نعمانی
ماتمس الیہ الحاجۃ مقدمۃ ابن ماجۃ	مولانا عبدالرشید نعمانی
مقدمہ مسند امام اعظم	مولانا عبدالرشید نعمانی
مقدمہ موطأ امام محمد	مولانا عبدالرشید نعمانی
مقدمہ کتاب الآثار	مولانا عبدالرشید نعمانی
التعقبات علی الدراسات	مولانا عبدالرشید نعمانی
التعلیقات علی ذب ذبابات الدراسات	مولانا عبدالرشید نعمانی
القول الجازم فی بیان المحارم	مفتی سعید احمد
التھدید فی وجوب التقلید	مولوی عبدالسبحان ناروی
الدلائل القاطعۃ فی تحقیق الفرقۃ الناجیۃ	مولوی عبدالسبحان ناروی
غرائب البیان فی مناقب النعمان	مولوی عبدالغفار
قصوی الذریٰ لمن تمسک باوثق العریٰ	مولوی عبدالغفار
تحقیق قول الطرفین فی الکلام بین الخطبتین	مولوی عبدالغفار
اِلجام المتعنتین	مولوی عبدالغفار
مفید الاحناف فی مبحث السلام	مولوی عبدالغفور رمضان پوری
رسالہ فی السجود	مولوی عبدالغفور رمضان پوری
القول السدید فی اثبات التقلید	مولانا فتح محمد لکھنوی

تنسیق النظام لمسند الامام	مولانا محمد حسن سنبھلوی
تحقیق الکلام فی التداوی بالشئ الحرام	محمد عادل کانپوری
جہر التأمین وسرہ	حکیم محمد یاسین آروی
مناقب الامام ابی حنیفہ	حکیم محمد یاسین آروی
التسھید فی اثبات التقلید	مشتاق احمد انبیٹھوی
قریۃ العین بتحقیق رجع الیدین	مشتاق احمد انبیٹھوی
احسن التوضیح فی مسئلۃ التراویح	مشتاق احمد انبیٹھوی
التبیان فی فضائل النعمان	مولانا معین الدین کروی
مذہب منصور	مولانا منصور علی مرادآبادی
الفرقان فی قراءۃ ام القرآن	مولانا ناظر حسن دیوبندی
کشف الغطاء عن مسئلۃ الربا	مولانا ناظر حسن دیوبندی
سواء الطریق لابطال اقوال الزندیق	مولانا تراب علی لکھنوی
(الدر الفرید فی المنع عن التقلید کا جواب)	
حق المبین فی الرد الوہابیین	مولانا احمد سعید دہلوی
عشرہ مبشرہ	مولانا عمر رام پوری
(محمد حسین بٹالوی کے دس اعتراضات کا جواب)	
اوتاد الحدید لمنکر الاجتہاد والتقلید	مولانا لطف اللہ لکھنوی
(عبد الحق بنارسی کے رد میں)	
غایۃ الکلام فی القراءۃ خلف الامام	مولانا محمد معین انصای
ارشاد البلید فی اثبات التقلید	مولانا نصر اللہ خورجوی

الصائقۃ الرابیۃ علی فرقۃ الوہابیۃ الکذابیۃ	نصرالدین حسینی برہان پوری
برہان الھدیٰ فی تفسیر الرحمٰن علی العرش استویٰ	نصرالدین حسینی برہان پوری
البراہین الساطعۃ فی اثبات مذھب اھل السنۃ اللامعۃ	نصرالدین حسینی برہان پوری
کشف المعضلات فی ذکر نساء المحرمات	نصرالدین حسینی برہان پوری
تدوین فقہ	مولانا مناظر احسن گیلانی
فضائل اعمال پہ چند شبہات کا جواب	مولانا محمد یوسف لدھیانوی
اختلاف امت اور صراط مستقیم	مولانا محمد یوسف لدھیانوی
تقلید واجتہاد	مولانا محمد ادریس کاندھلوی
تقلید کیا ہے	مولانا محمد انوری
السنن والآثار لسید الابرار	مولانا محمد انوری
حفظ الرحمٰن لمذہب النعمان	مولانا حفظ الرحمٰن سوہدروی
مسئلہ تقلید شخصی	مولانا مفتی محمد شفیع
خطبہ جمعہ عربی زبان میں کیوں ہے	مولانا مفتی محمد شفیع
نابالغہ کے نکاح میں سوء اختیار	مولانا مفتی محمد شفیع
اھل السنۃ والجماعۃ	علامہ سید سلیمان ندوی
نور العینین فی تحقیق رفع الیدین	مولانا محمد اشفاق الرحمٰن کاندھلوی
صلاۃ الرسول ﷺ	مولانا قاضی نور محمد
ازالۃ الرین عن مسئلہ رفع الیدین	مولانا قاضی نور محمد
ازالۃ الستر عن عدد رکعات التراویح والوتر	مولانا قاضی نور محمد
خیر التنقید فی سیر التقلید	مولانا خیر محمد جالندھری

خیرالارشاد فی التقلید والاجتہاد	مولانا خیر محمد جالندھری
مسئلہ تقلید پر بعض شبہات کے جوابات	مولانا خیر محمد جالندھری
تبرائی غیر مقلدین سے سترہ سوالات	مولانا خیر محمد جالندھری
خیرالبراہین فی رد غیرالمقلدین	مولانا خیر محمد جالندھری
خیرالمصابیح فی عدد التراویح	مولانا خیر محمد جالندھری
بیس رکعت تراویح سنت ہیں	مولانا خیر محمد جالندھری
مسائل صلوۃ التراویح	مولانا خیر محمد جالندھری
ایک غیر مقلد کی امامت کے بارے میں اہم فتویٰ	مولانا خیر محمد جالندھری
جمعۃ فی القریٰ	مولانا خیر محمد جالندھری
خصوصیات فقہ حنفی	مولانا خیر محمد جالندھری
فقہ حنفی کی امتیازی شان	مولانا خیر محمد جالندھری
امام اعظم رحمہ اللہ کے مختصر حالات	مولانا خیر محمد جالندھری
آثار الحدیث	علامہ خالد محمود ایم اے پی ایچ ڈی
آثار الفقہ	علامہ خالد محمود ایم اے پی ایچ ڈی
مناظرے	علامہ خالد محمود ایم اے پی ایچ ڈی
عبقات جلد دوم	علامہ خالد محمود ایم اے پی ایچ ڈی
القول الفصیح فی عدد رکعات تراویح	قاضی شمس الدین
القول الصحیح فی عدد رکعات تراویح	قاضی شمس الدین
کیا تقلید واجب ہے	قاضی شمس الدین
مستدلات الحنفیہ	مولانا عبداللہ بہلوی

اجتہاد اور تقلید	قاری محمد طیب
السیک الفرید لمسلک التقلید	مفتی رشید احمد لدھیانوی
شرح الصدر فی الفرق بین صلاتی الفجر والعصر	مفتی رشید احمد لدھیانوی
نیل المرام بالتزام السکوت عند قرأۃ الامام	مفتی رشید احمد لدھیانوی
الوصیۃ الاخوانیۃ فی حکم الجماعۃ الثانیہ	مفتی رشید احمد لدھیانوی
لمعات المصابیح فی رکعات تراویح	مفتی رشید احمد لدھیانوی
النخبۃ فی مسئلۃ الجمعۃ والخطبۃ	مفتی رشید احمد لدھیانوی
القول الاظہر فی تحقیق مسافۃ السفر	مفتی رشید احمد لدھیانوی
الکلام المفید فی اثبات التقلید	مولانا محمد سرفراز خان صفدر
احسن الکلام فی ترک القرأۃ خلف الامام	مولانا محمد سرفراز خان صفدر
عمدۃ الاثاث فی حکم الطلاقات الثلاث	مولانا محمد سرفراز خان صفدر
مسئلہ قربانی (ایام قربانی کی بحث)	مولانا محمد سرفراز خان صفدر
مقام ابی حنیفہ	مولانا محمد سرفراز خان صفدر
طائفہ منصورہ	مولانا محمد سرفراز خان صفدر
ینابیع ترجمہ رسالہ تراویح	مولانا محمد سرفراز خان صفدر
مقدمہ کیفیت مناظرہ تحریری	مولانا محمد سرفراز خان صفدر
اطیب الکلام ملخص احسن الکلام	مولانا عبدالمتین خان زاہد
بخاری شریف غیر مقلدین کی نظر میں	مولانا عبدالقدوس قارن
امام ابوحنیفہ کا عادلانہ دفاع	مولانا عبدالقدوس قارن
غیر مقلدین کے متضاد فتوے	مولانا عبدالقدوس قارن

انکشافِ حقیقت بجواب احناف کا رسول اللہ ﷺ سے اختلاف	مولانا عبدالقدوس قارن
جواب مقالہ	مولانا عبدالقدوس قارن
مجذوبانہ واویلا	مولانا عبدالقدوس قارن
تصویر بڑی صاف ہے سبھی جان گئے	مولانا عبدالقدوس قارن
فتویٰ امام ربانی برمرزا غلام احمد قادیانی	مولانا عبدالحق خان بشیر
سیف حنفی برفتنہ اثری، گوندلوی، سلفی	مولانا عبدالحق خان بشیر
کھلا خط نمبر۱	قاری خبیب احمد عمر جہلمی
کھلا خط نمبر۲	قاری خبیب احمد عمر جہلمی
حی علی الفلاح بجواب حی علی الصلاح	مولانا محمد فیاض
تجلیات صفدر ۷ جلد (مضامین)	مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی
فتوحات صفدر ۳ جلد (مناظرے)	مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی
خطبات صفدر ۳ جلد (تقریریں)	مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی
بیاض امین ۲ جلد (غیر مطبوعہ)	مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی
تریاق اکبر بزبانِ صفدر ایک جلد (کورس)	مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی
علمی مجالس (حضرت اوکاڑوی کی مختلف تصانیف سے انتخاب)	مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی
علمی معرکے (انتخاب)	مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی
نوادراتِ صفدر جلد اول (انتخاب)	مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی
رسول اکرم ﷺ کی نماز	مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی

انوارات صفدر	مولانا محمود عالم صفدر اوکاڑوی
احادیث رفع یدین کا علمی تعاقب	مولانا محمود عالم صفدر اوکاڑوی
تجلیات انور جلد اول (مضامین)	مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی
خیر الوسائل الی ضبط المسائل	مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی
نور الصباح فی ترک رفع یدین بعد الافتتاح	مولانا حبیب اللہ ڈیروی
اظہار الحسین فی اخفاء التأمین	مولانا حبیب اللہ ڈیروی
ہدایہ علماء کی عدالت میں بجواب ہدایہ عوام کی عدالت میں	مولانا حبیب اللہ ڈیروی
احقاقِ حق	مولانا حبیب اللہ ڈیروی
قربانی کے صرف تین دن ہیں	مولانا حبیب اللہ ڈیروی
توضیح الکلام پر ایک نظر	مولانا حبیب اللہ ڈیروی
تنبیہ الضالین علی تحریف الضالین	مولانا حبیب اللہ ڈیروی
حدیث اور اہل حدیث	مولانا انوار خورشید
محلّہ کی مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم	مولانا انوار خورشید
غیر مقلدین امام بخاری کی عدالت میں	مولانا انوار خورشید
تعارف علماء اہل حدیث	مولانا انوار خورشید
خاتمۃ الکلام فی ترک القراۃ خلف الامام	مولانا فقیر اللہ الاثری
نماز میں بتدریج ترک رفع یدین	مولانا فقیر اللہ الاثری
اکٹھی تین طلاق کا شرعی حکم	مولانا فقیر اللہ الاثری
رسالہ فاتحہ خلف الامام علی زئی کا رد	مولانا فقیر اللہ الاثری
اعترافِ جرم	ابوشاہد ایم اے ملتانی

وقفۃ مع اللا مذھبیہ فی شبہ القارۃ الہندیۃ	مولانا محمد ابو بکر غازی پوری
آئینۂ غیر مقلدیت	مولانا محمد ابو بکر غازی پوری
مسائل غیر مقلدین	مولانا محمد ابو بکر غازی پوری
غیر مقلدین کے لیے لمحہ فکریہ	مولانا محمد ابو بکر غازی پوری
سبیل الرسول پر ایک نظر	مولانا محمد ابو بکر غازی پوری
صلوۃ الرسول پر ایک نظر	مولانا محمد ابو بکر غازی پوری
غیر مقلدین کی ڈائری	مولانا محمد ابو بکر غازی پوری
کیا ابن تیمیہ اھل السنۃ والجماعۃ میں سے ہیں	مولانا محمد ابو بکر غازی پوری
حدیث کے بارے میں غیر مقلدین کا معیارِ ردو قبول	مولانا محمد ابو بکر غازی پوری
ارمغان حق	مولانا محمد ابو بکر غازی پوری
صحابہ کرامؓ کے بارے میں غیر مقلدین کا نقطہ نظر	مولانا محمد ابو بکر غازی پوری
اہل حدیث اور انگریز	مولانا بشیر احمد قادری
امام اعظم ابو حنیفہ اپنوں اور غیروں کی نظر میں	مولانا بشیر احمد قادری
تاریخ تقلید	مولانا بشیر احمد قادری
مسلک امام اعظم	مولانا بشیر احمد قادری
تحقیق مسئلہ فاتحہ خلف الامام حصہ اول	مولانا بشیر احمد قادری
فاتحہ خلف الامام اور حنابلہ	مولانا بشیر احمد قادری
غیر مقلدین اپنے اکابر کی نظر میں	مولانا بشیر احمد قادری
ترک رفع یدین	مولانا بشیر احمد قادری
ترک تقلید کے بھیانک نتائج	مولانا بشیر احمد قادری

تقلید ائمہ کا مسئلہ	مفتی محمد تقی عثمانی
تقلید کی شرعی حیثیت اور حدود	مفتی محمد تقی عثمانی
مجموعہ رسائل مولانا رشید احمد گنگوہی	مرتب پیر جی سید مشتاق علی شاہ
مجموعہ رسائل مولانا محمد امین اوکاڑوی (۴ جلدیں)	مرتب پیر جی سید مشتاق علی شاہ
ترجمان احناف (مختلف اکابر کی تحریروں کا مجموعہ)	مرتب پیر جی سید مشتاق علی شاہ
فقہ حنفی پر اعتراضات کے جوابات	پیر جی سید مشتاق علی شاہ
امام ابوحنیفہ پر اعتراضات کے جوابات	پیر جی سید مشتاق علی شاہ
حقائق الفقہ بجواب حقیقۃ الفقہ	پیر جی سید مشتاق علی شاہ
آفتابِ محمدی بجواب شمع محمدی	پیر جی سید مشتاق علی شاہ
تعارف فقہ کامل چھ حصے	پیر جی سید مشتاق علی شاہ
علمائے اھل السنۃ کی تصنیفی خدمات کی ایک جھلک	پیر جی سید مشتاق علی شاہ
بیس رکعات تراویح کا ثبوت	پیر جی سید مشتاق علی شاہ
دلائل اھل السنۃ	پیر جی سید مشتاق علی شاہ
سرور العینین فی تکبیرات العیدین	پیر جی سید مشتاق علی شاہ
جرابوں پر مسح غیر مقلد علماء کی نظر میں	پیر جی سید مشتاق علی شاہ
احادیث نبوی اور فقہ حنفی	پیر جی سید مشتاق علی شاہ
غیر مقلدین کی کتابوں پر ایک نظر	پیر جی سید مشتاق علی شاہ
امام ابوحنیفہ کا مقام محدثین کی نظر میں	پیر جی سید مشتاق علی شاہ
مسائل اربعہ غیر مقلدین کی نظر میں	پیر جی سید مشتاق علی شاہ
ننگے سر نماز غیر مقلد علماء کی نظر میں	پیر جی سید مشتاق علی شاہ

۱۲ مسائل	مولانا منیر احمد منور
آئینۂ غیر مقلدیت	مولانا منیر احمد منور
شرعی فتوے	مولانا منیر احمد منور
فرقہ واریت کیا ہے، کیوں ہے اور اس کا سد باب	مولانا منیر احمد منور
میں اہل حدیث کیوں نہیں ہوا	مولانا منیر احمد منور
ڈاڑھی کا وجوب اور مسنون مقدار	مولانا منیر احمد منور
مسائل عید کا حنفی تحقیقی جائزہ	مولانا منیر احمد منور
کیا اہل حدیث تراویح کو مانتے ہیں	مولانا منیر احمد منور
اکمال دین	مولانا منیر احمد منور
ننگے سر نماز کا شرعی حکم	مولانا منیر احمد منور
الانصاف برفع الاختلاف	حکیم نور احمد یزدانی
فتح المبین فی تحقیق مذاہب المصنفین	شیخ محمد قریشی
اظہار المرام	قاضی حمید اللہ
امام ابوحنیفہ	محمد اشرف قاسمی
اھل السنۃ والجماعۃ	مولانا محمود الرشید حدوٹی
دو کتابوں پر ایک نظر	حافظ محمد اسحاق حنیف
السیف المبین علی اعناق غیر المقلدین	اکبر حسین اورکزئی
علاماتِ اھل السنۃ	مفتی رشید احمد العلوی
اکٹھی تین طلاق کا حکم	عبد اللطیف مسعود
فرائض وسنن کے بعد اجتماعی دعا کی شرعی حیثیت	ابو حذیفہ

فقہ میں اجماع کا مقام	مفتی محمد رفیع عثمانی
فقہ اور تصوف	مفتی محمد رفیع عثمانی
سنۃ رسول الثقلین فی ترک رفع الیدین	مولانا عبدالرشید کشمیری
صلاۃ التراویح	علامہ عیسیٰ بن عبداللہ
اسلام کا قانون طلاق	مولانا محمد شہاب الدین
نفس کے پجاری	مفتی عبدالہادی
وجہ جدید السّلفیہ؛ کتاب "الدیوبندیہ" فی المیزان	بدرالحسن قاسمی
سلفیت؛ ایک جائزہ	ڈاکٹر محمد سعید رمضان بوطی
فقہی مذاہب اربعہ کا فروغ	علامہ احمد تیمور پاشا
تراویح صرف بیس ہیں	نور احمد چشتی
تنبیہ الحیران علی مغالطات صاحب البرہان	نور احمد چشتی
امام اعظم ابوحنیفہ کی محدثانہ حیثیت	مفتی حفیظ الرحمٰن
شاہ اسحاق محدث دہلوی اور ان کے مشہور تلامذہ	ڈاکٹر محمد فاروق نعمان
فضائل اعمال علماء حق کی عدالت میں	مولانا محمد ایوب کوہاٹی
تلاش حق	مولانا محمد ایوب کوہاٹی
رکوع کرو ساتھ رکوع کرنے والوں کے	محمد ابوطاہر
شانِ فقہ	مولانا محمد زید
انمول تحفہ	حافظ فضل الرحمٰن
اجماع و قیاس کی حجیت	مولانا جمیل احمد سکروڈوی
علم حدیث میں امام ابوحنیفہ کا مقام و مرتبہ	مولانا حبیب الرحمٰن

مسئلہ تقلید	مولانا مفتی محمد ارشد
فقہ حنفی اقرب الی النصوص ہے	مولانا مفتی سعید احمد
حضرت امام ابوحنیفہ پر ارجاء کی تہمت	مولانا نعمت اللہ
صحابہ کرامؓ کا مقام اور غیر مقلدین کا موقف	مولانا عبدالخالق
تحریک لامذہبیت	مفتی سید سلمان منصور پوری
تین طلاق کا مسئلہ دلائل شرعیہ کی روشنی میں	مفتی سید سلمان منصور پوری
مسائل وعقائد میں غیر مقلدین اور شیعہ مذہب کا توافق	مولانا محمد جمال بلند شہری
توسل واستغاثہ بغیر اللہ اور غیر مقلدین کا مذہب	مفتی محمد دین بلند شہری
تحقیق جمعہ فی القریٰ	مفتی عبدالشکور ترمذی
مسائل وعقائد میں غیر مقلدین کے متضاد اقوال	مفتی حبیب الرحمٰن خیر آبادی
ایک غیر مقلد کی توبہ	ایک گناہ گار امتی
غیر مقلدین کے ۵۶ اعتراضات کے جوابات	مولانا شبیر احمد قاسمی
مسائل نماز	حبیب الرحمٰن اعظمی
بارہ مسائل	مولانا محمد قاسم قاسمی
خواتین اسلام کی بہترین مسجد	مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی
تحقیق مسئلہ رفع یدین	مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی
رفع یدین صحیح بخاری میں پیش کردہ دلائل کی روشنی میں	مولانا ریاست علی بجنوری
آمین بالجہر صحیح بخاری میں پیش کردہ دلائل کی روشنی میں	مولانا ریاست علی بجنوری
قراءۃ خلف الامام صحیح بخاری میں پیش کردہ دلائل کی روشنی میں	مولانا ریاست علی بجنوری

عورتوں کا طریقہ نماز	مفتی ابوالقاسم
فرض نماز کے بعد دعاء؛ متعلقات و مسائل	مولانا عبدالحمید نعمانی
امام کے پیچھے مقتدی کی قرأۃ کا حکم	حبیب الرحمٰن اعظمی
طلاق ثلاث صحیح ماخذ کی روشنی میں	حبیب الرحمٰن اعظمی
چھپے راز ۵ حصے	ابواحمد مفتی محمد عمر (ایم اے)
غیر مقلدین کا تعارف	الشیخ محمد سعد الحجازی
خواتین کا طریقہ نماز	مولانا عبدالرؤف سکھروی
فضائل اعمال اور اعتراضات کا علمی جائزہ	مولانا محمد الیاس گھمن
عقائد اہل السنۃ والجماعۃ	مولانا محمد الیاس گھمن
صراط مستقیم کورس	مولانا محمد الیاس گھمن
تحفہ اہل حدیث	ابوبلال جھنگوی
مذہب اہل السنۃ	مولانا محمد علی صدیقی
ضرورت تقلید	مولوی فضل الرحمٰن دھرم کوٹی
بیس رکعت نماز تراویح سنت موکدہ ہے	مولانا حافظ عبدالرحمٰن
مسنون نماز کی چالیس حدیثیں	الشیخ الیاس
تحفہ لشکر طیبہ	محمد ایوب کوہاٹی
اصلی اہل حدیث اور جعلی اہل حدیث کے درمیان جائزہ	حکیم رحمت اللہ ربانی
اربعین	مولانا محمد انوری
صلوۃ الجنازہ صرف دعا ہے	مولانا رحمت اللہ
غیر مقلدین کے دو درجن سوالات کے جوابات	محمد اشرف

آئینۂ غیر مقلدین	قاری سمیع الرحمٰن
احادیث سید الکونین فی ترک رفع یدین	مولانا غلام علی
امام شاہ ولی اللہ دہلوی؛ فقہ حنفی کے مجدد	مولانا اختر
الدلائل السنیۃ فی اثبات الصلاۃ السنیۃ	محمد امان اللہ
نماز مدلل	مولانا فیض احمد
نماز مسنون کلاں	مولانا صوفی عبد الحمید سواتی
نماز پیمبر ﷺ	مولانا محمد الیاس فیصل
رسول اکرم ﷺ کا طریقہ نماز	مفتی جمیل احمد نذیری
سنۃ رسول الثقلین فی ترک رفع الیدین	مولانا آصف احمد لاہوری
سنۃ الرسول خیر الانام فی ترک القراءۃ خلف الامام	مولانا آصف احمد لاہوری
کیا مردوں اور عورتوں کی نماز ایک جیسی ہے	مولانا محمد انصر باجوہ
غیر مقلدین کے عقائد	مولانا محمد انصر باجوہ

یادداشت

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

Ì nÖªi g u^ ‘

Ý^þ: محمد الیاس گھمن

: l • Ÿæ 12-04-1969

: l • Ÿæ Ý^ÏÚ 87 جنوبی، سرگودھا

: ÜnxÃi حفظ القرآن الکریم: جامع مسجد بوھڑ والی، گکھڑ منڈی، گوجرانوالہ

ترجمہ وتفسیر القرآن: امام اھل السنۃ والجماعۃ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تعالی

مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ

درس نظامی: (آغاز) جامعہ بنوریہ کراچی، (اختتام) جامعہ اسلامیہ امدادیہ، فیصل آباد

: ‹ m… , i (سابقاً) معہد الشیخ زکریا، چپاٹا، زمبیا، افریقہ

مرکز اھل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

:•^ ` q o×ÛÂ خوست، گردیز، جلال آباد، کابل اور بامیان کے محاذوں پر داد شجاعت دے چکے ہیں

: l …^‰] 5 اگست 1996ء تا 5 اگست 1998ء سرگودھا، فیصل آباد اور میانوالی کی مختلف جیلوں میں

29 اگست 1999ء تا 29 ستمبر 1999ء چوہنگ سنٹر، لاہور

30 ستمبر 1999ء تا 7 اکتوبر 2002ء جہلم، بہاولپور اور راولپنڈی کی مختلف جیلوں میں

17 اکتوبر 2003ء تا 18 نومبر 2003ء ایک ماہ نظر بندی ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا

3 فروری 2005ء تا 29 اپریل 2005ء نظر بندی ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا

11 اپریل 2007ء تا 9 مئی 2007ء سرگودھا کے مختلف زندانوں میں

15 دسمبر 2007ء تا 15 فروری 2008ء سرگودھا اور پشاور کے مختلف زندانوں میں

: g ‘ ^ßÚ (سابقاً) امیر حرکت الانصار صوبہ پنجاب

(سابقاً) ڈپٹی جنرل سیکرٹری، حرکت المجاہدین، پاکستان

سرپرست اعلیٰ مرکز اھل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

مرکزی ناظم اعلی اتحاد اھل السنۃ والجماعۃ، پاکستان

:…^Ë‰] oÇn×fi آزاد کشمیر، ساؤتھ افریقہ، ملاوی، زمبیا، کینیا، سنگاپور، سعودی عرب

: Ì nÞ^ ’ i جہاد فی سبیل اللہ اور اعتراضات کا علمی جائزہ، فضائل اعمال اور اعتراضات کا علمی جائزہ

عقائد اھل السنۃ والجماعۃ، صراط مستقیم کورس، قیدی کے ترانے (منظوم کلام)

فرقہ اہل حدیث پاک وہند کا تحقیقی جائزہ، زبدۃ الشمائل؛ شرح شمائل ترمذی (زیر طبع)

: kÊ ¡ ìæ kÃne عارف باللہ حضرت اقدس مولانا الشاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم العالیہ

امین العلماء قطب العصر حضرت اقدس مولانا سید محمد امین شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالی

:•^ • …]æ l ¡ ‘] خانقاہ اشرفیہ اختریہ، 87 جنوبی، سرگودھا